الدُرُّالثَّمِین فی مناقبِ الشّیخ محیُ الدِّین

اُردو ترجمہ

مناقبِ ابنِ عربی

(مع عربی متن)

تالیف الشیخ المرشد ابراھیم بن عبداللہ القاری البغدادی

تحقیق
الدکتور صلاح الدین المنجد

ترجمہ
ڈاکٹر سلمہ فردوس سہول

کتاب محل

Marfat.com

الدُّرُّ الثَّمِین فِی مَنَاقِبِ الشَّیخ محیُ الدِّین

اُردو ترجمہ

مناقبِ ابنِ عربی

(مع عربی متن)

تالیف

الشیخ المرشد ابراهیم بن عبد اللہ القاری البغدادی

(۹ ہجری)

تحقیق
الدکتور صلاح الدین المنجد

ترجمہ
ڈاکٹر سلمہ فردوس سہول

کتاب محل
دربار مارکیٹ لاہور
0321-8836932

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ـــــ مناقب ابن عربی

تالیف ـــــ شیخ مرشد ابراھیم عبداللہ القاری البغدادی

تحقیق ـــــ الدکتور صلاح الدین المسجد

ترجمہ ـــــ ڈاکٹر فردوس سیہول

قیمت ـــــ -/300 روپے

ناشر ـــــ محمد فہد

پرنٹر ـــــ کتاب محل

اوّل سن اشاعت ـــــ 2014ء

ملنے کا پتہ

کتاب محل دربار مارکیٹ لاہور
0321-8836932

فہرست

پیش لفظ از محقق ۳

پیش لفظ از مؤلف ۱۶

پہلا باب: احوالِ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ

احوال ۱۸

لوگوں کا ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے مؤقف ۲۳

پہلا گروہ: حمایتی ۲۳

دوسرا گروہ: غیر جانبدار ۳۲

تیسرا گروہ: معترض ۴۰

دوسرا باب: اقوالِ (تصنیفاتِ) ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ

تصنیفات ۴۳

شاہِ یمن ناصر کا فیروز آبادی سے کتبِ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ پر استفتاء ۶۰

شاہِ یمن ناصر کا ابنِ خیاط سے کتبِ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ پر استفتاء اور اس کا رد ۶۳

تصوف ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں ۷۷

Marfat.com

پیش لفظ از محقق

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اندلسی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اسلام کی سب سے بڑی صوفی و فلسفی شخصیات میں ہوتا ہے۔ انھیں جودتِ عقل، تیزی فہم، آفرینئ خیال، فراوانی عاطفت، وسعتِ علم، تعدد آفاق کے ساتھ استنباط، قیاس اور استشھاد پر قدرت دی گئی۔ جوان کے لیے فلسفہ کو تصوف میں ضم کرنے میں مددگار رہوئی۔ تو اس سے انہوں نے ایک خاص نظریہ وحدت الوجود کی بنیاد رکھی جو بڑا پُر اثر تھا، اور ایک مدرسہ قائم کیا جو مختلف پیروکاروں پر مشتمل تھا اور سینکڑوں کتابیں تالیف کیں جس سے ان کے پہلے اور بعد کے بہت سے صوفیاء وفلاسفہ قاصر رہے۔

وحدتِ وجود کے اثبات اور مذہب فلسفہ میں اس کے اخراج کا علم انھیں پر منتھی ہے۔ اس نظریہ کو انھوں نے قرآن، حدیث، علم کلام اور مختلف مصادرِ فلسفہ جیسے جدید افلاطونیت اور رواقیت وغیرہ سے اور سابق صوفیاء کی آراء سے اور بعض اسلامی فرقوں، ظاہریہ اور باطنیہ سے اخذ کیا اور پھر اُسے اپنی طابع خاص کی چھاپ لگائی۔

ان کی کتاب ''فصوص الحکم'' جو انھوں نے دمشق میں تالیف کی تھی ان کے سارے

نظریہ کو شامل ہے۔ انھوں نے اس میں اور اپنی تمام تصانیف میں اپنی آراء کو ایک خاص صوفی زبان میں پیش کیا ہے جس میں رمز، تشبیہ، اشارہ، مجاز کثرت سے ہے۔

وہ بعض اوقات اپنے الہامات کو بھی ضبط تحریر میں لے آتے تھے جس سے کلام کبھی غامض ہو جاتا ہے، اس لیے ان کی تالیفات کے قاری کے لیے ضروری ہے کہ پہلے تو وہ ان کی اصطلاحی زبان اور ان کے الفاظ کا علم رکھتا ہو، اور یہ کہ تصوف اور اس کے معانی کے ذوق والا ہو۔ بس علم اور ذوق یہ دونوں ایسے شخص کے لیے ناگزیر ہیں جو کسی صوفی کو سمجھنا چاہتا ہو۔ اور گویا شیخ ابنِ عربی رحمۃ اللہ نے اس ضرورت کا ادراک کر لیا تھا، اسی لیے انھوں نے اصطلاحات القوم کے بارے میں ایک مخصوص رسالہ تالیف کیا اور اپنی توالیف میں مختلف مقامات پر اس ضرورت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

اور چونکہ قارئینِ کتبِ تصوف کی اکثریت یا تو زبانِ تصوف سے آگاہ نہیں ہے اس لیے وہ اس کے الفاظ کی وضاحت عامۃ الناس کے ہاں معروف معانی سے ہی کر لیتے ہیں اور یوں وہ ظاہر شرع سے متصادم ہو جاتے ہیں۔ یا وہ پڑھی جانے والی عبارت کا ذوق نہیں رکھتے کیونکہ وہ ان صوفیانہ منازلِ سلوک سے نہیں گزرے جن سے صوفیاء ریاضتوں اور مجاہدوں کے دوران گزرتے ہیں تو صوفیاء کو غموض، شطح، کفر اور زندیقیت سے متہم کرنا اس لاعلمی اور عدمِ ذوق کے باعث ہے۔

اور ایسے ہی حالات کا سامنا حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ کو کرنا پڑا۔ فقہاء (اہلِ ظاہر) کی اکثریت ان کے درپے ہوگئی، خاص کر ان کی وفات کے بعد، انھوں نے ان پر طعن کیا اور انھیں زندیق کہا۔ اور بغیر کسی استثناء کے ان کی تمام کی تمام کتابوں کے پڑھنے کو حرام ٹھرانے تک جا پہنچے۔ اور یہ اس وجہ سے کہ انھوں نے ان کی تصانیف میں وارد کچھ حصہ کی تفسیر متداول معانی سے کر دی اور تصوف کے اصطلاحی معانی کی طرف نہ آئے۔ اور یوں ظاہر کو اختیار کر لیا اور باطنیت پر توجہ نہ کی۔ پھر انھیں اختیاری ذوق نے بھی عاجز کر دیا اس

Marfat.com

لیے کہ انھیں ریاضتوں کی مہارت نہ تھی اور ان مجاہدوں میں وہ پڑے نہ تھے جو کہ صوفیاء کے مطالب کے عرفان کے لیے ناگریز ہوتے ہیں، اور یوں وہ اُن پر طعنہ زن ہو گئے کیونکہ انھوں نے ان کو جانا نہیں تھا، سمجھا نہیں تھا اور وہ اس فن سے بھی نابلد تھے، کہ نہ تو وہ اس کی راہوں کے سالک تھے اور نہ ہی اس کا عرفان رکھنے والے تھے۔

لیکن شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ پر فقہاء کے اس طعن نے دوسرے علماء میں حمیت کو ابھارا، ان میں سے بعض تو صوفیاء ہی تھے اور بعض ایسے فقہاء تھے جو تصوف کے اسرار اور اس کی اصطلاحات کا عرفان رکھتے تھے، یا وہ اہل تصوف کے اقوال کو انھیں پر چھوڑ دینے والے تھے۔ تو یہ لوگ سرگرمی سے شیخ ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ کی مدافعت کرنے لگے اور ان کے مناقب و محاسن بیان کرنے لگے اور گروہِ اول کا رد کرنے لگے جنھوں نے جہل کے سبب عداوت کی، اور آدمی جس سے لاعلم ہوتا ہے اس کا دشمن ہوتا ہے۔

یوں دونوں گروہوں میں جھگڑا پیدا ہوا اور یہ سخت شدید جھگڑا تھا۔ کئی صدیوں تک متبعین نے اس کو ورثہ میں لیا اور ہم اپنے عہد میں بھی اس کو دیکھ رہے ہیں۔ فقہاء اپنے جمود اور تنگیٔ فکر کے باعث زندیقیت و کفر سے کم کوئی چیز پاتے ہی نہیں جس سے اس فلسفی وصوفی کو متہم کر سکیں۔ اور اس فلسفی کے پیروکار ان کے رد میں کہتے ہیں کہ یہ جاہل و گمراہ ہیں، ان پر اللہ تعالیٰ نے فہم و علم کے دروازے کھولے ہی نہیں۔

تو جن لوگوں نے ان پر طعن کیا اور ان کی تکفیر کی، اُن میں واسطی، بدر بن جماعہ، زین عراقی، ابن تیمیہ، ابوحیان اندلسی، ابن خلدون اور بقاعی وغیرہ ہیں اور یہ اہل طریقت سے نہیں ہیں۔ اور جن لوگوں نے ان کی توصیف کی اور ان کا دفاع کیا، اُن میں سے قاضی زملکانی، فیروز آبادی، قاری بغدادی، اور اپنی حیات کے آخر میں عز بن عبد السلام، سیوطی، شعرانی، اور علی بن میمون وغیرہ ہیں۔

اس جھگڑے کا نتیجہ بہت سے رسائل و مؤلفات ہیں جو کہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے دفاع

Marfat.com

میں یا اُن پر ردوطعن کے لیے لکھے گئے۔

وہ اوّلین لوگ جنھوں نے مناقب ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ میں اور ان کے دفاع میں لکھا، ہمارے اس رسالہ کے مؤلف، ابوالحسن علی بن ابراہیم بن عبداللہ بن ابراہیم بن یوسف قاری بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اُن میں سے ہیں یہ آٹھویں صدی کے صوفیاء سے ہیں۔ ہم دستیاب کتب میں ان کے سوانح حیات پر مطلع نہیں ہو سکے۔ لیکن رسالہ کا خاتمہ ان بہت سے القابات پر جن سے ان کو ملقب کیا گیا، مشتمل ہے۔ اُن سے ہم یہ دلالت پاتے ہیں کہ وہ کبار صوفیاء سے تھے اور شیخ و مرشد تھے۔

اور یہ رسالہ بذاتِ خود ان کی حیات پر کچھ روشنی ڈالتا ہے اور وہ یوں کہ مصنف فیروز آبادی (1) کا بیان ''ہمارے شیخ'' کے لفظ سے کرتے ہیں اور ذکر کرتے ہیں کہ انھوں نے اُن سے ۷۸۴ھ میں دھلی۔ اللہ اُسے محفوظ فرمائے۔ میں سماع کیا تھا اور فیروز آبادی کئی ممالک میں گھومے اور روم، ہند، یمن اور دمشق میں گئے اور زبید میں فوت ہوئے۔ تو یہ اشارہ دو امور میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ پہلا یہ کہ ''قاری'' آٹھویں صدی میں تھے اور دوسرا یہ کہ انھوں نے ہند دیکھا تھا۔

''قاری'' یعنی مؤلف ذکر کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنا یہ رسالہ یمن کے صوفی معزز برادر شیخ ابن رداد کی طرف بھجوایا، شیخ ابن رداد کا سوانح حیات بہت سے مؤلفین نے لکھا ہے، وہ عارف و عالم تھے اور یمن میں صوفیاء کی سرداری انھیں پر ختم تھی۔ ۷۴۸ھ میں پیدا ہوئے اور عمرِ دراز پائی۔ یہاں تک کہ ۸۲۱ھ میں وفات پا گئے اور ''قاری'' کا رداد کے بارے میں کہنا کہ وہ ''صنو'' (ساتھی، رفیق) تھے یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ دونوں ایک ہی

۱۔ ابوطاہر محمد بن یعقوب فیروز آبادی شیرازی (۱۳۲۹ء-۱۴۱۴ء/۸۱۱ھ) صاحب القاموس المحیط، بڑے عالم، فقیہ، اور لغوی تھے۔ عراق، شام، مصر، روم، ہندوستان اور یمن کی طرف سفر کیا اور زبید میں انتقال

Marfat.com

طبقہ کے صاحب ہیں۔ مگر ہمیں یہ معلوم نہیں کہ انھوں نے کس سال ان کو رسالہ بھجوایا تھا۔

یہ رسالہ انھوں نے مناقب ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ پر لکھا ہے اور اس میں دو باب بنائے ہیں۔ پہلا باب ان کے احوال کے گرد گھومتا ہے۔ جس میں انھوں نے ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت اور حیات کا پہلو واضح کیا ہے۔ اور پھر ان کے بارے میں علماء کا موقف ذکر کیا ہے۔[1] اور ان کو تین گروہوں میں متفرق کیا ہے، پہلا ان کے حامیوں کا ہے اور دوسرا ان کا جنھوں نے ان کے بارے میں خاموشی اختیار کی یعنی نہ تو ان کی تعریف کی اور نہ اُن پر طعن کیا اور تیسرا گروہ ان کا جنھوں نے ان پر طعن کیا اور ان کی تکفیر کی۔ ''قاری'' نے کوشش کی ہے کہ اس تیسرے گروہ کا سختی سے رد کرے اور اس گروہ کے زعم و کذب اور اس کی غلط تشہیر کو عیاں کرے جو ابن عربی کی کتب کے مطالعہ سے روکنے کے لیے کی گئی۔ اور یونہی وہ شیخ کے بارے میں دوسرے گروہ کے توقف پر متعجب ہوئے ہیں اور اسے ملامت کی ہے۔

انھوں نے ان تینوں گروہوں کے اقوال شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کے لیے اپنے دفاع کو تقویت دینے کے لیے بیان کیے ہیں۔ اسی لیے انھوں نے جو کچھ شیخ کی حمایت و مخالفت میں ہے اس سارے کو اجمالاً بیان کر دیا ہے۔

یہ رسالہ ہمیں مختلف امور میں مفید ہے:

پہلا یہ کہ یہ رسالہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں دونوں گروہوں کی آراء کو پیش کرتا ہے اور اس اثر کو منعکس کرتا ہے جو اس فلسفی کے اقوال نے اس کے بعد آنے والی نسلوں کے لیے فقہاء و متصوفہ کی فکری حیات میں چھوڑا ہے۔

دوسرا یہ کہ یہ رسالہ ہمیں ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات کے بارے میں ایک نئی نص مہیا کرتا ہے، جو ان دونوں نصوص کی تصحیح کرتی ہے جن کو کورکیس عواد اور ابوالعلاء عفیفی نے نشر کیا

۱۔ اصل عبارت یوں ہے: ''جبکہ دوسرے میں ان کے بارے میں علماء کا موقف ذکر کیا ہے'' جو کہ محقق کا سہو ہے کیونکہ دوسرے باب میں شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات کا ذکر ہے۔

ہے۔

تیسرا یہ رسالہ نئی دستاویز ہے جو کہ ان مصادر سے مربوط ہے اس عظیم شخص کے مطالعہ میں مفید ہیں۔

چوتھا یہ رسالہ ان جھگڑوں کی خبر دیتا ہے جو ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے باعث یمن میں ہوئے، فیروز آبادی اور ابن خیاط کے مابین نزاع بھی ان میں سے ہے جن کی طرف بعض مصادر نے اشارہ کیا ہے۔

ہم نے یہاں یہ نہیں چاہا کہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ پر گفتگو کو وسعت دیں کیونکہ یہ مقدمہ ان کی حیات، فلسفہ و مذہب کے مکمل احاطہ کے لحاظ سے تنگ ہے۔ اس لیے ہم نے مطالعہ کے خواہش مند قاری کو مندرجہ ذیل اہم مصادر کی طرف متوجہ کرنے پر اکتفا کیا ہے اور ہم نے ان مصادر کا مکمل احاطہ نہیں کیا ہے بلکہ انتخاب کا قصد کیا ہے۔

ا۔ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی بعض تصانیف

ا۔ الفتوحات المکیۃ (بولاق ۱۲۹۳ھ)

۲۔ فصوص الحکم (ابو العلاء عفیفی پبلیکیشن، قاہرہ ۱۹۴۶ء)

۳۔ رسالۃ القدس (مخطوطہ، اسکوریال)

۴۔ رسائل ابن عربی (حیدر آباد ۱۹۴۸ء)

۵۔ اجازۃ ابن عربی للملک المظفر (اشاعت، عبدالرحمن بدوی)

۶۔ فہرست کتب ابن عربی (مخطوطہ، آصفیہ، حیدر آباد، و اشاعت کورکیس عواد، اور ابو العلاء عفیفی)

۷۔ ترجمان الاشواق (اشاعت، نیکلسون، لندن ۱۹۱۱ء) اور اس کی شرح "ذخائر الاعلاق" (بیروت ۱۳۱۲ھ)

Marfat.com

۲۔ بعض مصادر ساتویں صدی کے جس میں وہ زندہ تھے

۱۔ ابن الدبیثی (.......۶۳۷ھ) ذیل تاریخ بغداد (مخطوط، ہمارے اس رسالے میں اِس سے اقتباس ہے، ذہبی کی مختصر ملاحظہ کریں۔

۲۔ ابن النجار (.....۶۴۳ھ) ذیل تاریخ بغداد (مخطوط، ہمارے رسالے میں اِس سے نقل کیا گیا ہے)

۳۔ سبط ابن الجوزی (.....۶۵۴ھ) مرآۃ الزمان ۸:۷۳۶ (حیدرآباد)

۴۔ ابن الابار (.....۶۵۸ھ) تکملۃ الصلۃ ۱:۳۵۶ (مڈریڈ)

۵۔ ابوشامہ (....۶۶۵ھ) ذیل الروضتین ص ۱۷۰ (قاہرہ)

۶۔ النووی (....۶۷۶ھ) بستان العارفین (شذرات الذہب میں اِسی سے نقل کیا گیا ہے)

۷۔ القزوینی (.....۶۸۲ھ) آثار البلاد، ص: ۳۳۴ (طبعۃ وستنفلد)[1]

۳۔ آٹھویں صدی اور بعد کے کچھ مصادر

۱۔ الذھبی (....۷۴۸) تاریخ الاسلام (مخطوط)

۲۔ الذھبی، میزان الاعتدال ۳:۱۵۸ (قاہرہ ۱۳۵۰ھ)

۳۔ الذھبی، المختصر المحتاج الیہ من تاریخ بغداد لابن الدبیثی ۱:۱۰۲ (بغداد)

۴۔ الصفدی (.....۷۶۴) الوافی بالوفیات (مخطوط)

۵۔ ابن شاکر (.....۷۶۴) فوات الوفیات ۲:۳۰۱ (بولاق)

۶۔ الیافعی (.....۷۶۸) مرآۃ الجنان (قاہرہ)

۷۔ ابن کثیر (.....۷۷۴) البدایہ والنہایہ (قاہرہ)

۱۔ فردناند وستنفلد (Ferdinand Wustenfeld) (۱۲۲۳ھ-۱۳۱۷ھ / ۱۸۰۸ء-۱۸۹۹ء) جرمنی کے ایک بڑے مستشرق کا نام ہے۔

Marfat.com

۸۔ الخزرجی (....۸۱۲) العسجد المسبوک (مخطوط)

۹۔ ابن حجر (....۸۵۲) لسان المیزان ۵:۳۱۱...۳۱۵ (حیدرآباد)

۱۰۔ ابن تغری بردی (...۸۷۴) النجوم الزاهرة ۶:۳۲۹ (قاہرہ)

۱۱۔ الشعرانی (....۹۷۳) الطبقات الکبری ۱:۱۶۳ (قاہرہ)

۱۲۔ الشعرانی، الیواقیت والجواہر ۶:۱۴ (قاہرہ)

۱۳۔ المناوی (....۱۰۳۱) الکواکب الدریہ فی تراجم السادة الصوفیہ (مخطوط)

۱۴۔ المناوی، طبقات الاولیاء (مخطوط)

۱۵۔ ابن العماد (....۱۰۸۹) شذرات الذہب ۵ ۱۹۰...۲۰۲ (قاہرہ)

۱۶۔ المقری (....۱۱۳۴) نفح الطیب (اشاعت محی الدین)

۱۷۔ المقری ازہار الریاض (مخطوط)

۱۸۔ الخونساری (بارھویں صدی ہجری) روضات الجنات ۶۳۲...۶۳۷ (ایران)

۱۹۔ العظم (...۱۹۲۷) عقود الجوہر (۱۳...۳۹) (بیروت ۱۳۲۶)

۲۰۔ طہ عبدالباقی سرور۔ ابن عربی (قاہرہ ۱۹۵۵)

ان کی حمایت یا مخالفت میں لکھے گئے رسائل

۴۔ ان کی حمایت یا مخالفت میں لکھے گئے رسائل

۱۔ الواسطی (...۷۱۱) اشعة النصوص فی ھتک الفصوص (مخطوط)

۲۔ القاری البغدادی (آٹھویں صدی ہجری) الدر الثمین فی مناقب محی الدین (یعنی یہ رسالہ جو چھپا ہے)

۳۔ الفیروز آبادی (....۸۱۱) رسالة باسم الملک الناصر فی الرد علی الشیخ محی الدین (مخطوط)

Marfat.com

۴۔ التقی الف ۔ ۸۱) تحذیر النبیہ والغبی من الافتتان بابن عربی (مخطوط)

۵۔ الاہدل (....۸۵۵) کشف الغطاء عن حقائق التوحید وعقائد الموحدین (مخطوط)

۶۔ البقاعی (....۸۸۵) تنبیہ الغبی الی تکفیر ابن عربی (قاہرہ)

۷۔ السیوطی (....۹۱۱) تنبیہ الغبی بتبرئۃ ابن عربی (مخطوط)

۸۔ ابن میمون (....۹۱۷) تنبیہ الغبی فی تنزیہ ابن عربی (مخطوط)

۹۔ ابن میمون، تنزیہ الصدیق عن صفات الزندیق (مخطوط)

۱۰۔ الحلبی (....۹۵۶) تسفیہ الغبی فی تنزیہ ابن عربی (مخطوط)

۱۱۔ الشعرانی (...۹۷۳) القول المبین فی الرد عن محی الدین (مخطوط)

۱۲۔ القاری (...۱۰۱۴) فر العون من مدعی ایمان فرعون (مخطوط)

۱۳۔ النابلسی (....۱۱۴۷) الرد المتین علی منتقصی الشیخ محی الدین (مخطوط)

۱۴۔ النابلسی، شرح جواہر النصوص فی حل کلمات الفصوص (قاہرہ ۱۳۲۳)

Asin Palacios, Mohidin. in Homenaje a Menendez y Pelayo. Madrid 1899 : II, 217-256.

" " La Psicologia segun Mohidin Abenarabi Actes du XIV congres inter. des Orientalistes, Alger 1905. (vol 3, Paris 1907)

R. Nicholson, The Lives of Umar Ibnul Farid and Ibnul Arabi JRAS. 1906, P. 197

Asin Palacios, La Psicologia del extasis en dos grandes misticos musulmanes: Algazel y Mohidin Abenarabi en Cultura Espanola PP. 209-235. Madrid 1906

" " El Mistico murciano Abenarabi, in BRAH. Boletin de la Real Academia de la Histori

1. - Autobiografia cronologica. in vol LXXXVII, Madrid 1925 : pp. 96-173

Marfat.com

2. - Noticias Autobiograficas de su "Risalat al Cods (Vol LXXXVII, PP. 512-611)

3. - Caracteres generales de su sistema Vol LXXXVIII, 1926 PP. 582-637

4. - Su teologia y sistema del cosmos Vol XCII, 1928 PP. 654-751

" " El Islam cristianizado. Estudi del Sufismo a travers de las obras de Abenarabi de Murcia Madrid 1931 L'Islam Christianise -Title: Padre Barea and translated it in French, caracteres de la spiritualite d'Ibn Arabi De la Mystique d'Abenarabi, les etats, les demeures et les charismes. Toulouse 1931

M. A. Ayni, La quintessence de la philosophie de Ibn i Arabi. Paris 1925 (Geuthner)

A.E, Afifi, The Mystical Philosophy of Muhiy ed Din Ibn Arabi (Cambridge University Press, 1933)

A.Q. Husaini, Ibn al Arabi, the great Muslim mystic and thinker. La hore (Ashraf)

H. Corbin, L'imagination creatrice dans le Soufisme d'Ibn Arabi. Paris 1958 (Flammarion)

Brockelmann, GAL, S 1, 791

بیانِ مخطوطہ:

ہم نے اس رسالہ کی اشاعت میں مخطوطہ کے ہندی نسخہ پر اعتماد کیا ہے۔ یہ رسالہ خدا بخش لائبریری پٹنہ، بانکپور میں ۲۹۰۲ نمبر سے محفوظ ہے۔ جامعہ دول عربیہ کے ادارۂ مخطوطات نے ۱۹۵۲ء میں اس کی فوٹو کاپی کی، تو اس ادارہ سے ہم نے اس کی نقل لے لی۔ اور ڈھونڈنے پر معلوم ہوا کہ اب تک یہ ایک ہی مخطوطہ ہے۔ بروکلمان نے اپنی تاریخ میں اس کے علاوہ کسی اور کا ذکر نہیں کیا۔ ہم بھی دستیاب مراجع میں کسی دوسرے نسخہ پر مطلع

نہیں ہوئے۔

اس کے دس اوراق ہیں، جو نویں صدی کے خطوط میں سے خط نسخ میں لکھے ہوئے ہیں۔ایک صفحہ میں ۳۱ سطور ہیں اور ایک سطر میں ۱۵ سے ۱۷ کے مابین الفاظ ہیں اور اس نسخہ پر نہ تو کاتب کا نام ہے اور نہ ہی تاریخ کتابت۔ اس کی سطور میں کاتب نے خالی جگہ بھی چھوڑی ہے اور یونہی اس میں کتابت کی بہت سی غلطیاں ہیں۔ جس سے بہت تحریف و تصحیف ہوگئی ہے۔

ادارۂ مخطوطات کے نقل شدہ رسالہ میں پہلا صفحہ نہیں ہے اور رسالہ ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے:

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم. الحمد للّٰہ العلیم القدیر الحکیم..........

اور مندرجہ ذیل الفاظ سے ختم ہوتا ہے:

ھذہ الدر الثمین فی محاسن الشیخ محی الدین رضی اللّٰہ عنہ تالیف الشیخ الکامل المکمل، العالم الفاضل المفضل، قدوۃ المحققین سراج العابدین و الزاھدین، شیخ الشیوخ العارفین المحققین قرۃ عین الصالحین، مفتاح معالم البدایۃ، وشرح صدور سر الھدایۃ، کشاف المعضلات، حلّال رموز المعانی المشکلات، الشیخ المرشد ابی الحسن علی بن ابراھیم بن عبداللّٰہ بن ابراھیم بن یوسف القاری البغدادی، نوّر اللّٰہ ضریحہ، ووالی من الرحمۃ فتوحہ. (آمین)

Marfat.com

طریقِ تحقیق:

ہم نے اس رسالہ کی تحقیق اپنے معروف قواعد کے مطابق کی ہے۔اس کے باوجود ناگزیر ہے کہ ہم دوامور واضح کردیں:

پہلا: ہم نے یہ ملاحظہ کیا ہے کہ مؤلف نے بہت سے علماء کے اقوال سے استشہاد کیا ہے۔اُن میں سے بعض اقوال طبع شدہ ہیں اور بعض مخطوط ہیں۔جب ہم نے ان کا ایک دوسرے سے موازنہ کیا تو ہم نے فرق، اور زیادتی و کمی پائی۔تو ہم نے حواشی کے عدمِ طوالت کے اپنے اصول کے برخلاف اپنے لیے یہ روا کرلیا کہ ہم ان اقوال کا حواشی میں ذکر کریں، بالکل ویسا ہی جیسا ہم نے انھیں مخطوط و مطبوع کتب میں پایا ہے اور یہ صرف اس لیے کہ قاری اقوال کا موازنہ کرسکے، اور دیکھے کہ خواہش و مذہب کے مطابق کس طرح کی تبدیلی وتحریف کی گئی ہے اور اس میں کیسا اضافہ اور کیسی کمی کی گئی ہے [1]۔ یہ وہ امر ہے جو ہماری قدیم نصوص کے مطالعہ کے وقت مؤرخ و باحث کے لیے بہت شک کرنے اور احتیاط برتنے کا داعی ہے۔

دوسرا: ہم نے اس رسالہ میں بہت سی نحوی غلطیاں اور تصحیف وتحریف پائی ہے۔اور غالب ترین گمان یہ ہے کہ یہ کاتب سے ہوئی ہیں، کیونکہ یہ تو معقول نہیں کہ مؤلف نحو میں غلطی کرے جبکہ وہ فیروز آبادی کا شاگرد ہو۔اسی لیے ہم نے جس کی تصحیح کی طرف راہنمائی پائی اس کو درست کردیا اور اکثر اوقات ہم نے اس کی نشاندہی نہیں کی، کیونکہ ہم نہیں چاہتے

۱۔ محقق نے جن اقتباسات کے اصل سے مختلف ہونے کا بتلایا ہے، ان میں سے ایک صفحہ [illegible] پر ہے جبکہ دو [illegible] صفحہ ۳۳ اور ۳۴ پر ہے، مصنف رحمۃ اللہ نے اس اقتباس میں تصرف کیا ہے، [illegible] عبارت میں [illegible] روایات کی وجہ سے تکرار لفظی ہے۔
تیسرا اقتباس جس کی طرف محقق نے اشارہ کیا ہے وہ صفحہ ۳۴ پر شیخ یافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، جس کی کافی تکمیل مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فصوص الحکم سے اقتباس، شیخ قونوی رحمۃ اللہ علیہ اور اپنی تعلیقات کے [illegible] صفحہ [illegible] کردی ہے۔

Marfat.com

کہ حواشی میں کاتب کی غلطیاں شمار کریں۔ اور جس کی ہم نے حواشی میں نشاندہی کردی ہے وہ بطورِ مثال ہے۔ رہے وہ الفاظ جن کی تصحیح کی طرف راہنمائی ہم نہیں پا سکے تو ہم نے ان پر علامتِ استفہام ڈالی ہے۔ اور اُس شخص کا شکریہ جو ان پر راہنمائی پا کر ان کو درست کر دے۔

اور یونہی رسالہ ''قاری'' (مؤلف) کے اشعار پر مشتمل ہے، جو رکیک واقع ہوئے ہیں، ان میں سے بعض کا وزن درست نہیں، اور ہم نے انھیں کسی اور نص میں بھی نہیں پایا ہے کہ ان کو درست کر سکیں اس لیے ہم نے کسی دوسری نص کی موجودگی کی صورت میں، ان کی تصحیح کے انتظار میں ان کو ویسے ہی لکھ دیا ہے جیسے پایا ہے۔

بیروت ۱۹۵۹ء صلاح الدین المنجد
ستمبر

Marfat.com

پیش لفظ از مؤلف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وعلیہ نتو کل و بہ نستعین

(ہم اسی پر بھروسہ کریں اور اسی سے مدد مانگیں)

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جو علیم، حکیم، خبیر ہے، جو نظیر، شبیہ، مثال اور صورت سے پاک ہے، جس کی مثل کوئی شئے نہیں، اور وہ سمیع و بصیر ہے۔ میں شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس نے ہمیں خیر کثیر اور احسانِ کبیر سے نوازا، اور میں اپنی تمام تر کوتاہی کا اعتراف کرتے ہوئے اس کا شکر ادا کرتا ہوں۔

اور درود ہو اُن بشیر و نذیر، سراجِ منیر ہستی پر کہ تمام نبی اور رسول جن کی فضیلت کا اقرار کرنے والے ہیں اور جو پیدائش میں مقدم اور بعثت میں مؤخر ہیں یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر، جب تک کہ تاریک راتیں روشن رہیں اور روشن صبحیں

جگمگاتی رہیں۔

ترجمہ اشعار:

- اگر چہ وہ انبیاء کے بعد تشریف لائے تاہم تمام انبیاء کرام سے پہلے تھے۔
- انبیاء کرام ہدایت کی جماعت میں آپ کے خدام میں سے ہیں، خدام کے لیے کچھ عجیب نہیں کہ وہ آگے چلیں۔
- دین کی بنیاد کو اس کے ٹیڑھا ہونے کے بعد سیدھا کیا، جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدھا کیا تھا آپ کے بعد اُس میں ٹیڑھا پن پیدا ہوا۔

حمد وصلاۃ کے بعد یہ رسالہ جس کا نام میں نے ''الدر الثمین فی مناقب الشیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ'' رکھا ہے۔ اسے میں نے برادرِ عزیز، پناہ عظیم، شیخ شہاب الحق والدین، احمد بن رداد[1] یمن کے صوفی کی طرف بھجوایا ہے، کہ ان کے فضل کی آیتیں لکھی جارہی ہیں۔ جب تک روشن صبح جگمگاتی رہے ان کے علم کے جھنڈے قوت کے ساتھ لہراتے رہیں۔

میں اس میں ان کے احوال و اقوال کو ایجاز و اختصار کے ساتھ بغیر تفصیل وطوالت کے ذکر کروں گا کیونکہ ان کی عجیب سیرت اور منفرد آداب اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جو ان پر اسباب البر کو سہل کیا اور ابواب الشر کو بند کیا وہ سب ان کی تصانیف میں مذکور ہے اور تالیفات میں مسطور ہے اور یہ زیادہ تر فتوحات مکیہ میں ہے۔

تو میں کہتا ہوں اللہ مددگار ہے اور اسی سے عرفان ملتا ہے۔ میں نے اس مختصر رسالہ کو دو ابواب میں تقسیم کیا ہے جو کہ بہت ضروری ہیں:

پہلا باب: ان کے احوال میں۔

دوسرا باب: ان کے اقوال میں۔

۱۔ ان کا ذکر، ص: ۶، ۷ پر بھی گزرا ہے۔

Marfat.com

پہلا باب

احوالِ ابن عربی رحمۃ اللہ

یہ باب ایسا ہے کہ ان کے قریبی اصحاب اور خاص احباب میں سے ایک جم غفیر اور جماعت کثیر نے اس کا اہتمام کیا ہے۔ میں عجز و تقصیر کو مانتے ہوئے اس کا تھوڑا سا ذکر کروں گا۔

نام ونسب

تو جان لو! اللہ اپنی توفیق سے تمھیں قوی کرے اور اپنی تحقیق سے تمھیں حق دکھائے۔ علماءِ تاریخ نے ذکر کیا ہے کہ وہ شیخ امام، قدوۃ الانام، عمدۃ الاحکام، نورِ بسیط، بحرِ محیط، صاحب مواہب الٰہیہ وعطایا قدسیہ، مفتیِ طریقین، حجت فریقین، سلطان العارفین، برہان المحققین، محی الملت والدین، ابوعبداللہ محمد بن علی بن محمد بن احمد بن علی حاتمی، طائی، اندلسی رحمۃ اللہ ہیں۔ ابن عربی رحمۃ اللہ سے مشہور ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم پر ان کے پاکیزہ وروشن اسرار کی برکات نازل فرمائے، جو دنیا و آخرت میں ہمیں صلاحِ احوال اور فلاحِ اقوال تک پہنچائیں۔

Marfat.com

حلیہ

قد لمبا تھا نہ چھوٹا تھا، گوشت نرم، شکم ان کا سختی و نرمی کے درمیان، رنگت سرخی و زردی مائل سفید، بال معتدل اور طویل، نہ تو سیدھے اور نہ ہی گھنگریالے، چہرہ لمبا، آنکھیں بڑی، مسوڑھے مضبوط، ان کے کولھوں اور پشت پر گوشت نہ تھا، آواز پست، صاف اور کڑک دار تھی، پورے لبے، ہتھیلی سیدھی، بغیر حاجت کے کم بولتے اور کم ہنستے تھے۔ ان کی طبیعت صفراء اور سوداء کی طرف مائل تھی۔ کثرتِ مطالعہ سے ان کی نظر کسی قدر کمزور ہو چکی تھی، نہ تو وہ تیز رفتار تھے اور نہ ہی ست رو تھے۔ علماء فراست کا اس پر اجماع ہے کہ یہ بہترین ہیئت اور درست ترین وضع ہے۔ یہ ہیئت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخ محی الدین رحمۃ اللہ کے لیے ہی ثابت ہے۔

ولادت

ان کی پیدائش مرسیہ میں جو کہ اندلس کا ایک شہر ہے پیر کی شب، سترہ رمضان المعظم ۵٦٠ھ میں ہوئی تھی۔ انھوں نے وہیں پرورش پائی پھر اشبیلیہ منتقل ہوئے اور یہ ۵٦٨ھ میں اندلس کا دارالسلطنت تھا، وہاں وہ ۵۹۸ھ تک مقیم رہے۔ پھر بلاد مشرق گئے اور سب میں گھومے اور حج کیا اور بہت برس مکہ مشرفہ کی مجاوری کی اور وہیں فتوحات مکیہ وغیرہ جیسی کتابیں تصنیف کیں۔ جیسا کہ ابھی ذکر آئے گا۔

وہ اس زمانہ کے شاہان، شرفاء و رؤساء کی اولاد تھے ان کے والد حاکم اشبیلیہ سلطان الغرب [1] کے وزیر تھے۔ کسی بادشاہ نے جو ان کے والد کے اصحاب میں سے تھا، ان کو اور شہزادوں کی ایک جماعت کو دعوت پر بلایا۔ جب شیخ محی الدین رحمۃ اللہ اور وہ سب آگئے اور طعام سے اپنا نصیب لے چکے تو شراب کے پیالے ان کے لیے گردش میں آئے۔

١۔ غرب کے لفظ کا اطلاق سپین کے جنوب مغربی حصہ پر ہوتا تھا، خصوصاً جنوبی پرتگال پر۔

Marfat.com

دور شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچا اور انھوں نے اپنے ہاتھ سے پیالہ پکڑا اور پینا چاہا تو انھوں نے کسی کہنے والے کو کہتے سنا: اے محمد! آپ اس کے لیے نہیں پیدا کیے گئے، تو انھوں نے پیالہ پھینکا اور مدہوش نکل پڑے۔ جب اپنے گھر کے دروازے پر پہنچے تو انھوں نے دروازہ پر وزیر کی بکریوں کا چرواہا دیکھا، اُس پر گرد پڑی تھی جو ہر روز اُس پر ہوتی تھی تو وہ شہر سے باہر تک اُس کے ساتھ ہو لیے اور اُس کے کپڑے لے کر پہن لیے اور اپنے اُسے دے دیے اور چل پڑے یہاں تک کہ کچھ گھنٹوں بعد ایک مقبرہ تک پہنچے، وہ ایک بہتے دریا کنارے تھا تو انھوں نے مقبرہ میں ٹھہرنے کا ارادہ کر لیا۔ اس کے وسط میں انھیں ایک قبر ملی جو دھنس چکی تھی اور ڈھ چکی تھی اور چھوٹی سی غار مانند ہو چکی تھی۔ وہ اس میں داخل ہوئے اور ذکر میں مشغول ہو گئے وہ صرف نماز کے وقت باہر نکلتے تھے۔

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں اس مقبرہ میں چار دن قیام کیا، اس کے بعد میں ان تمام علوم کے ساتھ نکلا۔

پھر اس کے بعد بلادِ غرب کے علماء، صلحاء اور اولیاء سے ملے تو ہر ایک نے ان کی جلالتِ قدر کا اقرار کیا، اور ان کے نہی وامر کے تابع ہو گئے، اور ان کی علوشان اور رفعتِ مکان کا اعتراف کیا اور اگر انسان ان کے اور اُس وقت کے علماء کے درمیان ہونے والے محاضرات، مجالسات، مکاتبات اور مراسلات سے آگاہ ہوتا تو ان کے عجب احوال اور غریب اقوال کے سبب اس کا دل متحیر ہو جاتا اور عقل جاتی رہتی اور یہ سب ان کی تصانیف میں مذکور اور تالیفات میں مسطور ہے۔

پھر وہ مکہ مشرفہ گئے اور حج کیا اور پھر بلادِ روم میں گئے اور قطبِ وقت شیخ صدر الدین محمد بن اسحاق قونوی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ سے شادی کی۔ انھوں نے شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر تکمیل علوم کی۔ مکہ مشرفہ میں ایک مدت تک مجاوری کے بعد وہ دمشق منتقل ہو گئے، جب کہ وہ

پھر ایک عرصہ اپنی وفات کی گھڑی تک، دمشق میں قیام کیا۔ ان عجیب تصانیف اور غریب تو الیف میں مصروف رہے جن کی طرز پر نہ تو تالیف ہوئی ہیں اور نہ ہی کوئی طبیعت ان کی مثل پر فیاض ہوئی، اور یہ پانچ سو سے زائد تصانیف ہیں ان کا ذکر دوسرے باب میں آئے گا۔

وصال

جب وہ جمعہ کی شب بائیس ربیع الثانی ۶۳۸ھ میں فوت ہوئے تو وہ ان کے جنازہ کے لیے یوم مشہود اور وقتِ مسعود تھا۔ دمشق کا حاکم جمہور امراء، وزراء، علماء اور فقراء کے ہمراہ جنازہ کے ساتھ پیدل چلا۔ اور دمشق میں کوئی باقی نہ رہا، ہر کوئی جنازہ کے ساتھ تھا بازار والوں نے تین دن اپنی دکانیں ان کی تعزیت کے لیے بند رکھیں۔

مدفن

انھیں دمشق کے محلہ صالحیہ میں، جبلِ قاسیون کے دامن میں محی الدین بن زکی کے مقبرہ میں دفن کیا گیا، اور اس پر ایک عظیم عمارت اور عمدہ مزار تعمیر کیا گیا۔ وہ اب تک ہر زمانہ اور ہر گھڑی میں خواص زمانہ کی زیارت گاہ ہے۔ اُس سے زائرین کے لیے مختلف اسرار ظاہر ہوتے ہیں اور قاصدین و حاضرین کے لیے خوشبوؤں کی بھڑک اطراف میں پھیلتی ہے۔ اُس مقام پر تمام اوقات اہل حاجت کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

آپ شیخ جلیل تھے، عالی القدر اور واسع الصدر تھے۔ علوم شرعیہ میں متمکن تھے، معارف حقیقیہ کے اسرار اور ان تمام علوم میں راسخ تھے جن میں فہم و عقل گرداں تھیں۔ وہ اپنے اہلِ زمانہ میں بے نظیر، اپنے ہمسروں میں نیک بخت اور اپنے ساتھیوں میں ممتاز تھے۔ ان کے زمانے میں کوئی ایسا نہ تھا جو ان کے مقابل آسکے یا ان تک پہنچ سکے۔

ان کے زمانہ میں اتنے علماء ابرار، متکلمین نُظّار، فقہاء احبار اور مشائخ کبار تھے کہ

اتنے کسی اور زمانہ میں نہ تھے۔ ان میں سے ہر ایک نے ان کے علم کا اقرار اور ان کے فضل کا اعتراف کیا۔ ہم نے نہیں جانا کہ فقہاء دہر اور علماء عصر میں سے کسی نے ان پر اعتراض کیا ہو، بلکہ وہ دور دراز ممالک سے نقل مکانی کر کے ان کے پاس آتے تھے کیونکہ وہ تمام نقلی و عقلی فنون کے امام تھے اور وہ فنون کے ماہرین و طالبین کے مقتدا تھے۔ قاضی و ملوک ان کی خدمت میں تھے اہل تصوف و سلوک ان کی سیرت و خصلت پر چلتے تھے۔

Marfat.com

لوگوں کا ابن عربی رحمۃ اللہ کے بارے میں موقف

لوگ ان کے بارے میں تین گروہوں میں منقسم ہیں:

پہلا گروہ: حمایتی

یہ وہ لوگ ہیں جو ان کے ہم عصر تھے، انہوں نے ان کا وصف ہر فضیلت سے کیا ہے، اور ان کو اپنے پر فوقیت دی ہے۔ جیسے امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین رازی رحمۃ اللہ اور شیخ امام شیخ مشائخ اسلام عز الدین بن عبد السلام رحمۃ اللہ، اور شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین عمر بن محمد سہروردی رحمۃ اللہ اور حضرت سعد الدین محمد بن مؤید حموی رحمۃ اللہ اور حضرت کمال الدین زملکانی رحمۃ اللہ اور مالکیوں کے قاضی القضاۃ اور حافظ ابن عساکر اور ابن نجار اور ابن دبیثی رحمۃ اللہ اور ملک العلماء اقضی القضاۃ ابو یحییٰ زکریا بن محمد بن محمود انسی قزوینی رحمۃ اللہ وغیرہ اتنے علماء و صالحین ہیں کہ ان کا شمار و احاطہ نہیں ہو سکتا۔

میں اختصار کے سبب ان کے ذکر سے رک گیا ہوں کیونکہ اگر میں ان کے ناموں کا اور جو شیخ کے ان کے ساتھ محاضرات و مراسلات ہوئے تھے ان کا ذکر شروع کروں تو میں ضرور ایجاز و اختصار کے التزام کی بجائے زیادت و کثرت کی طرف نکل جاؤں گا۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ (۱) جو ہیں، ان کا مخلوق سے انقطاع اور لوگوں سے علیحدگی کا سبب و بنیاد شیخ محی الدین رحمۃ اللہ اور ان کا امام رازی کے لیے ارشاد و راہنمائی فرمانا تھا۔ وہ یوں کہ شیخ محی الدین رحمۃ اللہ کو یہ بات پہنچی کہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ ایک روز اپنے احباب اور خاص اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے تو اچانک وہ اس قدر روئے کہ قریب تھا کہ

۱۔ یعنی شیخ الاسلام فخر الدین محمد بن عمر رازی تیمی بکری، المتوفی ۶۰۶ھ/۱۲۱۰ء، معقول و منقول کے جامع، عربی و فارسی کے شاعر، صاحب تفسیر کبیر (مفاتیح الغیب)، المحصول فی الفقہ، فضائل الصحابہ، الاربعین فی اصول الدین، ابطال القیاس، الھندسہ، الملل والنحل، لب الاشارات، الطب الکبیر۔

Marfat.com

بیہوش ہو جاتے اور حاضرین خوفزدہ ہو گئے تھے، تو جب انھیں افاقہ ہوا اور انھوں نے اپنے آنسو ضبط کیے تو کسی ہم نشین نے رونے کا سبب دریافت کیا تو فرمایا: ایک مسئلہ کا اعتقاد میں تیس سال سے رکھتا تھا وہ اس گھڑی ایک دلیل کے ساتھ مجھ پر عیاں ہوا ہے، ظاہر یہ ہوا ہے کہ بات تو اس کے برعکس ہے جو میں جانتا ہوں تو میں رو پڑا اور اپنے آپ سے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ جو بات اب عیاں ہوئی ہے وہ بھی پہلی کی طرح ہو۔

جب شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بات پہنچی تو انھوں نے ان کے علومِ نظریہ سے اعراض، اور عنایاتِ الٰہیہ کی طلب اور ہر رابطہ کو قطع کرنے اور براہِ راست اللہ سے لینے کے لیے تنبیہ و توجیہ کا موقع غنیمت جانا۔ اس لیے انھوں نے امام فخر الدین رازی کے لیے اپنے علمِ مخفی سے ایک ایسا رسالہ لکھا، جس کا حق یہ ہے کہ آنکھوں کی سیاہی سے لکھا جائے۔ یہ رسالہ میرے پاس اور لوگوں کے پاس ہے۔ طوالت کا خوف نہ ہوتا تو میں اس کو ضرور ذکر کرتا تو یہ رسالہ ان کی گوشہ نشینی اور اپنے اقوال کو اپنے احوال کے مطابق بدلنے کا سبب تھا۔ رسالہ نے اُن پر غایت درجہ اثر کیا اور انھیں ہر خیرِ کثیر سے نوازا یہاں تک کہ وہ کہہ اُٹھے:

نهايةُ إقدامِ العقولِ عقالُ　　و أكثر سَعْيِ العالمين ضلالُ

و أرواحُنا في وَحْشَةٍ من جسومنا　　و حاصلُ دنيانا أذى و وَبالُ

ولم نَسْتَفِدْ من بحثنا طولَ عمرنا　　سوى ما جمعنا منه من قيل و قال

و كم قد رأينا من رجالٍ و دولةٍ　　فبادوا جميعًا مُسرِعينَ و زالوا

و كم من جبالٍ قد عَلَتْ شرفاتها　　رجالٌ فزالوا، والجبالُ جبالُ

ترجمہ اشعار

☆ عقل کی پیش قدمی کی انتہا بے بسی ہے اور ظاہری علم والوں کی زیادہ تر کوشش گمراہی ہے۔

☆ ہماری ارواح ہمارے جسموں سے وحشت محسوس کرتی ہیں اور ہماری دنیا کا ماحصل

Marfat.com

تکلیف اور مصیبت ہے۔

☆ ہمیں عمر بھر کی تلاش سے قیل وقال اکٹھا کرنے کے سوا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

☆ ہم نے کتنے ہی لوگ اور حکومتیں دیکھیں کہ سب کی سب تیزی سے ختم ہو گئیں اور ہلاک ہو گئیں۔

☆ اور کتنے ہی پہاڑ ہیں کہ جن کی بلندیوں تک لوگ پہنچے تو ہلاک ہو گئے اور پہاڑ پہاڑ ہیں۔

تو جو امام، شیخ مشائخِ اسلام، **شیخ عزالدین عبدالعزیز بن عبدالسلام** (۱) رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے بارے میں اقضی القضاۃ، مفید شہری و دیہاتی، مجد الدین فیروز آبادی (۲) نے اپنی اسناد سے جو شیخ عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ کے خادم سے متصل ہے روایت کیا ہے، خادم نے کہا: ہم شیخ عزالدین رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے مجلسِ درس میں بیٹھے تھے "باب الردۃ" میں لفظ زندیق کا ذکر آیا تو حاضرین میں سے کسی نے پوچھا یہ لفظ عربی ہے یا عجمی؟ تو کسی نے جواب دیا یہ تو فارسی ہے اور معرب ہے، اس کی اصل زَن دین ہے یعنی عورتوں کا دین۔

میں (مؤلف) یہ کہتا ہوں: یہ درست نہیں ہے کیونکہ زَن کا لفظ فارسی ہے اور لفظِ دین عربی ہے۔ تو جو اُس فاضل نے ذکر کیا ہے وہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟ اس میں واقعہ صرف یہ ہے کہ مجوس کی ایک کتاب ہے جس کا نام "زند" ہے۔ اور اس لفظ کی وضاحت اس کو وضع کرنے والے پر ہی موقوف ہے، اُس نے اس کے معنی سے آگاہ نہیں کیا۔ اس کتاب کو مجوسیوں کے لیے زردشت منظرِ عام پر لایا تھا اور اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ یہ دعویٰ اجماع کے ساتھ باطل ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی

۱۔ وہ دمشق کے عالم ہیں، فقہ شافعی میں رتبۂ اجتہاد کو پہنچے ہوئے تھے، ائمہ کرام نے ان سے سندِ فراغت پائی، دور دراز سے طلبہ ان کا قصد کرتے۔ بہت سی کتابوں کے مصنف تھے، مصر کے قاضی بھی رہے، ان کی وفات ۶۶۰ھ کو ہوئی۔

۲۔ ان کا ذکر ص ۶، حاشیہ ۱ میں گزرا ہے۔

دلیل ہے: ''انھیں اہل کتاب کا مقام دو یعنی نہ تو ان کے ذبیحے کھانے والے اور نہ ہی ان کی عورتوں سے نکاح کرنے والے'' یعنی مجوس کی۔ تو حاصل یہ ہے کہ جو اس کتاب کا پیرو ہوا، اس کا نام زندی ہوا۔ عربوں نے اس کے آخر میں ''قاف'' بڑھا لیا اور کہا ''زندیق'' تو یہ اس لفظ کے معرب ہونے کا سبب ہے۔

ہم اس فاضل کے کلام کی طرف لوٹتے ہیں زن دین یعنی عورتوں کا دین، تو یہ معرب کر دیا گیا، تو کہا گیا زندیق اور یہ وہ شخص ہوتا ہے جو ایمان ظاہر کرے اور کفر چھپائے۔

میں کہتا ہوں: یہ بھی درست نہیں ہے، اس لیے کہ جو ایمان ظاہر کرے کفر چھپائے اس کو زندیق نہیں کہا جاتا اس کو تو منافق کا نام دیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ ''النفق'' سے مشتق ہے اور وہ یربوع (جنگلی چوہے) کے گھر کا دروازہ ہے۔ اس کے دو دروازے ہیں ایک نافقاء ہے اور دوسرا قاصعاء ہے۔ تو جب یربوع کو نافقاء سے بلایا جاتا تو وہ قاصعاء کی طرف نکلتا، اور جب قاصعاء سے بلایا جاتا تو وہ نافقاء کی طرف نکلتا۔ تو یونہی منافق سے جب کفر کا مطالبہ ہو تو وہ ایمان سے نکلتا ہے اور جب ایمان مانگا جائے تو وہ کفر سے نکلتا ہے۔

رہا زندیق، تو یہ وہ ہوتا ہے جو نور اور ظلمت کی بات کرے اور یہ ثنویہ کا مذہب ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو یزدان اور اہرمن[1] کی بات کرتے ہیں۔

تو جب اُس فاضل نے اپنی بات کہہ لی تو حاضرین میں سے کسی نے پوچھا جیسے کون؟ تو ایک شخص نے جو شیخ عز الدین رحمۃ اللہ کی طرف بیٹھا تھا کہا: جیسے دمشق میں ابن عربی رحمۃ اللہ تو شیخ عز الدین رحمۃ اللہ نہ تو بولے اور نہ ہی اس کا رد کیا۔

خادم نے کہا: میں اُس روز روزے سے تھا، اور شیخ عز الدین رحمۃ اللہ بھی روزے سے تھے تو اتفاق ہوا کہ انھوں نے اپنے ساتھ افطار کے لیے مجھے بلایا تو میں حاضر ہو گیا اور میں

۱۔ یزدان فارسیوں کے یہاں خیر کے معبود کو کہا جاتا تھا اور اہرمن شر کے معبود کا نام تھا یعنی شیطان۔

Marfat.com

نے اُن میں توجہ اور شفقت دیکھی تو پوچھا، اے آقا کیا آپ اس وقت کے غوث، قطب، بے مثل و جامع کو جانتے ہیں؟ تو شیخ نے فرمایا تمھیں اس سے کیا؟ کھاؤ تو میں جان گیا کہ وہ اس سے آگاہ ہیں میں نے کھانا چھوڑا اور کہا: خدا کے لیے مجھے بتادیں کہ وہ کون ہیں؟ تو وہ مسکرائے اور کہا: وہ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ہیں تو میں نے سکوت و حیرت میں سر جھکا لیا تو شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: تمھیں کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا میں حیران ہو گیا ہوں انھوں نے دریافت فرمایا کیوں؟ میں نے عرض کیا: کیا آج اُس شخص نے جو آپ کی جانب بیٹھا تھا، شیخ محی الدین ابن عربی کے بارے میں نہیں کہا تھا جو اُس نے کہا تھا اور آپ خاموش تھے اور اس کا رد نہیں کیا؟

تو شیخ عز الدین بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے اور کہا: خاموش وہ مجلسِ فقہاء تھی۔

میں کہتا ہوں: کہ فقہاء نے لاعلمی کی بنا پر جو اعتراض کیا شیخ عز الدین بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا عذر تفصیل سے بیان کیا ہے اور خادم کو شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبہ کی جلالت اور شان کی بلندی پر تنبیہ کر کے خادم کے لیے شیخ کا مقام واضح کیا ہے۔

اور جو شیخ شیوخِ اسلام، **شیخ شہاب الدین عمر بن محمد سہروردی**[1] رحمۃ اللہ علیہ ہیں یہ جب مکہ مشرفہ میں شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ سے ملے تو دونوں نے کچھ دیر باہم گفتگو کی۔ پھر جب وہ جدا ہوئے تو شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آپ نے شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کو کیسا پایا؟ تو انھوں نے جواب دیا: میں نے انھیں بحرِ بے کنار پایا۔ اور شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ سے شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پوچھا گیا آپ نے شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کو کیسا پایا؟ تو انھوں نے جواب دیا میں نے انھیں صالح بندہ پایا۔

۱۔ شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ عارف و مسلک صوفی تھے، عبد القادر جیلی کے ساتھ رہے، ان کا تصوف میں بڑا مقام تھا، صوفیہ کے بہت سے سلسلوں سے مجاز تھے۔ ۵۹۷ ہجری میں خلیفہ ناصر نے دمشق کے ملک عادل کے یہاں سفیر بنا کر بھیجا اور ۶۱۴ ہجری میں خوارزم شاہ کے پاس۔ ان کی بہت سی مشہور تصانیف ہیں۔ ۶۳۲ ہجری میں انتقال ہوا۔

رہے شیخ محقق، مدقق، سعد الدین محمد بن مؤید بن عبداللہ بن علی بن حمویہ حموی[۱]، اللہ ان کی پاکیزہ روح کو مطہر کرے اور برکتیں نازل کرے۔ یہ جب شام سے اپنے وطن لوٹے تو معاصر اشراف اور خاص اصحاب نے پوچھا: آپ شام میں علماء میں سے کس کو چھوڑ کر آئے ہیں؟ تو شیخ رحمۃ اللہ نے کہا: میں نے وہاں ٹھاٹھیں مارتا سمندر چھوڑا ہے، جس کی نہ تو گہرائی میں انتہا ہے اور نہ ہی ساحل یعنی شیخ محی الدین رحمۃ اللہ۔

اور جو شام کے شیخ المشائخ، کمال الدین بن زملکانی ہیں، ان کا ذکر دوسرے گروہ میں اور دوسرے باب میں آئے گا[۲]۔

اور جو شافعیہ کے قاضی القضاۃ، قاضی شمس الدین خویی[۳] رحمۃ اللہ تھے وہ شیخ محی الدین رحمۃ اللہ کی غلاموں کی سی خدمت کیا کرتے تھے اور یہ ان کی اپنی مرضی سے تھا جیسا چاہتے۔ وہ ہر روز ان کے پاس آنے اور ان کا چہرہ مبارک دیکھنے سے پہلے، ان کی طرف سے تیس درہم صدقہ کرتے تھے اور کہتے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "**یایھا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجواکم صدقة**"[۴] اے ایمان والو! جب تم رسول ﷺ سے کوئی بات آہستہ عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو۔

یونہی مالکیہ کے **قاضی القضاۃ**:[۵] انھوں نے آپ کا اپنی بیٹی سے نکاح کیا اور خود

۱۔ یہ بھی زاہد و عابد اور کبار متصوفہ میں سے تھے، مجاہدے اور ریاضتیں کیں، مغلوں کے عہد میں دمشق چلے گئے، اور ایک عرصہ رہنے کے بعد واپس اپنے وطن خراسان آگئے، جہاں تاتاریوں کی کثیر خلقت نے ان کے ہاتھوں اسلام قبول کیا، ان کا انتقال ۶۵۲ھ/۱۲۵۴ء میں ہوا۔ سفینۃ الابرار فی کنج الاسرار ان کی تصنیف ہے۔

۲۔ ملاحظہ کیجیے، ص ۳۸، ۶۸، ۶۹

۳۔ یہ کبار علماء سے تھے، دمشق کے چیف جسٹس بھی رہے۔ خویی آذربائیجان کے ایک شہر خوی کی طرف نسبت ہے۔

۴۔ سورہ مجادلہ ۵۸:۱۲

۵۔ یہ غالباً زین الدین زواوی رحمۃ اللہ ہیں جو دمشق میں مالکی مذہب کے پہلے قاضی القضاۃ تھے۔ ان کی سنہ وفات ۶۸۱ھ ہے۔

Marfat.com

سے آپ کی خدمت کا ذمہ لے لیا تھا۔

حافظ ابن عساکر[1] جو تاریخ دمشق وغیرہ خوبصورت تصانیف کے صاحب ہیں، یہ ان کے جملہ تلامذہ اور ان کی مجلس میں ہمیشہ حاضر رہنے والوں میں سے تھے۔

رہے **ابن نجار**[2] رحمۃ اللہ تو انھوں نے کہا: میں شیخ محی الدین رحمۃ اللہ سے دمشق میں ملا۔ میں نے انھیں امام، عالم، کامل، علوم میں تبحر اور حقائق میں راسخ پایا۔ میں نے اُن سے ان کی کچھ تصانیف لیں اور اُن سے ان کی ولادت کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے بتایا ''میں مرسیہ میں شب پیر، سترہ رمضان ۵٦۰ھ میں پیدا ہوا''۔ شیخ ابو عبداللہ محمد بن عبدالواحد مقدسی[3] نے مجھے لکھا جبکہ میں (ابن نجار) اُس روز مقدس میں تھا اور وہ (مقدسی) دمشق میں تھے کہ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ جمعہ کی شب بائیس ربیع الثانی ٦۳۸ھ میں وفات پا گئے ہیں۔

شیخ ابو عبداللہ مقدسی شیخ محی الدین رحمۃ اللہ کے خاص اصحاب میں سے اور ان کی مجلس شریف میں ہمیشہ رہنے والوں سے تھے۔

رہے **ابن دُبیثی**[4] رحمۃ اللہ جو تاریخ وغیرہ عمدہ تصانیف کے صاحب ہیں، انھوں نے کہا: شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ بغداد آئے تو میں نے اُن سے ملاقات کی، میں نے انھیں ان کے وصف سے بھی اونچا پایا اور یہ کہ ان کا مقام و مرتبہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ میں نے اُن سے ان کی بعض تصانیف لیں۔ انھوں نے مجھے بتایا کہ انھوں نے حدیث نبوی ﷺ

۱۔ غالباً مؤلف کی مراد یہاں حافظ ابن عساکر متوفی ۵۷۱ھ کے بیٹے قاسم بن عساکر متوفی ٦۰۰ھ ہیں، اور یہ شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ کے شیوخ میں سے ہیں جیسا کہ شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ نے خود ذکر کیا ہے۔

۲۔ یعنی ابو عبداللہ محمد بن محمود، حافظ محب الدین ابن نجار رحمۃ اللہ۔ ان کا شمار کبار علماء حدیث میں ہوتا ہے، اور بہت سی تصانیف کے علاوہ ''تاریخ بغداد'' بھی ان کی تصنیف ہے۔ ان کا انتقال ٦۴۳ھ میں ہوا۔

۳۔ یعنی ضیاء مقدسی، یہ دمشق میں حنابلہ کے بڑے محدث علماء میں سے تھے۔ ٦۴۳ھ میں انتقال فرمایا۔

۴۔ ان کا پورا نام محمد بن سعید دبیثی ہے۔ یہ مؤرخ بھی تھے اور محدث بھی، ٦۳۷ھ میں انتقال فرمایا۔

Marfat.com

کا سماع اشبیلیہ میں حافظ ابوبکر محمد بن خلف لخمی اور قرطبہ میں حافظ ابوالقاسم بن بشکوال (۱) رحمۃ اللہ علیہما سے کیا۔

ملک العلماء، اقضی القضاۃ، ابویحییٰ زکریا بن محمد بن محمود انسی قزوینی (۲) رحمۃ اللہ جو ہیں، انھوں نے اپنی کتاب جس کا نام ''آثار البلاد واخبار العباد'' ہے اور یہ بارہ جلدوں میں ہے، اس میں اشبیلیہ کے ذکر تک پہنچ کر کہا: ''یہ اندلس کا بڑا شہر ہے یہ اُن بلاد سے ہوا کی عمدگی، پانی کی حلاوت، مٹی کی قابلیت اور پیداوار واشیاء اور ہر نوع کے پھلوں کی کثرت اور خشکی و سمندر کے شکار ہر خصوصیت کے لحاظ سے ممتاز ہے۔ شیخ امام، عالم، فاضل، مکمل سلطان العارفین، محی الحق والدین ابوعبداللہ محمد بن علی بن محمد بن احمد بن علی حاتمی، طائی، اندلسی رحمۃ اللہ اسی شہر سے نسبت رکھتے ہیں۔ میں نے انھیں ۶۳۰ھ میں دمشق میں دیکھا۔ وہ شیخ، عالم، عارف، علوم شرعیہ اور حقیقیہ میں وسعت و گہرائی کے مالک تھے اور اپنے اہل زمانہ کے پیشوا تھے شان اور علوِ مقام میں ان کی کوئی مثال نہ تھی۔ ان کی تصانیف کثیر فوائد والی ہیں (۳)۔

شیخ رحمۃ اللہ نے مجھے بتایا کہ اشبیلیہ شہر کے کسی راستے میں کھجور کا درخت تھا، جو راہگیروں پر جھک گیا، تو لوگوں نے اس کے کاٹ ڈالنے کی بات کی۔ یہاں تک کہ انھوں نے اُسے اگلے دن کاٹنے کا عزم کرلیا۔ شیخ محی الدین رحمۃ اللہ نے کہا: میں نے اُس رات نبی کریم ﷺ کو اُسی کھجور کے پاس کھڑے دیکھا اور وہ آپ سے شکایت کررہی تھی اور کہہ رہی

۱۔ ابن بشکوال یعنی حافظ ابوالقاسم خلف بن عبدالملک (۱۱۰۱ء-۱۱۸۳ء) اندلس کے قاضی، مؤرخ اور آخری محدث تھے، اشبیلیہ میں پیدا ہوئے اور قرطبہ میں انتقال فرمایا۔ ان کی تصانیف پچاس شمار کی گئیں، جن میں سے ''الصلۃ فی تاریخ ائمۃ الاندلس'' اور ''الغوامض والمبھمات من اسماء رجال الحدیث'' معروف ہیں۔

۲۔ ''اَنَسی'' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت ہے۔ یہ فقیہ، مؤرخ، جغرافیا دان اور واسط اور حلہ کے قاضی تھے۔ ''عجائب المخلوقات وغرائب الموجودات'' ان کی تصنیف ہے۔ ان کا انتقال ۶۸۲ھ/ ۱۲۸۳ء میں ہوا۔

۳۔ اس اقتباس میں کچھ الفاظ اصل عبارت سے مختلف ہیں۔

Marfat.com

تھی: ''یارسول اللہ ﷺ! لوگ مجھے کاٹنا چاہتے ہیں کیونکہ میں نے ان کی گذر بند کردی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا دستِ مبارک اُس کھجور پر پھیرا تو وہ سیدھا ہو گیا جب میں بیدار ہوا تو میں اُس کھجور کے درخت کی طرف گیا تو میں نے اُسے سیدھا پایا۔ میں نے یہ بات لوگوں سے ذکر کی تو وہ متعجب ہوئے اور اُسے زیارت گاہ اور برکت پانے کی جگہ بنالیا''۔

تو یہ وہ علماء ہیں جو ان کے ہم عصر تھے، انھوں نے ان کا ذکر ہر فضیلت سے کیا ہے، اور ہر علم کو اُن سے منسوب کیا ہے۔ ہم نے ان میں سے صرف تھوڑوں کا ذکر کیا ہے، جبکہ وہ انبوہ کبیر اور جماعت کثیر ہیں اگر میں ان تمام کا تفصیل سے ذکر کرتا تو یہ باب لمبا ہو جاتا اور ہم اس اختصار سے جس کا ہم نے اپنے آپ کو پابند کیا تھا، تفصیل کی طرف نکل جاتے۔ البتہ میں بغیر تفصیل کے اختصار کے ساتھ ایک حکایت ذکر کرتا ہوں جو افضل ٹھہرانے پر دلالت کرتی ہے، ان کے لیے دلیل چنتی ہے اور غیظ کا مداوا کرتی ہے۔

ان کے احوال کا اہتمام کرنے والوں اور ان کے محاسنِ آثار میں دقت نظر سے کام لینے والوں میں سے کسی نے ذکر کیا ہے کہ حاکم اشبیلیہ نے مکہ مشرفہ میں بہت زیادہ مال بھیجا اور وکیل کو تاکید کی اس مال کو وہ تقسیم کرے جو تمام روئے زمین میں ممتاز ہے۔ اتفاق تھا کہ اس سال مکہ مشرفہ میں مشائخ، علماء، فقہاء، اور علوم کے تمام اصحابِ فن اس قدر اکٹھے ہوئے کہ جو کسی زمانہ میں نہیں ہوتے۔ اور یہ وہی سال تھا جس میں شیخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ محی الدین رضی اللہ عنہما کی ملاقات ہوئی۔ اور ہر دو نے اپنے ساتھی کے بارے میں کچھ کلمات کہے۔ ہر ایک نے شیخ محی الدین رحمۃ اللہ پر اجماع کیا کہ ان کے علاوہ کوئی اور مال تقسیم نہیں کرے گا۔ اس لیے انھوں نے مال تقسیم کیا اور جب اُس سے فارغ ہوئے تو کہا: اگر اجماع توڑنے کا خوف نہ ہوتا تو میں تقسیم نہ کرتا۔ اُن تک رسائی پانے والے کسی ساتھی نے پوچھا: اے میرے حضرت کیوں! انھوں نے جواب دیا: اس سے اللہ کی رضا مطلوب نہ تھی بلکہ دوسروں پر فخر مطلوب تھا۔ اُس نے عرض کی: مجھے یہ وضاحت سے بتائیں۔ تو

انھوں نے بتایا: کہ حاکم غرب یہ چاہتا تھا کہ وہ میری وجہ سے تمام شاہانِ ارض پر فخر کرے، جبکہ وہ یقیناً جانتا تھا کہ اسے میں ہی تقسیم کروں گا تو اُس نے اللہ کی رضا نہ چاہی بلکہ اس سے دوسروں پر فخر چاہا۔ اس محفل کی خبر حاکم اشبیلیہ کو پہنچی تو وہ رو پڑا اور کہا: شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے سچ کہا ہے میں یہی چاہتا تھا۔

دوسرا گروہ: غیر جانبدار

یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں خاموشی اختیار کی کیونکہ ان لوگوں نے ان کے معانی کے حقائق کو اور ان کے حروف کے مقاصد کو نہیں سمجھا۔ اور یہ بڑا گروہ ہیں میں ان میں سے کچھ کا ذکر کرتا ہوں۔ جیسے شیخ ابو الحسن علی بن حسن خزرجی زبیدی یمنی، شیخ عماد الدین بن کثیر دمشقی، شیخ عبداللہ بن اسعد یافعی، اور شیخ محی الدین نواسۂ ابو الفرج بن جوزی بغدادی رحمۃ اللہ علیہم۔

ابو الحسن خزرجی [1] نے اپنی کتاب ''العسجد المسبوک'' میں ذکر کیا ہے جب وہ شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر پر پہنچے تو کہا: ''وہ شیخ امام، عالم، فاضل، کامل، بارع، ولی اللہ، ابو عبداللہ محمد بن علی بن احمد حاتمی طائی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کے لقب والے اور ابن عربی کی شہرت والے ہیں۔ اپنے زمانہ کے یکتا اور ہمسروں میں یگانہ تھے۔ اہل وحدت کے شیخ تھے۔ وہ پیر کی شب سترہ رمضان ۵۶۰ھ میں اندلس کے شہر مرسیہ میں پیدا ہوئے، وہیں پرورش پائی۔ ۵۶۸ھ میں اشبیلیہ منتقل ہو گئے اور ۵۹۸ھ تک وہیں قیام کیا۔ پھر بلاد مشرق میں داخل ہوئے اور بہت سارے ممالک میں گھومے جیسے مصر، شام، موصل دیارِ بکر اور خراسان۔ دو مرتبہ بغداد گئے، ایک مرتبہ وہاں بارہ دن قیام کیا اور ایک مرتبہ حج پر جانے کے لیے وہاں آئے۔ روم میں سکونت اختیار کی اور شیخ صدر الدین قونوی محمد بن اسحاق بن

۱۔ یعنی یمنی مؤرخ علی بن حسن خزرجی، جن کا انتقال ۸۱۲ھ میں ہوا۔

یوسف بن علی قونوی (۱) رحمۃ اللہ علیہ جو کہ علوم لدنیہ اور اسرارِ ربانی کے صاحب تھے، ان کی والدہ سے شادی کی۔ شیخ قونوی نے شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ سے تکمیلِ علوم کی، اور وہ ان کے ممتاز اور خاص اصحاب میں سے تھے۔ پھر شیخ محی الدین مکہ مشرفہ منتقل ہو گئے اور وہیں سکونت کر لی۔ وہاں بہت سی تصانیف تحریر کیں جن کے ذکر کی ضرورت نہیں اس لیے کہ ان میں کچھ اضطراب ہے جو جمہور کے مخالف ہے، خاص کر ان کی کتاب فصوص الحکم۔ یہ ان کی سیرت میں سے کچھ ذکر ہے اور ان کے بھید اللہ زیادہ جانتا ہے اور میرا اعتقاد ان کے بارے میں سکوت ہے۔"

شیخ عماد الدین بن کثیر (۲) جب اپنی کتاب البدایہ والنہایہ میں شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر تک پہنچے تو ان کے سوانح میں کہا: "وہ شیخ امام محی الدین ابو عبداللہ محمد بن علی بن احمد بن علی حاتمی طائی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ابن عربی سے مشہور ہیں۔ وہ شیخ جلیل، عالی مرتبت، رفیع الشان، علوم شرعیہ میں راسخ، اسرار حقیقیہ میں متمکن تھے۔ تمام علوم میں تقدم کا اشارہ انہیں کی طرف ہوتا تھا۔ ریاضتوں، مجاہدوں اور کثرتِ سفر میں بھی یقیناً انھیں کو تقدم حاصل تھا۔ انھیں کے لیے اجتماع الناس تھا، خدام تھے، قلوب میں ہیبت تھی۔ وہ کئی بلاد گھومے، اور مکہ مشرفہ میں مقیم ہوئے اور وہاں کثیر کتب تصنیف کیں۔ ان میں سب سے عظیم بیس جلدوں میں ان کی کتاب "فتوحات مکیہ" ہے۔ اس کتاب میں کچھ معقول اور کچھ نا معقول ہے۔ کچھ کا انکار ہے کچھ کا نہیں۔ بعض معروف اور بعض غیر معروف ہے۔ پھر وہ دمشق منتقل ہو گئے اور وہاں بہت ساری کتابیں تصنیف کیں۔ ان میں سے عمدہ ترین ان کی کتاب فصوص الحکم ہے۔ اس کے کچھ حقائق کو قبول ملا اور کچھ کو رد کیا گیا۔ ان کی بہت سی تصانیف اور انتہائی عمدہ

۱۔ انہوں نے ۶۷۳ھ/۱۲۷۵ء میں انتقال فرمایا، شافعی المذہب تھے۔ "إعجاز البيان في تفسير أم القرآن" تصنیف کی۔

۲۔ یعنی مشہور مورخ، فقیہ، محدث، ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر بصروی دمشقی۔ ان کا انتقال ۷۷۴ھ میں ہوا۔ ان کے ابن تیمیہ سے روابط تھے۔

Marfat.com

اشعار والا دیوان اہلِ تصوف کے طریق پر ہے۔ بائیس ربیع الآخر ۶۳۸ ھ کی رات دمشق میں فوت ہوئے۔ قاضی محی الدین بن زکی کے مقبرہ میں، دمشق کے مقامِ صالحیہ میں، جبل قاسیون کے دامن میں دفن کیے گئے ان کا جنازہ اچھا تھا اور جمعہ کا روز تھا۔ میرا مذہب ان کے بارے میں خاموشی ہے۔"(۱)

اور جو عبداللہ بن اسعد یافعی رحمۃ اللہ علیہ (۲) ہیں، انھوں نے اپنی تاریخ میں شیخ شمس الدین ذہبی، حافظ شام، صاحبِ تاریخِ اسلام سے حکایت کرتے ہوئے ذکر کیا ہے: کہ انھوں نے جب شیخ محی الدین کا ذکر کیا تو ان کے سوانح حیات میں کہا: وہ شیخ، امام، زاہد، ولی، بحرالرائق والفنون، مفید علوم والے، مبارک تصانیف والے، ابوعبداللہ محمد بن علی بن محمد بن احمد بن علی حاتمی طائی اندلسی، اور محی الدین سے ملقب، ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سے مشہور ہیں۔ وہ علوم کا ایک عظیم پہاڑ تھے جس کا دامن پختہ اور اونچائی بہت بلند تھی۔ ان کے فن میں کوئی ان کا نظیر نہ تھا اور نہ ہی ان کے زمانے میں کوئی ان کے مشابہ تھا۔ وہ حج کے بعد بلادِ روم میں منتقل ہو گئے اور قطبِ وقت شیخ صدر الدین محمد بن اسحاق قونوی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ سے شادی کی۔ شیخ قونوی علوم لدنیہ اور اسرار ربانیہ کے صاحب تھے۔ انھوں نے شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ سے تکمیلِ علوم کی۔ اور یہ ان کے بڑے خاص اصحاب میں سے تھے، شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کو

۱۔ یہ اقتباس لفظی نہیں، تصرف کے ساتھ ہے، جیسے "وہ شیخ جلیل، عالی مقام...... قلوب میں ہیبت تھی۔" یہ عبارت زائد ہے۔ یونہی جو ذکر نہیں ہوئیں وہ عبارات کچھ یوں ہیں: ان کی ایک "فصوص الحکم" کے نام سے کتاب ہے، اس میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو ظاہر اًصریح کفر ہیں۔ ان کی ایک کتاب "عبادلہ" ہے...... بنوزکی ان (شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ) کی اپنی جانوں سے حفاظت کرتے، ان کی تکریم میں تقریبات کرتے اور ان کے تمام اقوال کو محتمل جانتے۔ ابو شامہ نے کہا:...... کتابوں کی تصنیف ان کے لیے بہت سہل تھی...... ابن سبط نے کہا: وہ فرمایا کرتے تھے کہ انہیں اسم اعظم یاد ہے اور یہ کہ وہ کیمیا بطریق منازلہ جانتے ہیں نہ کہ بطریق کسب۔

۲۔ یہ صوفی تھے اور حرم مکہ کے شیخ تھے۔ انھوں نے ہجرت کے آغاز سے تاریخ لکھی، ۷۶۸ ھ میں انتقال فرمایا۔

Marfat.com

ایک امر عظیم سے متہم کیا گیا اور میں یہ خیال نہیں کرتا کہ شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے جھوٹ کا کوئی قصد کیا۔ (۱)

حافظ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ کلام ختم ہوا جسے شیخ عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے حکایت کیا تھا۔

میں کہتا ہوں: وہ امر عظیم جس سے شیخ محیی الدین رحمۃ اللہ علیہ کو متہم کیا گیا وہ یہ ہے جس کو شیخ نے الفصوص کے دیباچہ میں ذکر کیا ہے (۲) اس کا ترجمہ یہ ہے: حمد وصلاۃ کے بعد بیشک

۱۔ یہ اقتباس اصل سے مختصر اور مختلف ہے۔ اس کا بقیہ مصنف نے صفحہ ۳۸ پر دیا ہے، اصل عبارت درج ذیل ہے: محی الدین ابن عربی ابوبکر محمد بن علی طائی حاتمی مرسی، صوفی، نزیل دمشق، صاحبِ تصانیف کا وہیں انتقال ہوا۔ میں کہتا ہوں: یہ حافظ شمس الدین ذہبی کے تحریر کردہ سوانح ہیں، جس میں وہ مزید لکھتے ہیں: کہ وہ (شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ) وحدتِ وجود کے قائلین کے پیشوا تھے۔ ۵۶۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ابن بشکوال اور ایک جماعت سے روایت کی، مختلف ممالک گئے، روم میں ایک عرصہ رہے۔ پھر کہا: انھیں ایک امر عظیم سے متہم کیا گیا۔ میں کہتا ہوں: ذہبی کے سوانح اور ان کے کلام میں عظیم طعن وقدح (بڑے اتہام وبہتان) والے اس اعتقاد کی طرف اشارہ ہے جو اکثر فقہاء (علمائے ظواہر) رکھتے ہیں۔
اس کے برعکس صوفیہ کی جماعت نے ان کی مدح کی۔ کچھ فقہاء (علمائے ظواہر) نے ان کی شاندار الفاظ میں ستائش کی، ان کے کلام کی کرامت والی مدح کی اور بلند درجات سے ان کا وصف بیان کیا، ان کی کرامات اس قدر ذکر کیں کہ ان کا ذکر طویل ہے۔ ان کے لطیف وغریب اشعار ہیں، طریف وعجیب اخبار ونوادر ہیں۔ متہمین کے سب سے بڑے طعن کی وجہ ان کی کتاب ''فصوص الحکم'' ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ امام علامہ ابن زملکانی نے اس کتاب مذکور کی شرح کی ہے اور ایسی توجیہ کی ہے جس سے اس کی نفی ہوئی جسے ممنوع گمان کیا جاتا ہے اور خطرے میں پڑنے کا خوف ہوتا ہے۔
ذوق اور اچھی فہم والے بعض علماء صالحین نے مجھے بتایا ہے کہ شیخ ابن عربی کے مذکور کلام کی تاویل بعید ہے۔ کہا جاتا ہے کہ شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور امام شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ہوئی، ہر ایک نے دوسرے کو دیکھا اور بغیر کسی گفتگو کے جدا ہو گئے۔ تو شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سے شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: سرتاپا سنت کا سراپا ہیں، اور ان کے بارے میں شیخ شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا تو کہا: حقائق کا سمندر ہیں۔
میں کہتا ہوں: میں نے اپنی بعض کتابوں میں ان کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ جو ان کی تکفیر میں اختلاف کرتا ہے، تو ان کے بارے میں میرا مذہب خاموشی ہے، اور ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔

۲۔ مقدمہ فصوص الحکم ملاحظہ کیجیے۔

Marfat.com

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بابرکت خواب میں دیکھا۔ میں نے اس خواب کو محرم کے آخری عشرہ میں ۶۲۷ھ میں محروسۂ دمشق میں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: یہ کتاب "فصوص الحکم" ہے اس کو لو اور لوگوں کے پاس لے جاؤ تاکہ وہ اس سے منتفع ہوں۔ میں نے عرض کیا: سننا اور اطاعت بجالانا اللہ اور اس کے رسول اور اولوالامر کے لیے ہے جیسا کہ ہمیں امر ہے۔ تو میں نے آرزو کو پورا کیا، اور نیت کو خالص کیا، اور قصد و ہمت کو مجرد کیا بغیر زیادت و کمی کے اس کتاب کو ویسی ہی نکالنے کے لیے جیسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے مقرر کی تھی۔

اور میں نے اللہ سے سوال کیا کہ وہ مجھے اس کام میں اور میرے تمام احوال میں مجھے اپنے ان بندوں میں سے بنادے کہ شیطان کو ان پر کوئی اختیار نہیں۔ اور یہ کہ وہ تمام جس کو میری انگلیاں رقم کریں، اور میری زبان ادا کرے، اور میرے خیال جس کے گرد گھومیں ان میں مجھے امتیاز سے نواز دے، میرے دل میں القاء سبوحی اور نفثِ روحی کر کے اور محکم تائید کے ذریعے، تاکہ قلب ترجمان ہو نہ کہ اپنی مرضی سے تصرف کرنے والا، اور تاکہ اہل اللہ سے جو اربابِ قلوب اس کو جانیں وہ اس کی حقیقت کو پہچان جائیں کہ یہ تقدس کا وہ مقام ہے جو ان نفسانی عوارض سے پاک ہوتا ہے جن میں تلبیس کا دخل ہو سکتا ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ یہ حق ہوگا، اس لیے کہ اُس نے میری دعا اور میری پکار قبول کی۔ تو میں القاء نہیں کر رہا مگر جو مجھے القاء کیا گیا، اور میں اس کتاب میں نہیں اتار رہا مگر وہ جو مجھ پر اس کے ساتھ اتارا جا رہا ہے، اور نہ تو میں نبی ہوں اور نہ رسول مگر میں وارث ہوں اور اپنی آخرت کے لیے کسب کرنے والا ہوں۔

شیخ رحمۃ اللہ کا کلام ختم ہوا۔

تو اہل ظاہر کی اکثریت نے شیخ رحمۃ اللہ کو تہمت دینا شروع کی کیونکہ انھوں نے خواب پر طعن کی کوئی راہ نہ پائی کیونکہ وہ مانے جانے کا تقاضا کرتی تھی تو انھوں نے دیکھے ہوئے

میں طعن کر دیا اور یہی حافظ شمس الدین ذہبی کے قول کا معنی ہے۔ جس کو شیخ عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن سے حکایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: میری عمر کی قسم! انھوں نے انصاف نہیں کیا، کیونکہ انھوں نے ان کو پہچانا نہیں تو بیشک شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا شرف پاتے، اور دار آخرت کی طرف لوٹ جانے والوں میں سے جس کی آرزو کرتے، رات اور دن میں اپنی حسبِ منشا۔ قطب وقت صدر الدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف فکوک النصوص میں اُن سے اسی طرح ذکر کیا ہے۔

انھوں نے کہا: میں نے یہ ایک سے زیادہ مرتبہ آزمایا ہے کہ وہ ان استعدادوں کا مشاہدہ کرتے تھے کہ لوگوں کے لیے جن کی جزئیات وکلیات ہی ہوتیں۔ اور ان کے نتائج اور ان میں سے ہر استعداد کے، ہر انسان کے شقاوت یا سعادت کے مرتبہ میں، انجام کے اخیر تک، بڑھنے کا مشاہدہ کیا کرتے تھے۔ اسی لیے ان کا آگاہ کرنا، اُس خاص نظر کے تابع ہوتا جس سے وہ شخص کو دیکھتے جو بھی شخص ہوتا، اور ان کا نگاہ رکھنا بھی، اس کے حال کی حقیقت پر اور اس کے نقص یا کمال کے مرتبہ میں ان حالات پر جن کا وہ اپنے انجام میں ٹھہراؤ تک سامنا کرے گا۔ پھر خبر کرتے تھے اور غلط نہ کرتے تھے۔ میں نے اس کا اُن سے مشاہدہ ایک سے زیادہ بار کونی امور میں قضایا الٰہیہ کے علاوہ قضیہ میں کیا ہے۔ میں قدر کے بھید پر اور اشیاء پر حکم الٰہی کی اصل پر اللہ کے فضل کے بعد، ان کی برکت سے مطلع ہوا۔ تو انھوں نے مجھے اس کے بعد جو فیصلے میں کرتا تھا ان کے ٹھیک اور درست ہونے کی خوشخبری دی۔ تو میں نے اس دریافت کرنے اور اسے پانے کی نسبت کہ ارادہ جس کے وقوع سے تعلق رکھتا ہے، اس اعلیٰ کشف کے باعث کی طرف کی۔ پس نہ تو امر مجھ پر منقطع ہوا اور نہ ہی حکم منسوخ ہوا۔ اور سب تعریفیں اُس اللہ ہی کو ہیں جو انعام کرنے والا، فضل کرنے والا اور اکرام دینے والا ہے۔

Marfat.com

شیخ صدرالدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہوا۔

ہم شیخ عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی طرف لوٹتے ہیں، انھوں نے کہا: شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کی تصوف اور تمام علوم میں تصانیف ہیں اور لطیف اشعار ہیں اور عجیب اخبار ہیں اور طعن زن اصحاب نے زیادہ تر ان کی کتاب فصوص الحکم کے بارے میں طعن کیا ہے۔ اور مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ امام، شیخ مشائخ اسلام کمال الدین زملکانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی کامل شرح کی ہے اور کافی وضاحت اور بھرپور توجیہ کی ہے اور علماء صالحین میں سے بعض نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی تاویل بعید ہے۔

شیخ عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میرا ان کے بارے میں مذہب خاموشی ہے۔

رہے **شیخ نواسۂ ابوالفرج ابن الجوزی** (۱)، تو انھوں نے کہا ہے کامل، فاضل اپنے زمانہ کے شیخ اور اپنے وقت و زمن میں یکتا تھے۔ تمام شرعی اور حقیقی علوم میں اور ان کے علاوہ تمام فنونِ علم میں ان کی کوئی نظیر نہ تھی۔ ان کی بہت سی تصانیف و توالیف تھیں کہ جن کے انداز پر کسی نے تالیف نہیں کی۔ اور انھیں اسم اعظم یاد تھا اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ کیمیا جانتے تھے، مقام و منزلت کے طور پر نہ کہ کسب و کمائی کے لیے۔ اور وہ طریقِ تصوف میں اور دیگر میں فاضل تھے۔ لوگوں کے ان کے بارے میں بہت اقوال ہیں اور میرا مذہب ان کے بارے میں خاموشی ہے اور اللہ زیادہ جانتا ہے۔

میں کہتا ہوں: انھوں نے اپنے اس قول میں کہ ''ان کو اسم اعظم یاد تھا'' انصاف نہیں کیا۔ جبکہ وہ بنفس خود اسم اعظم تھے کیونکہ انسان جب مکمل ہو جائے تو وہ اسم اعظم ہو جاتا ہے کیونکہ اسم اعظم سے مراد ہے قبولیت کی سرعت۔ اور قطب وقت شیخ صدرالدین

۱۔ شیخ سبط ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۸۶ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے، دمشق میں تعلیم و وعظ میں مشغول ہوئے، وہیں ۱۲۵۷ھ میں وفات پائی۔ ابتدا سے ۱۲۵۶ھ تک کے ذکر پر مشتمل مرآۃ الزمان في تاريخ الأعيان لکھی، اس کی چالیس جلدیں ہیں۔

Marfat.com

قونوی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا ہے کہ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بابرکت خواب میں دیکھا تو آپ نے مجھ سے فرمایا اے محمد بے شک اللہ تعالیٰ تیری جانب تیری دعاء سے بھی زیادہ تیزی فرماتے ہیں اور یہ حکایت شیخ صدر الدین کی تصنیف نصوص الفصوص میں ہے۔

میں کہتا ہوں: انھوں نے اپنے اس قول میں بھی انصاف نہیں کیا ''وہ کیمیا جانتے تھے'' اس لیے کہ ان کی ذات کیمیاء تھی کہ کیمیاء کی حقیقت اہلِ صنعت کے یہاں آنکھوں کا پلٹنا ہے، یہاں تک کہ اکسیر کے سبب سیسہ چاندی میں اور تانبا سونے میں بدل جائے۔ شیخ اپنے زمانہ کے اکسیر تھے، اور اپنے وقت کے کیمیاء تھے۔ یہ طویل ذکر ہے کہ ان کی رشد و ہدایت سے کتنے ہی بڑے بڑے لوگ حیوانیت کی رذالت سے انسانیت کی نفاست کی طرف پلٹ گئے۔

مؤلف عفا اللہ عنہ کے اشعار ہیں:

ترجمہ:

☆ کیمیاءِ تحقیق وعرفان میں کسی حیوان کے اخلاق کو انسان سے بدلنا ہے۔

☆ تو اگر وہ اس کے علاوہ ہے تو تم نے اپنی عمر ضائع کر دی پانی کے اڑنے میں اور آگ کے چڑھنے میں۔

ہم اب انتہائی عجب بات کی طرف اور ان بڑے بڑے رہنماؤں اور حامیانِ اسلام کے دوراز فہم سبب کی طرف لوٹتے ہیں کہ انھوں نے ان جیسے امام کے بارے میں خاموشی کیسے اختیار کر لی؟ بعد اس کے کہ انھوں نے جلال و اکرام، عظمت وحشمت کے ساتھ ان کا وصف بیان کیا ہے جبکہ ان میں سے ہر ایک نے ان کی ولایت کا اقرار کیا ہے اور ان کی کرامت و بزرگی کا اعتراف کیا ہے۔ تو اس تعریف کے بعد یہ توقیف و خاموشی کیسی؟ اور ماننے کے بعد یہ انکار کیسا؟ اور جنت کے بعد سوائے دوزخ کے اور کیا ہے؟ وہ لوگ تو صرف

Marfat.com

بایں وجہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے اس قول کے ہی مصداق ہیں جو انھوں نے ان لوگوں کے بارے میں کہا تھا جو اُن سے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے پیچھے رہے ''نہ تو وہ حق کے ساتھ کھڑے ہوئے اور نہ باطل کے ساتھ بیٹھے''۔

تیسرا گروہ: معترض

اور یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اشیاء کو ان کے اصل مقام پر نہیں رکھا، اور ان کے ظاہر کو لے لیا اور ان کے باطن کو چھوڑ دیا، تو ان کے قبیح افعال پر آیات بینہ سے اور ان کے عیوب پر احادیث صحیحہ سے استشھاد کی ضرورت نہیں، کیونکہ قرآن ان لوگوں کی ذلت و رسوائی کے بیان سے بھرا ہے، اور حدیث ان کے بھیدوں کے انکشاف سے بین ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ''بل كذبوا بمالم يحيطوا بعلمه''[1] ترجمہ: بلکہ اُسے جھٹلایا جس کے علم پر قابو نہ پایا اور اللہ کا یہ فرمان ''وإذا لم يهتدوا به فسيقولون هذا إفك قديم''[2] ترجمہ: اور جب انھیں اس کی ہدایت نہ ہوئی تو اب کہیں گے کہ یہ پرانا بہتان ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ''بیشک بعض علوم مخفی خزانہ کی مانند ہیں جسے صرف علماء ربانی ہی جانتے ہیں تو جب وہ اس سے کلام کرتے ہیں تو اس کا انکار صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو اللہ کی بارگاہ سے عزت یافتہ ہوتے ہیں۔

اس لیے کہ براہین قاطعہ، حجج ساطعہ بغیر کسی شبہ کے ظواہر سے متعلقہ ہیں اور علماء راسخین کے یہاں معاملہ اس کے برعکس نہیں ہے۔ بندوں میں معروف حکم جاری ہوتا ہے کیونکہ ہر قوم کے لیے ان کے طرز زندگی میں اپنی ایک زبان واصطلاح ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ دوسروں سے منفرد وممتاز ہوتے ہیں تو جب ان کو ایسا شخص سنے گا جو ان میں سے نہیں

۱۔ سورہ یونس ۱۰:۳۹

۲۔ سورۃ الاحقاف ۴۶ :۱۱

Marfat.com

ہے تو وہ ان کا انکار کر دے گا اور ہو سکتا ہے کہ جاہل اس کو یہاں تک بڑھا لے کہ ان لوگوں کی تکفیر کر دے۔ پس یہ نہ ہوگا کہ جب زید کی کوئی زبان واصطلاح ہے جس کو عمر نہیں سمجھتا تو وہ زبان ہی باطل ہو جائے۔ تو یہی وہ گروہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اونگھ پر متنبہ کیا ہے اور غفلت سے جگایا ہے جیسے کہا گیا ہے:

وکم من عائبٍ قولاً صحیحاً

وآفتہ من الفهم السقیم

ترجمہ: اور کتنے ہی لوگ ہیں جو درست قول کو عیب دار بناتے ہیں اور اس کی آفت تو فہم کمزور سے ہوتی ہے۔(۱)

تو اے کاش! جب انھوں نے نہیں جانا تھا تو توقف کرتے، اور اے کاش جب وہ جانیں تو انصاف کریں۔ لیکن وہ لوگ، جیسا کہ حجۃ الاسلام امام ابو حامد غزالی - اللہ ان سے راضی ہو اور ان کو راضی کرے اور مقدس بارگاہ کو ان کا مرجع وٹھکانہ بنائے- نے کہا ہے ''بیشک وہ لوگ کسی وادی کے منہ پر پڑی چٹان ہیں جس نے نہ تو خود پانی پیا اور نہ ہی کسی دوسرے کو پینے کا چھوڑا''۔

مشائخ رحمہم اللہ میں سے کسی نے کیا خوب کہا ہے: ''جب تو کسی چیز سے عاجز رہ جائے تو اُس عجز وقصور کو دیکھنے سے عاجز نہ ہو جانا''۔

اور مؤلف عفا اللہ عنہ کے اشعار ہیں:

ترجمہ: اگر تم نے دیکھا ہوتا کہ روزِ فراق کونسی چیز بہی تھی تو تم آنکھ کے آنسو کا انکار نہ کرتے جب وہ بہا تھا۔

☆ اگر تم نے حدوث کے کپڑے اتار دیے ہوتے تو تم غارِ حرا کے سِرّ سے جاہل نہ ہوتے۔

☆ مگر تم نے معنویت سے ظاہریت کی آڑ لے لی، اس لیے تم ہمارے ساتھ نہیں ہو، تم

۱۔ یہ شعر مشہور عربی شاعر ابو طیب متنبی کا ہے۔

نے اپنے دل کو پتھر ظاہر کیا ہے۔

☆ اور اُس چیز کو تہمت لگانے والے مت بن جاؤ جسے تم جانتے ہی نہیں۔ اور اپنے دل کو بچاؤ پھر کان اور آنکھ کو بھی۔

☆ اس لیے کہ تمھارے دل سے پرسش ہوگی اور ان لوگوں کے بارے میں اس کے موقف پر اس کا گھیراؤ ہوگا، اور کوئی عذر قبول نہ ہوگا۔

☆ نفس کے جلد تزکیہ کے لیے خوب محنت کرو اور اس کے ساتھ اُس کے پیچھے چلو جو سالکین کے ساتھ چلا۔

☆ اُس مقام کی طرف جس سے ہماری ابتداء ہے لگے بندھے قدم اسی کی طرف سرگرم ہوتے ہیں۔

☆ یہ وہ (مقام) ہے کہ اس کی کوئی بھی مصروفیت اس کو اس کے مولا کی یاد سے کبھی غافل نہ کرسکی بلکہ وہ جو حکم کرتا ہے یہ اُسی کی طرف میلان کرتا ہے۔

☆ اپنے نفس سے ہر شائبہ کو فنا و ہلاک کر دیا اور اس کا کوئی نشان اور اثر باقی نہ رکھا۔

☆ اور اگر قوم کا ہلال تجھ سے چھپ گیا اور تم نے اس کو نہیں دیکھا تو تم اس کو سلام کرو جس نے دیکھا۔

اقوالِ (تصنیفاتِ) ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ

یہ باب ایسا سمندر ہے جس کا کوئی ساحل نہیں اس لیے کہ ان کی تصانیف پانچ سو سے زائد ہیں اس ضمن میں کچھ وہ ہے جو شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس رسالہ میں ذکر کیا جو انھوں نے مریدین میں سے کسی کے لیے لکھا تھا جس کا ترجمہ یہ ہے:

تمام تعریفیں اللہ کے لیے اور سلام اس کے ان بندوں پر جنھیں اُس نے منتخب فرمایا۔ حمد وصلاۃ کے بعد: یہ کہ میرے کسی دوست نے یہ خواہش کی کہ جو کچھ میں نے تصنیف کیا ہے اور جو طریق تصوف یا کسی اور فن میں علم الحقائق اور علم الاسرار کی کتابیں وضع کی ہیں ان سب کا میں ان اوراق میں اس کے لیے احاطہ کر دوں۔ تو میں نے کر دیا ہے۔ اللہ مجھے اس فہرست میں جو اُس نے خواہش کی اُس کی توفیق دے ہاں البتہ یہ کہ ان کتابوں میں سے بعض اگر طلب کی جائیں تو وہ تھوڑی ہونگیں کیونکہ میں نے انھیں اچانک درپیش آنے والے کسی امر کے باعث کسی شخص کے پاس امانتاً رکھوا دیا تھا تو اُس شخص نے ان کو اب تک مجھے نہیں لوٹایا۔ ان میں سے کچھ کتابیں ایسی ہیں جو مکمل ہیں اور وہ زیادہ تعداد میں ہیں اور بعض مکمل نہیں ہوئیں اور یہ تھوڑی تعداد میں ہیں۔ جو کچھ میں نے تالیف کیا ہے اس میں نہ تو

مقصد مولفین مقصود تھا اور نہ ہی ارادۂ تالیف۔ یہ تو صرف حق تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر موارد تھے، ایسے موارد کہ قریب ہے کہ عقلیں ان سے جل جائیں۔ تو میں جو اُن میں سے ممکن ہوتا انھیں قلم بند کر کے ان سے بے فکر ہوتا تھا، تو وہ تالیف کی راہ خارج ہوئے نہ کہ ارادۃً۔ ان موارد میں سے بعض وہ ہیں جن کو میں نے امر الٰہی سے لکھا ہے، حق سبحانہ وتعالیٰ اس کا امر مجھے حالت نیند یا مکاشفہ میں کرتے۔

میں ان کتابوں کے ذکر سے آغاز کرتا ہوں جنھیں میں نے امانت رکھوایا، جیسا کہ میں خیال کرتا ہوں نہ تو وہ میرے پاس ہیں اور نہ ہی کسی دوسرے کے پاس، اور نہ ہی اُس وقت سے اب تک میں ان کی کسی خبر پر مطلع ہوں۔ ان کے بعد میں اُن کتابوں کا ذکر کروں گا جو کہ آج لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں، اور وہ کتابیں جو میرے پاس ہیں اور میں نے انھیں لوگوں میں نہیں نکالا، ان کو ظاہر کرنے کے لیے اُس انتظار کی وجہ سے جس کا کہ حق تعالیٰ نے مجھے عادی بنادیا ہے، ربانی تائید نفس سے اور اُس امر الٰہی سے جس پر کہ ہمارے یہاں عمل ہے، اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہوئے، تو ان میں سے کچھ یہ ہیں:

فصل: ان کتابوں کا ذکر جنہیں ہم نے امانت رکھوایا

۱۔ کتاب فی الحدیث: اس میں مَیں نے مسلم بن الحجاج کی المسند الصحیح کو اپنے لیے مختصر کیا ہے۔

۲۔ کتاب فی الحدیث: یونہی اس کتاب میں مَیں نے ابوعیسیٰ ترمذی کی کتاب کو مختصر کیا ہے۔

۳۔ میں نے ایک کتاب کا آغاز کیا تھا اُس کا نام میں نے المصباح فی الجمع بین الصحاح رکھا تھا۔

۴۔ ابن حزم کی المحلی کا اختصار بھی شروع کیا تھا۔

Marfat.com

۵۔ کتاب الاحتفال فیما کان علیه رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من سنن الاحوال۔

اور کچھ وہ کتابیں جو طریقِ تصوف میں علم الحقائق کے بارے میں تھیں۔

۶۔ ''کتاب الجمع والتفصیل فی اسرار معانی التنزیل'' اس کو میں نے سورہ مریم تک مکمل کیا تھا، اور یہ اپنی شان میں نئی ایجاد تھی، اور میں خیال نہیں کرتا کہ زمین میں کوئی اور ہو جس نے قرآن سے ایسا استنباط واخذ کیا ہو، اور یہ اس لیے کہ میں نے اس میں کلام کو ہر آیت پر تین مقامات میں ترتیب دیا ہے۔ پہلے مقام جلال، پھر مقام جمال، پھر مقام اعتدال۔ اور یہی برزخ ہے، وزن کامل محمدی ﷺ کے مطابق یہی مقام کمال ہے۔

تو میں آیت کو مقام جلال و ہیبت کے لحاظ سے لیتا ہوں، اور اُس پر کلام کرتا ہوں یہاں تک کہ میں اُس آیت کو لطیف ترین اشارہ اور حسین ترین عبارت کے ساتھ اسی مقام کی طرف پھیر دیتا ہوں۔ دوبارہ پھر اُسی آیت کو لے کر مقام جمال سے اس پر گفتگو کرتا ہوں اور یہ مقام پہلے مقام کے مقابل آجاتا ہے۔ پھر میں اُس آیت کو اس مقام پر ایسا وارد کرتا ہوں گویا کہ وہ خاص اسی مقام میں اتاری گئی تھی۔ اُسی آیت کو میں پھر لے کر مقامِ کمال سے گفتگو کرتا ہوں، ایسی گفتگو کہ جو اگلے دونوں رخوں سے مشابہ نہیں ہوتی۔ اس مقام پر میں آیت میں موجود بڑے حروف اور چھوٹے حروف۔ یعنی حرکات اور سکون حی اور سکون میت کے اسرار پر کلام کرتا ہوں، بشرطیکہ آیت میں ان میں سے، اور نسبت، اضافات، اشارات وغیرہ میں سے کوئی چیز ہو۔ تو یوں جب میں اس سارے سے فارغ ہوتا ہوں تو اُس سے اگلی آیت کی طرف منتقل ہو جاتا ہوں۔ اور اس تفسیر میں کسی دوسرے کا کوئی لفظ نہیں سوائے استشہاد کے، اور وہ بھی تھوڑا ہے۔

Marfat.com

۷۔ كتاب الجذوة المقتبسة و الخطرة المختلسة۔

۸۔ كتاب مفتاح السعادة فى معرفة المدخل الى طريق الإرادة۔

۹۔ کتاب مثلثات الواردة فی القرآن۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا قول: ''لا فارض ولا بكر عوان بين ذلك'' اور جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ قول: ''ولا تجهر بصلاتك ولا تُخافت بها وابتغ بين ذلك سبيلا''۔

۱۰۔ کتاب المسبّعات الواردة فی القرآن۔ جیسے اللہ کا فرمان ''سبع بقرات سمان'' اور ''سبع سموات'' اور ''سبعة اذا رجعتم''۔

۱۱۔ كتاب الأجوبة على المسائل المنصورية۔ اور یہ تقریباً سو سوال ہیں۔ جن کے بارے میں مجھ سے میرے ایک ساتھی نے سوال کیا تھا جس کا نام منصور ہے۔

۱۲۔ كتاب مبايعة القطب بحضرة القرب۔ یہ حکام، مرسلین، انبیاء، عارفین، روحانیین کے مراتب کے بارے میں بہت سارے مسائل پر مشتمل ہے میرے علم کے مطابق کسی نے اس طرف سبقت نہیں کی۔

۱۳۔ كتاب مناهج الارتقاء الى افتضاض أبكار البقاء المخدرات بخيمات اللقاء۔ میں نے اس کتاب کو تین سو ابواب پر مرتب کیا ہے، ہر باب میں دس مقامات ہیں اور یہ کتاب تین ہزار مقامات پر مشتمل ہے۔

۱۴۔ كتاب كنه مالا بد للمريد منه۔

۱۵۔ كتاب المحكم فى المواعظ والحكم و آدابِ رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

۱۶۔ كتاب الحلى فى اسرار روحانيات الملإ الأعلى۔

۱۷۔ كتاب كشف المعنى عن سر اسماء الله الحسنى۔

۱۸۔ كتاب الدليل فى ايضاح السبيل۔ وعظ کے بارے میں ہے۔

۱۹۔ كتاب عقلة المستوفز فى أحكام الصنعة الإنسانية۔

۲۰۔ کتاب جلاء القلوب۔ اس کتاب میں میرے ساتھ ایک عجب بات ہوئی اور وہ یہ کہ جب میں نے اس کو لکھا تو ہمارے ہر ساتھی نے ایک یا دو جز مطالعہ کے لیے لے لیے، اور میں نے کتاب کا شروع کا حصہ لے لیا اور یہ تقریباً بیس ورق تھے، تو ہم اپنے گروہ اصحاب کے ساتھ باہر نکلے، اور ہم ایک ٹیلے پر بیٹھ کر اس کا مطالعہ کرنے لگے اور یہ بالکل انوکھا موضوع تھا۔ جب ہم اس کو پڑھنے سے فارغ ہوئے تو اسے زمین پر رکھ دیا، تو اچانک وہ اُچک لی گئی۔ تو میں نہیں جانتا کہ اس کو جن اچک کے لے گیا یا وہ بشر جو آنکھوں سے پوشیدہ ہوتے ہیں، اور میں نے اب تک اس کی خبر نہیں پائی۔ اور رہی باقی کتاب تو میں نے اس کو اس کے بعد جمع نہ کیا اور نہ ہی جس کسی کے پاس اس میں سے کچھ تھا اُسے نے مجھے لوٹائی۔ یہ تھا اس کا کچھ حال۔

۲۱۔ كتاب التحقيق فى بيان السر الذى وقرفى نفس ابى بكر الصديق رضى الله عنه۔

۲۲۔ كتاب الاعلام باشارات اهل الالهام۔

۲۳۔ كتاب السراج الوهاج فى شرح كلام الحلّاج قدس الله روحه۔

۲۴۔ كتاب الافهام فى شرح الاعلام۔

۲۵۔ كتاب المنتخب فى سائر القُرَب۔

۲۶۔ كتاب نتائج الاذكار وحدائق الاذهار۔

۲۷۔ كتاب الميزان فى صفة الانسان۔

تو یہ امانت رکھوائی گئی کتابوں کے نام ہیں، میں نہیں جانتا کہ میرے تذکرہ میں ان میں سے کوئی چیز چھوٹ گئی یا نہیں۔ بے شک عہد [1] متقدم تھا، وگرنہ دل تو وقت کے ضیاع

۱۔ ساتھی سے کردہ وعدہ۔

Marfat.com

کے اندیشہ سے ماضی میں کردہ افعال میں مشغول نہیں ہے۔

میں (مؤلف) کہتا ہوں: یہ امانت میں رکھوائی گئی کتابیں اب لوگوں کے پاس ہیں، میں یہ نہیں جانتا کہ یہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں منظر عام پر آ گئیں تھیں یا ان کی وفات کے بعد۔ میں ان میں سے اکثر پر مطلع ہوں اور ان میں سے بعض میرے پاس ہیں۔ اور اس تذکرہ کو شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے مکہ میں اقامت کے دنوں میں لکھا تھا، اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے۔

فصل: ہماری وہ کتابیں جو آج لوگوں کے پاس ہیں

ان میں سے بعض حدیث میں ہیں۔

۲۸۔ کتاب المحجة البیضاء: اس کو میں نے مکہ مشرفہ میں فقہاء کے طریق پر لکھا اس میں مَیں نے کتاب الطہارۃ اور الصلاۃ کو دو جلدوں میں مکمل کیا ہے اور تیسری جلد میرے ہاتھوں میں ہے اور اس میں کتاب الجمعہ تک پہنچا ہوں۔

۲۹۔ کتاب مفتاح السعادة: اس کتاب میں مَیں نے مسلم و بخاری کے متن جمع کیے ہیں، اور کچھ احادیث ترمذی شریف سے۔

۳۰۔ کتاب کنز الأسرار فیما روی عن النبی المختار من الأدعیة والأذکار۔

۳۱۔ کتاب مشکاة الأنوار فیما روی عن الله سبحانه و تعالیٰ من الأخبار۔

۳۲۔ کتاب الأربعین المتقابلة۔

۳۳۔ کتاب الأربعین الطوال۔

۳۴۔ کتاب العین۔

میں نہیں جانتا کہ میرے تذکرہ سے اس فن میں لکھی گئی کتابوں میں سے کوئی رہ گئی ہے یا نہیں، دل کی مشغولیت اور ماضی کی طرف عدمِ التفات کے سبب۔

Marfat.com

لوگوں کے پاس موجود طریق الحقائق میں ہماری بعض کتب:

۳۵۔ كتاب التدبيرات الالٰهية في إصلاح المملكة الإنسانية۔ میں نے اس میں حکیم ارسطو کا انداز اپنایا ہے جو ان کی سر الأسرار نامی کتاب میں ہے۔ جسے انھوں نے اسکندر کے لے تصنیف کیا تھا اور اُس کتاب کی وجہ سے میں نے اس کتاب میں اس سر کو اپنے بھائی ابو محمد عبداللہ بن استاذ موروری کے لیے تالیف کیا۔

۳۶۔ كتاب سبب عشق النفس للجسم وماتقاسي من الألم عند فراقه بالموت۔

۳۷۔ كتاب إنزال الغيوب على مراتب القلوب فيما لنا من سجع وشعر۔

۳۸۔ كتاب الإسراء إلى المقام الأسرى۔

۳۹۔ كتاب مشاهد الأسرار القدسية و مطالع الأنوار الإلٰهية۔

۴۰۔ كتاب الجلا۔

۴۱۔ كتاب المنهج السديد إلى ترتيب أحوال الإمام البسطامي أبي يزيد رضي الله عنه۔

حق سبحانہ وتعالیٰ نے سَبْتَہ کے ساحل پر جو بلادِ مغرب میں سے ایک ملک ہے، حالت نیند میں اس کی شرح کا حکم کیا تھا تو میں طلوع فجر سے پہلے تیزی سے اٹھا اور میرے دو کاتب تھے میں نے ان دونوں کو املاء کرائی، دونوں نے فوراً لکھا، ابھی سورج طلوع نہ ہوا تھا کہ ان دونوں سے دو جزء تیار ہو گئے۔

۴۲۔ كتاب انس المنقطعين برب العالمين۔ اس کو میں نے اپنے لیے اور دوسروں کے لیے لکھا ہے۔

۴۳۔ كتاب الموعظة الحسنة۔ اس کو میں نے مکہ مشرفہ میں لکھا۔

Marfat.com

۴۴۔ كتاب البغية فى اختصار كتاب الحلية لابى نعيم الاصفهانى الحافظ۔اس کو میں نے اپنے لیے وضع کیا تھا۔

۴۵۔ كتاب الدرة الفاخرة فى ذكر من انتفعت به فى طريق الآخرة۔ابن دبیثی نے کہا: یہ کتاب مشائخ مغرب کے احوال کے ذکر پر مشتمل ہے اور وہ اس کو اپنے ساتھ مشرق نہیں لے کر گئے تھے پھر جب وہ شام آئے تو اصل کی طرف رجوع کیے بغیر ہی اپنے قلب سے اس کی مختصر لکھی۔

۴۶۔ كتاب المبادى والغايات فيما تحتوى عليه حروف المعجم من العجائب والآيات۔

۴۷۔ كتاب مواقع النجوم ومطالع أهلة الأسرار والعلوم۔ یہ دو جلدوں میں ہے اور یہ نادر الوجود کتاب ہے اس فن میں اس کی مثل تصنیف نہیں ہوئی۔

۴۸۔ كتاب الإنزالات الوجودية من الخزائن الجودية۔

۴۹۔ كتاب حلية الأبدال وما يظهر منها من المعارف والأحوال۔ یہ ایک گھنٹہ کی کتاب ہے، میں نے اسے طائف میں درب آل امیہ (مقام) میں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی زیارت کے بارے میں لکھا تھا۔اس میں مَیں نے بھوک، خاموشی، شب بیداری وخلوت پر کلام کیا ہے۔

۵۰۔ كتاب أنوار الفجر فى معرفة المقامات والعالمين على الأجر و على غير الأجر ۔میں نے اس کا یہ نام اس لیے رکھا ہے کہ میں اس کا کوئی لفظ نہیں لکھتا تھا مگر وقت فجر میں، یہاں تک کہ سورج کا کنارہ ظاہر ہونے کے قریب ہوتا۔

۵۱۔ کتاب الفتوحات المکیۃ ۔ یہ بہت ساری جلدوں میں ایک بڑی کتاب ہے۔ جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مجھ پر مکہ مشرفہ میں منکشف کیا علوم، معارف، سلوک، منازل، منازلات، اقطاب اور اس جیسے فن کے مراتب میں اسرار عظیمہ پر پانچ سو پینسٹھ

Marfat.com

ابواب کی حامل ہے۔

۵۲۔ کتاب تاج الرسائل و منهاج الوسائل۔ یہ میرے اور کعبہ مشرفہ کے مابین کلام ہیں اور یہ سات رسائل ہیں۔

۵۳۔ کتاب روح القدس فی مناصحة النفس۔

۵۴۔ کتاب التنزلات الموصلية فی أسرار الطهارات و الصلوات الخمس والأيام المقدّرة الأصلية۔

۵۵۔ کتاب إشارات القرآن فی عالم الإنسان۔

۵۶۔ کتاب القسم الإلهی بالاسم الربانی۔

۵۷۔ کتاب الجلال والجمال۔

۵۸۔ کتاب المدخل الی العمل بالحروف۔

۵۹۔ کتاب المُقْنِع فی السهل المُمْتَنِع۔

۶۰۔ کتاب الأمر المربوط فی معرفة ما يحتاج أهل طريق الله من الشروط۔

۶۱۔ کتاب رسالة الأنوار فيما يمنح صاحب الخلوة على الترتيب من الأسرار۔

۶۲۔ کتاب عنقاء مغرب۔

۶۳۔ کتاب المعلوم فی عقائد علماء الرسوم۔

۶۴۔ کتاب الإيجاد الكونی والمشهد العينی، بحضرة الشجرة الإنسانية والطيور الأربعة الروحانية۔

۶۵۔ کتاب إنشاء الجداول والدوائر فی الرقائق والحقائق۔

۶۶۔ کتاب الأعلاق فی مکارم الأخلاق۔

۶۷۔ كتاب روضة العاشقين۔

۶۸۔ كتاب ستة و تسعين ۔اس کتاب میں ہم نے واؤ اور میم اور نون کے بارے میں گفتگو کی ہے ان کا حرف اول، آخر پر دوبارہ آجانے کے سبب۔ جیسے م ی م، واو، ن ون۔

۶۹۔ كتاب الإشارت فى أسرار الأسماء الإلهيات و الكنايات۔

۷۰۔ كتاب الحجب المعنوية فى الذات الهوية۔

۷۱۔ كتاب الرسالة۔اس کو میں نے فخر الدین رازی کو بھیجا تھا۔

تو یہ وہ ہیں جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں۔

۷۲۔ كتاب المبشرات ۔اس میں مَیں نے اُن خوابوں کا ذکر کیا ہے جو مجھے یاد تھے میں نے انھیں علمی لحاظ سے مفید اور نیکی پر ابھارنے والا پایا۔

۷۳۔ كتاب ترتيب الرحلة ۔اس کتاب میں مَیں نے اپنے بلادِ مشرق کے سفر میں جو کچھ دیکھا اس کو ذکر کیا ہے، اور اس میں ہمارے ان مشائخ کا بھی ذکر ہے جن سے ہم ملے، اور ان سے استماع کیا۔ میں شیخ رحمۃ اللہ کا ذکر کروں گا اور ان سے حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مفید حکایت اور شاعری کے کچھ ابیات یا تو ان کے یا ان کی روایت سے ذکر کروں گا۔

۷۴۔ ایک کتاب جس میں مَیں نے احادیث عوالی روایت کی ہیں اور اُس میں مَیں نے صحت کی شرط نہیں رکھی۔

بعض وہ کتابیں جن کی تالیف کا تو حق سبحانہ وتعالیٰ نے مجھے حکم دیا

لیکن لوگوں میں ان کے نکالنے اور مخلوق میں ان کو پھیلانے کا حکم نہ دیا

۷۵۔ كتاب الأحدية ۔اور یہ کتاب احدیت، وحدانیت، فردانیت، اولیت، وتریت کو

شامل ہے اور وجو دِ عددی سے کثرت کی نفی کو، اور یہ کہ مراتب اعداد میں ایک ہی مظہر ہوتا ہے، اسی لیے اعداد بنتے ہیں اور غائب ہوتے ہیں مگر یہ ایک باقی ہی رہتا ہے۔

۷۶۔ کتاب الھوٗ۔ یہ کتاب ضمائر اور اضافاتِ نفس کی معرفت پر مشتمل ہے۔

۷۷۔ کتاب الجامع ۔ یہ جلال کی اُس معرفت پر مشتمل ہے، جمع و اطلاق جس پر دلالت کرتے ہیں اور مضطر کے قول ''اے اللہ مجھے غنی کر دے'' کے وقت، تقیید جس پر دلالت کرتی ہے۔

۷۸۔ کتاب الرحمة ۔ یہ رحمت میں تخصیص، تعمیم، عطف، حنان، رافت و شفقت کی معرفت پر مشتمل ہے۔

۷۹۔ کتاب العظمة ۔ اور یہ کتاب جلال، کبریاء، جبروت اور ہیبت کے اشارات پر مشتمل ہے۔

۸۰۔ کتاب المجد۔

۸۱۔ کتاب الدیمومیّة۔ یہ کتاب سرمدیت، خلود، ابد اور بقاء کے مسائل پر مشتمل ہے۔

۸۲۔ کتاب الجود ۔ اس میں عطا، وہب، منح، کرم، سخا، رشوت اور تحائف کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

۸۳۔ کتاب القیومیة۔

۸۴۔ کتاب الإحسان۔

۸۵۔ کتاب الفلک والسماء۔

۸۶۔ کتاب الحکمة المحتویة۔

۸۷۔ کتاب العزة۔ اس میں منع، قہر، غلبہ، حمیاء، عجز اور قصور کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

۸۸۔ کتاب الأزل۔

۸۹۔ کتاب النور ۔ اس میں ضیاء، ظلال، ظلمت، اِشراق اور ظہور کی طرف اشارہ کیا گیا

Marfat.com

ہے۔

۹۰۔ کتاب السر۔

۹۱۔ کتاب الإبداع والاختراع۔

۹۲۔ کتاب الأمر والخلق۔

۹۳۔ کتاب الصادر والوارد۔

۹۴۔ کتاب القدم۔

۹۵۔ کتاب الملک۔

۹۶۔ کتاب القدس۔

۹۷۔ کتاب الحیاۃ۔

۹۸۔ کتاب العلم۔

۹۹۔ کتاب المشیئۃ ۔اس میں تمنی، ارادہ، شہود، ہاجس، عزم، نیت، قصد اور ہمت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

۱۰۰۔ کتاب الفھوانیۃ ۔ہوسکتا ہے کہ اس کا نام لفظ حضرت واقع ہو، اور ہوسکتا ہے کہ اس کا نام قول واقع ہو۔ اس میں کلام، نطق، حدیث، سمر اور اس کی مثل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

۱۰۱۔ کتاب الرقم۔ اس میں خط، کتابت، اشارہ اور رقمی حروف کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

۱۰۲۔ کتاب الرقیم۔

۱۰۳۔ کتاب العین ۔اس میں رؤیت، مشاہدہ، مکاشفہ، تجلی، لمح، لمع، طالع، ذوق، شرب، بادہ، ہاجم اور اس کی مثل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

۱۰۴۔ کتاب الباہ۔ اس میں توالد و تناسل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

Marfat.com

۱۰۵۔ کتاب کن۔ اس میں انفعال وتکوین کے وجود کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

۱۰۶۔ کتاب المبادی۔ اس میں اشارہ کیا گیا ہے کہ اعادہ مبدأ ہے اور ہر نفس میں عالم مبدا میں ہے۔

۱۰۷۔ كتاب الولاية۔

۱۰۸۔ كتاب الدعاء والإجابة۔

۱۰۹۔ كتاب الرمز فى حروف أوائل السور۔

۱۱۰۔ كتاب الرقية۔

۱۱۱۔ كتاب البقاء۔

۱۱۲۔ كتاب القدرة۔

۱۱۳۔ كتاب الحكم والشرائع الصحيحة والرئاسة والسياسة۔

۱۱۴۔ كتاب مفاتيح الغيب۔

۱۱۵۔ كتاب الخزائن۔

۱۱۶۔ كتاب الرياح اللواقح۔

۱۱۷۔ كتاب الريح العقيم۔

۱۱۸۔ کتاب الکتب۔ قرآن، فرقان اور اقسام کتب جیسے مسطور، مرقوم، حکیم، مبین، محصی، متشابہ وغیرہ۔

۱۱۹۔ كتاب التدبير والتفصيل۔

۱۲۰۔ كتاب اللذة والألم۔

۱۲۱۔ كتاب الحق۔

۱۲۲۔ كتاب الحمد۔

۱۲۳۔ كتاب المومن والمسلم والمحسن۔

۱۲۴۔ کتاب القدر۔

۱۲۵۔ کتاب الشان۔

۱۲٦۔ کتاب الوجود۔

۱۲۷۔ کتاب التحویل۔

۱۲۸۔ کتاب الحیاۃ۔

۱۲۹۔ کتاب الوحی۔

۱۳۰۔ کتاب الإنسان۔

۱۳۱۔ ایک کتاب تحلیل وترکیب کے ذکر پر مشتمل ہے۔

۱۳۲۔ کتاب المعراج۔

۱۳۳۔ کتاب الروائح والأنفاس۔

۱۳۴۔ کتاب الملک۔

۱۳۵۔ کتاب الأرواح۔

۱۳٦۔ کتاب الهیاکل۔

۱۳۷۔ کتاب التحفة والطرفة۔

۱۳۸۔ کتاب الغرفة والخرفة[۱]۔

۱۳۹۔ کتاب الاعراف۔

۱۴۰۔ کتاب زیادة کید القول۔

۱۴۱۔ کتاب الإسفار عن نتائج الأسفار۔

۱۴۲۔ کتاب الأحجار المتفجرة والمتشققة والهابطة۔

۱۴۳۔ کتاب الجبل۔

۱۔ دوسرے نسخہ میں "الفرقة والخرقة" ہے

Marfat.com

١٤٤- كتاب الطور-

١٤٥- كتاب أدب النمل-

١٤٦- كتاب البروج-

١٤٧- كتاب الحشرات-

١٤٨- كتاب القسطاس-

١٤٩- كتاب القلم-

١٥٠- كتاب اللوح-

١٥١- كتاب العرش-

١٥٢- كتاب الكرسى-

١٥٣- كتاب الفلك-

١٥٤- كتاب الهباء-

١٥٥- كتاب الجسم-

١٥٦- كتاب الزمان-

١٥٧- كتاب المكان-

١٥٨- كتاب الحركة-

١٥٩- كتاب العالم-

١٦٠- كتاب الآباء العلويات والامهات السفليات والبنات والمولدات-

١٦١- كتاب النجم والشجر-

١٦٢- كتاب سجود القلب-

١٦٣- كتاب الأسماء-

١٦٤- كتاب النحل-

Marfat.com

١٦٥ـ كتاب الرسالة والنبوة والولاية والمعرفة.

١٦٦ـ كتاب الغايات.

١٦٧ـ كتاب العشق.

١٦٨ـ كتاب السبعة عشر.

١٦٩ـ كتاب النار.

١٧٠ـ كتاب الجنة.

١٧١ـ كتاب الحضرة.

١٧٢ـ كتاب المناظرة بين الإنسان والحيوان.

١٧٣ـ كتاب المفاضلة.

١٧٤ـ كتاب الإنسان الكامل والاسم الأعظم.

١٧٥ـ كتاب المبشرات.

١٧٦ـ كتاب محاضرة الأبرار ومسامرة الأخيار.

١٧٧ـ كتاب الأولين.

١٧٨ـ كتاب ترجمان الأشواق.

١٧٩ـ كتاب العبادلة.

١٨٠ـ كتاب تاج التراجم.

١٨١ـ كتاب مالا يعوّل عليه فى طريق الله.

١٨٢ـ كتاب إيجاز البيان فى الترجمة عن القرآن.

١٨٣ـ كتاب المعرفة.

١٨٤ـ كتاب شرح الأسماء.

١٨٥ـ الذخار والأعلاق فى شرح ترجمان الأشواق.

Marfat.com

۱۸۶۔ كتاب النصائح فيما يقرب فى طريق الله تعالىٰ۔

۱۸۷۔ كتاب اللوائح فى شرح النصائح۔

۱۸۸۔ كتاب الوسائل فى الأجوبة عن عيون المسائل۔

۱۸۹۔ كتاب النكاح المطلق۔

۱۹۰۔ اختصار سيرة النبى صلى الله عليه وسلم۔

۱۹۱۔ كتاب المنيع الحمى البصير فيه أعمى فكيف حلّ به العمى۔

۱۹۲۔ كتاب فصوص الحكم۔ (۱)

یہ تمام کتابیں جو لوگوں میں نہیں نکالی گئیں اور مخلوق میں نہیں پھیلائی گئیں، ان میں سے بعض ان کی زندگی میں منظرِ عام پر آگئیں اور بعض ان کی وفات کے بعد۔

میں نے اس تذکرہ کی پیشکش سے صرف محبت کرنے والوں کی خوشی اور حاسدوں کا نوحہ چاہا ہے۔ اس سے ان کی کتابوں کا احاطہ مقصود نہ تھا، کیونکہ بعید ہے کہ ان کی کتابوں کا احاطہ کیا جا سکے۔ ہمارے شیخ، ہر شہری و دیہاتی کے شیخ، شیخ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی (۲)۔ اللہ ان کی روح کو مقدس بنائے اور ان کی قبر کو رحمت سے سیراب کرے۔ نے ذکر کیا: کہ وہ ایک ایسی اجازت سے آگاہ ہیں جسے شیخ محی الدین رحمۃ اللہ نے شاہِ اعظم، حاکم دمشق (۳) کے لیے لکھا تھا، انھوں نے اس کے آخر میں کہا: میں نے اسے اجازت دی ہے کہ یہ مجھ سے میری تصانیف روایت کرے، اور ان تمام میں فلاں اور فلاں ہیں، اور یوں

۱۔ فہرست کتب ختم نہیں ہوئی، فہرست کے ہندی نسخے اور دمشق میں چھپنے والی فہرست میں پچاس یا اس سے بھی زیادہ کتابیں اور ہیں۔

۲۔ ان کا ذکر ص ۶، حاشیہ نمبر ۱، اور ص ۲۵ پر بھی ہوا ہے۔

۳۔ یعنی الملک المظفر ایوبی۔

Marfat.com

پانچ سو دس سے زائد کتابیں گنیں (۱)۔ اور یہی ہے جس کو ہمارے شیخ قاضی القضاۃ رحمۃ اللہ (۲) نے ذکر کیا تو میں نے ان کے مبارک الفاظ میں سترہ رمضان معظم ۸۰۴ھ میں دہلی میں اللہ اُسے محفوظ فرمائے، سنا۔

شاہِ یمن کا فیروز آبادی سے استفتاء

مجھے اس سے دوسری مرتبہ آگاہی سلطانِ اعظم (۳) کے استفتاء کے جواب سے ہوئی۔ جو رحم و جاہ والے، دین اللہ کے مددگار، اللہ ان کی بادشاہی کو ہمیشہ رکھے اور روئے زمین کو ان کا ملک بنائے، زمین پر قابلِ تعریف حد تک خوشحال، ہمیشہ فتح مبین سے اور ناقابلِ تسخیر مدد سے مؤید رہے اور وہ یہ کہ ان کے مبارک ذخیرہ میں میری معلومات کے مطابق، شیخ محی الدین رحمۃ اللہ کی تصانیف میں سے اتنی جمع تھیں کہ ان کے پہلے سلاطین آباء و اجداد رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی دوسرے کے ذخیرہ میں اتنی نہ تھیں۔ جیسے اشرف، افضل، مجاہد، مؤید، مظفر، منصور (۴)۔ اللہ ان کی مٹی کو طیب کرے اور جنت کو ان کا مرجع وٹھکانہ بنائے۔

☆ یہ ایسے لوگ تھے کہ ان کی سخاوت کے محاسن پھیلے ہوئے ہیں زمانہ بوسیدہ ہو رہا ہے لیکن ان کی حسنات کا ذکر تازہ ہو رہا ہے۔

فقہاء نے ان کی کتابوں میں کلام، ان کے معانی کے ادراک میں اپنی عقلوں کے عجز وقصور کے سبب کیا اس لیے سلطانِ اعظم نے۔ اللہ ان کے ساتھیوں کو غالب کرے اور ان کے ملک واقتدار کو دوگنا کرے۔ ہمارے شیخ قاضی القضاۃ رحمۃ اللہ (۵) سے فتویٰ مانگا، جس کا

۱۔ اجازت میں مذکور کتابوں کی تعداد بدوی کے مطابق ۲۹۰ ہے۔
۲۔ یعنی شیخ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی رحمۃ اللہ۔
۳۔ یعنی شاہِ یمن ناصر۔
۴۔ سلاطین کے القاب ہیں
۵۔ یعنی شیخ مجد الدین فیروز آبادی رحمۃ اللہ

ترجمہ یہ ہے:

کیا فرماتے ہیں علماء حضرات۔ اللہ دین کو ان سے قوی کرے، اور ان کے ذریعے شیخ ابن عربی کے بارے میں اور ان کی متہم کتابوں فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم وغیرہ کے بارے میں مسلمانوں کی پراگندگی کی اصلاح کرے۔ کیا ان کی کتابوں کا پڑھنا پڑھانا جائز ہے؟ اور کیا یہ سنی پڑھی گئی کتابوں میں سے ہیں؟

ہمیں فتویٰ دیجئے۔ اللہ آپ کو اجر دے ان کتابوں کے بارے میں شافی جواب کی صورت میں تاکہ آپ اللہ کریم سے جو بہت عطا کرنے والا ہے بڑا ثواب پاسکیں۔

ہمارے شیخ قاضی القضاۃ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا، اس کا ترجمہ یہ ہے:

اے اللہ! ہم سے وہی بیان کروا جس میں تیری مرضی ہے۔

وہ اعتقاد جو میں مسئول کے حال سے رکھتا ہوں اور جس کی بناء پر میں اللہ کی فرمانبرداری کرتا ہوں، وہ یہ کہ وہ حالاً اور علماً شیخِ طریقت تھے، اور حقیقتاً اور رسماً تحقیق کے امام تھے اور رسومِ معارف کو فعلاً اور اسماً زندہ کرنے والے تھے۔

☆ جب آدمی کا غور وفکر اس کے سمندر کی ایک ہی جانب شدت سے داخل ہوگا تو اس کے افکار اسی میں غرق ہو جائیں گے۔

وہ کثیر پانی ہیں جسے ڈول گدلا نہیں کرتے، اور بادل ہیں جن سے بخشش کے قطرے گرتے ہیں۔ ان کی پکار سات پردوں کو پار کرتی ہے، ان کی برکات بکھرتی ہیں تو آفاق کو بھر دیتی ہیں میں ان کا وصف بیان کر رہا ہوں حالانکہ وہ میرے وصف کردہ سے بھی بالا ہیں۔

میرا غالب گمان بلکہ یقین یہ ہے کہ میں نے ان کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔

☆ میں اپنا اعتقاد نہ بھی کہوں تو مجھ سے کچھ مواخذہ نہ ہوگا اور جاہل کو ملامت ہی کو دشمنی گمان کرنے دو۔

☆ اللہ کی قسم، اللہ کی قسم، عظمت والے اللہ کی قسم، اور اس کی جس نے برہان کے طور پر

Marfat.com

اُسے اللہ کے لیے حجت بنایا۔

☆ بیشک جو میں نے کہا ہے وہ تو ان کے مناقب کا کچھ ہے، میں نے تو کوئی اضافہ نہیں کیا، ہاں مگر اپنی کوتاہی میں۔

رہی ان کی کتابیں اور ان کی تصانیف تو وہ چھلکتے سمندر ہیں، ان کے کثرتِ جواہرات کی وجہ سے نہ تو ان کے آغاز وانتہا کو جانا جاسکتا، اور نہ ہی لکھنے والوں نے ان کتابوں کی مثل لکھی ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کتابوں کی قدر و منزلت کی معرفت سے ان کے اہل ہی کو خاص کیا ہے۔ ان کی کتابوں کے خواص میں سے ایک یہ ہے کہ جو ان کے مطالعہ پر اور ان کو دیکھنے اور معانی پر غور وفکر پر ہمیشگی کرتا ہے تو مشکلات کے حل اور پیچیدگیوں کے کشف میں اسکا سینہ کشادہ ہو جاتا ہے اور یہ شان صرف اُسی کی ہوتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علوم لدنیہ اور معارفِ ربانیہ سے خاص کیا ہو۔

تو ان تمام میں سے ایک، ننانوے جلدوں میں التفسیر الکبیر ہے وہ اس کتاب میں سورۃ الکہف کی تفسیر تک پہنچے تھے اللہ تعالیٰ کے اس قول تک ''وعلمناہ من لدنا علماً''[1] ترجمہ: اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا سے اٹھالیا۔ شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ وفات پا گئے اور وہ مکمل نہ ہوئی یہ تفسیر نادر کتاب ہے۔ اس کا ہر جز سمندر بے کنار ہے اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں، کیونکہ وہ ولایت عظمیٰ اور صدیقیت کبریٰ کے صاحب تھے، ہمارے عقیدہ کے مطابق جس سے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اس تفسیر کا ذکر سابق تذکرہ میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں کیا ہے، کیونکہ تذکرہ مکہ مشرفہ میں لکھا گیا تھا۔ پھر وہ دمشق چلے گئے اور وہاں ایک عرصہ رہے تقریباً تیس سال۔ وہاں بہت سی کتابیں اس تذکرہ کے بعد تصنیف کیں، اور آخری کتاب جو شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے تصنیف کی وہ یہی تفسیر ہے، اور اللہ ہی زیادہ علم والا ہے کہ اگر وہ اس کو مکمل کرتے تو کتنی

۱۔ سورۂ کہف ۱۸ : ۶۵

Marfat.com

جلدوں کو پہنچتی، اور یہ کسب انسانی سے نہیں ہے بلکہ عطائے سبحانی اور وہب ربانی سے ہے۔

ہم اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی طرف لوٹتے ہیں اور ان کا یہ کہنا:

ہمارے یہاں ایک گروہ اپنی جہالت و گمراہی سے شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کے انکار میں مبالغہ کرتا ہے، اور بعض اوقات ان کی گمراہی و جہالت ان کو تکفیر تک لے جاتی ہے اور یہ صرف ان کی سمجھوں کے، شیخ کے احوال و اقوال کے مقاصد کو سمجھنے سے قاصر ہونے کی وجہ سے ہے۔ ان کے ہاتھ ان کے معانی کے پھل چننے تک نہیں پہنچ پائے۔ اسی لیے انھوں نے ان کے بارے میں کلام کیا۔

کہنے والے کی خوبی اللہ کے لیے ہی ہے جب وہ کہتا ہے:

☆ میرا ذمہ قوافی کو ان کی کانوں سے تراشنا ہے، اور مجھ پر کچھ مواخذہ نہیں جب گائیں اس کو سمجھ نہ پائیں۔

ہم تو یہ جانتے اور اعتقاد رکھتے ہیں ان کے حق میں، اور اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے۔

انھوں نے عفا اللہ عنہ۔ اسے اللہ کے سچے حرم کی طرف انتساب کرتے ہوئے لکھا ہمارے شیخ قاضی القضاۃ رحمۃ اللہ علیہ کا جواب ختم ہوا۔

شاہِ یمن کا ابنِ خیاط سے استفتاء اور اس کا رد:

پھر اس جواب کو سلطان اعظم پر پیش کیا گیا۔ اللہ انتہا البلاد کو اور شرفاء الناس کو ان کی ملک میں کر دے۔ پھر انھوں نے فقیہ ابو بکر بن محمد بن خیاط مخلافی جبلی [1]۔ اللہ ان کی توبہ قبول فرمائے سے فتویٰ مانگا، اگر انھوں نے اس طرف رجوع کر لیا تھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

۱۔ یعنی ابو بکر بن محمد بن صالح ہمدانی، جبلی تعزی یمنی، المتوفی ۸۱۱ھ، یمن کے کبار فقہاء میں سے تھے، یمن کے علاقے تعز اور ذو جبلہ میں انھی کا فتویٰ معتبر تھا۔ سخاوی نے کہا: شیخ ابن عربی کی کتابوں میں مشغول ہونے والوں پر ان کے انکار کے باعث ان میں اور مجد الدین میں مراجعات رہے۔ اور منع کے لیے ایک جلد لکھی جس کا مجد الدین نے رد لکھا۔

شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کتابوں جیسے فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم وغیرہ کے بارے میں فقیہ کیا کہتا ہے: کیا ان کا سیکھنا اور ان کو لوگوں میں ظاہر کرنا اور جو کچھ ان میں ہے اس کا اعتقاد رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ کیا یہ مفید علوم والی ہیں؟ بیشک ہمارے شیخ، شیخ الاسلام اقضی القضاۃ مجد الدین۔ اللہ اسلام اور مسلمانوں کو ان سے نفع بخشے، سے جب اس بارے میں پوچھا گیا تو ان کا جواب علومِ نافعہ میں مشہور کتابوں پر شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کو فضیلت دینے کا متقاضی ہے، اور یہ دل میں جاگزیں نہیں ہوا اس لیے ہمیں واضح جواب دیں۔

تو اس فقیہ مذکور نے جواب دیا:

جواب اور توفیق اللہ تعالیٰ سے۔

قد آن لابن الخیاط......

بیشک ابن خیاط کے لیے وقت آ گیا ہے کہ اُسے اللہ کے یہاں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت نہ پکڑے گی۔

میں (مؤلف) کہتا ہوں: یہ اپنے فتویٰ میں اس کا غلطی میں پہلا قدم ہے جب ''آن'' کے معنی ہیں قریب ہوا اور نزدیک ہوا، تو اپنے فتویٰ سے اُس نے یہ اقرار اور اعتراف کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دور تھا، اور اُسے اللہ کے یہاں ملامت کرنے والے کی ملامت پکڑتی تھی۔ یہ حال اس کا بیتے زمانے میں تھا، اور پھر اب، زمانہ حال میں وہ دعویٰ کر رہا ہے جو اُس نے کیا اور دعویٰ پر دلیل قائم کرنا باقی ہے اور دلیل اس کا یہ قول ہے:

شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کی تحصیل نہ جائز ہے اور نہ حلال، نہ ہی ان کا پڑھنا اور نہ پڑھانا، یہ کتابیں ان کے مصنف پر رد کر دی گئی ہیں۔

میں کہتا ہوں: اے دیکھنے والے! اس ظالم کا عیب لگانا دیکھ جو نہ تو یہ جانتا ہے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور نہ ہی یہ کہ اس کا کلام کس طرف لوٹ رہا ہے۔ اور جس کے دعویٰ کے شواہد

Marfat.com

اس کے دعویٰ کے بطلان پر گواہ ہیں۔ بیشک شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں پانچ سو سے زائد ہیں ان میں سے بعض کا ذکر گزر چکا جیسے تفسیر کبیر جو ننانوے جلدوں میں ہے۔

تفسیر صغیر جو آٹھ جلدوں میں ہے۔

یونہی ''الجمع والتفصیل فی أسرار معانی التنزیل'' اسے انھوں نے سورہ مریم تک مکمل کیا۔

اور ابن حزم کی محلی کا اختصار۔

اور یونہی ''المحجة البیضاء علی طریق الفقهاء'' نامی ان کی کتاب جسے انھوں نے مکہ مشرفہ میں لکھا۔

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے اس کی کتاب الطہارت اور کتاب الصلاۃ دو جلدوں میں مکمل کی اور میرے ہاتھ میں تیسری جلد ہے اور میں کتاب الجمعہ میں ہوں، یہ کتاب الجمعہ مکمل ہوتی تو ایک جلد ہوتی۔

یونہی کتاب مفتاح السعادة، جس میں انھوں نے مسلم بخاری اور ترمذی کے متن جمع کیے ہیں۔

یونہی کتاب جس کا نام ہے کنز الأسرار فیما یروی عن النبی المختار صلی الله علیه وسلم من الأدعیة والأذکار۔

یونہی یہ کتاب جس کا نام رکھا گیا: مشکاة الأنوار فیما یروی عن الله سبحانه و تعالی من الأخبار۔

یونہی کتاب الأربعین المتقابلة۔

اور یونہی الأربعین الطوال۔

شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر، حدیث، فقہ، اصولِ فقہ اور اصولِ کلام میں بہت سی بلند مرتبہ قسم کی تصانیف ہیں۔ ان میں سے بعض مشہور ہیں اور بعض مستور۔ ہمارے اور فقیہ کے درمیان

ان علوم حقیقیہ اور معارف ربانیہ کے بارے میں طیش میں آجانے کے سوا کچھ بھی نہیں، جن کا اُس نے علمی احاطہ نہیں کیا، ادراک نہیں کیا، نہ حقیقتاً اور نہ رسماً۔ پس ایک حاذق عالم اور دانا عارف اُس شخص کے بارے میں کیا کہے جو اصحاب کو ہدایت اور حق کے راستہ سے منہ موڑنے کو کہتا ہے۔ یہ ہے وہ حجت جس کا اس نے اپنے فتویٰ میں دعویٰ کیا ہے۔

مؤلف عفا اللہ عنہ کا شعر ہے:

☆ اس اندھے سے کہہ دو کہ جس نے چاشت کے وقت کے سورج کو عیب دار بتایا اور اس کے بارے میں اپنی لاعلمی کے سبب اس کو عیبی ہی سمجھ رہا ہے۔

☆ کہ تم اس کی روشنی نہ بھی خریدو، مگر سب لوگ اس کے خریدار ہیں۔

اور مؤلف عفا اللہ عنہ کا کلام ہے:

☆ بیشک ہم نے درزی کی (یعنی ابن خیاط کی) سیون ادھیڑ دی ہے، ایسے دھاگوں سے [1] سوئی کی مدد سے۔

☆ ہم نے اس کی قینچی توڑ دی ہے اور اس کو سوئیوں سے محروم کر دیا ہے [1] بغیر سلائی کے ہی۔

اور انھیں کے مزید اشعار ہیں:

☆ شیخ محی الدین رحمۃ اللہ کا کلام مدعی کے منہ پر طمانچہ ہے جب کہ اس کی گردن تنی ہو۔

☆ یہ ایسا کلام ہے جس میں کوئی شک نہیں، گوکہ دشمنوں نے اس میں شک کیا ہے۔

ہم فقیہ کے کلام اور جو اس میں طیش و تسفیہ ہے اس کی طرف لوٹتے ہیں، تو ان کا یہ کہنا: میرے گمان میں شیخ مجد الدین کا یہ فتویٰ، شیخ محی الدین رحمۃ اللہ کی کتب میں گہری نظر ڈالے بغیر ہے۔

پھر فقیہ نے فتویٰ میں ایسی بات ذکر کی ہے جو ان جیسوں سے تو مناسبت رکھتی ہے

ا۔ مخطوطہ میں شعر نامکمل اور غیر واضح ہے۔

Marfat.com

لیکن مجھ جیسوں کو نہ تو اس کا نقل کرنا زیب دیتا ہے اور نہ ہی بیان کرنا، کیونکہ ہر کوئی اپنے طریقے پر کام کرتا ہے۔ اس سارے کلام کے ہمارے شیخ اقضی القضاۃ رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے جواب دیے ہیں جو آفاق سے جا لگے ہیں اور ان کے جواب پر ہی اجماع و اتفاق ہوا ہے اور منافقت کے بازار میں کوئی نفاق باقی نہیں رہا۔ میں اس میں سے وہ جس کے ذکر کو اللہ نے سہل کیا اور جس کی خوشبو کو عام کیا، ذکر کرتا ہوں۔ یہ اس کا ترجمہ ہے:

حمد ہر حال میں اللہ ہی کے لیے ہے اے اللہ حق بات ہمیں حق دکھا اور اس کی اتباع نصیب فرما اور باطل کو باطل دکھا اور اس سے بچنے کی توفیق دے۔

بیشک میں نے شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اپنا اعتقاد ان کی کتابوں کے مطالعہ پر مداومت کے بعد ذکر کیا ہے۔ یہ ایسی کتابیں ہیں کہ ان میں نظر کرنا، اور ان کے حقائق و معانی میں غور و فکر کرنا، اور ان کتابوں کے ثمرات و مجانی کی باریکیاں چننا عارفین کے سینے کھولتا ہے اور عاشقین کے قلوب کو منور کرتا ہے اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ محققین کے شیخ، عارفین کے امام، اور اولیاء و صالحین کے قطب ہیں۔ ہم تو یہ جانتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتے اور اسی کے مطابق اللہ کی اطاعت کرتے ہیں۔

جو شخص بھی کتاب ''فتوحات'' کے آغاز، اس کے اعتقاد، سنتِ نبوی کی اس کی اقتداء، اس کا احادیث کا انتخاب اور اس کے ابواب کی احادیث پر بناء پر نظر کرتا ہے، تو وہ شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ اور ان کی جلالتِ مقام جان لیتا ہے، اگر وہ ان میں سے ہو جن کا اللہ تعالیٰ نے علم لدنی کے نور سے سینہ کشادہ کیا ہے۔

فقیہ کا یہ کہنا کہ شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کی تحصیل نہ تو جائز ہے اور نہ ہی حلال، نہ ان کا پڑھنا اور نہ ان کا سننا، اس لیے کہ یہ ان کے مصنف پر رد کر دی گئی ہیں.....الخ۔ یہ صرف ان کا کہنا نہیں بلکہ ظاہری فقہاء کی ایک جماعت کا قول ہے جو یہی بولتے ہیں ، اور ۱۰۱،

کی اکثریت شیخ کی مخالفت کا اعتقاد رکھتی ہے اور یہ لوگ صرف وہی بولتے ہیں جو ان عام عقول کے موافق ہو جو شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کے معانی و دقائق سے کچھ سمجھنے سے قاصر ہیں۔ پس اسی لیے جب انھوں نے سمجھ کے ناموافق سنا تو انکار کر دیا اور بدعتی ٹھہرایا اور بہت برا بھلا کہا۔

کیا حافظ امت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نہیں کہتے:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو علم حاصل کیے۔ اُن میں سے ایک میں نے تمھارے درمیان پھیلا دیا، دوسرے کو اگر میں پھیلا دوں تو میرا یہ حلق کٹ جائے۔ کچھ ایسا ہی امام ابو عبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے۔ اس سے انھوں نے علومِ حقیقت مراد لیے ہیں۔ ان سے اُن اہل ظاہر کو کوئی علاقہ نہیں جو ان کی کچھ فہم نہیں رکھتے، کیونکہ یہ تو ان کے لیے مخصوص ہیں جن کو اللہ تعالیٰ صدیقین میں سے ان علوم کے لیے منتخب کرتا ہے، تو بیشک اس لحاظ سے ظاہری منکر معذور ہے۔

اور رہا اس کا شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر میں مبالغہ کرنا، تو بیشک ہم نے اس سلسلہ میں اس کا عذر قبول کر لیا ہے۔

میں (مؤلف) کہتا ہوں: کہ باوجود آیاتِ بینہ، احادیثِ صحیحہ، براہینِ قاطعہ اور حجج ساطعہ سے دلائل واضح ہو جانے کے مخالف کا عذر قبول کر لینے کی توجیہ میں نہیں سمجھ پایا۔ اس لیے کہ یہ ہمارے لیے در وا کر دیتا ہے اور کفار کی انبیاء و رسل کی تکفیر کے سلسلہ میں ہمارا جواب قطع کر دیتا ہے، طرق کو منقطع اور سبل کو بند کر دیتا ہے۔ یوں کہ اگر ہر وہ شخص جس نے حق کو باطل ٹھہرایا اور سچ کو جھٹلایا معذور ہو، تو حق و صدق باقی نہ ہوتا اور باطل و جھوٹ ثبات پا جاتا۔

ہم اپنے شیخ اقضی القضاۃ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی طرف آتے ہیں۔

شیخ کمال الدین زملکانی رحمۃ اللہ علیہ شام کے بڑے مشائخ سے تھے اور وہ کہا کرتے تھے:

Marfat.com

کتنے جاہل ہیں وہ لوگ جو شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کا انکار کرتے ہیں، اُن چند کلمات و الفاظ کی وجہ سے جو ان کی کتابوں میں واقع ہوئے۔ بیشک ان کے فہم ان کے معانی کے ادراک سے قاصر ہیں۔ پس انھیں چاہیے کہ وہ میرے پاس آئیں تا کہ میں ان کی مشکل حل کروں اور ان کلمات والفاظ سے شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کی مراد واضح کروں، تا کہ حق ان کے لیے ظاہر ہو اور وہم اُن سے زائل ہو۔

پہلے باب میں یہ بات گزر چکی (۱) کہ شیخ کمال الدین زملکانی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب فصوص الحکم کی مفید شرح، اور کفایت کرنے والی توضیح اور اس کی مکمل توجیہ کی ہے۔

شیخ صلاح الدین صفدی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کتاب ہے جسے انھوں نے علماء عالم کی تاریخ میں کئی جلدوں میں وضع کیا ہے۔ جب وہ حرفِ میم پر پہنچے تو انھوں نے شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیسے کیا، اور کس انداز میں ان کی اور ان کی تصانیف کی تعریف کی، اور ان پر طعنہ زنوں کا رد کیسے کیا (۲)؟

۱۔ ملاحظہ کیجئے ص: ۳۸

۲۔ ملاحظہ کیجئے ان کی کتاب ''الوافی بالوفیات''۔ انہوں نے اپنے کلام میں شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سے انصاف کیا، اور جو کچھ کہا اس میں سے کچھ ذیل میں درج ہے:

''میں نے ان کی وہ کتاب دیکھی جس کا نام انہوں نے فتوحات مکیہ رکھا ہے کیونکہ انہوں نے اسے مکہ میں تصنیف کیا تھا۔ اور یہ ان کے اپنے رسم الخط میں بیس جلدوں میں ہے۔ میں نے اس میں ایسے دقائق غرائب اور عجائب دیکھے جو کسی اور کے کلام میں نہیں پائے جاتے۔ گویا کہ معقول اور منقول محسور شکل میں ان کی آنکھوں کے سامنے مجسم ہوں اور وہ انہیں دیکھ رہے ہوں۔ جب چاہا حدیث وامر لے آئے اور اس کو جیسا چاہا ویسا اتارا۔ یہ ہے قدرت، اطلاع کی نہایت، ذہانت کی چمک، حافظہ و یاد کی غایت۔ جس کسی نے یہ کتاب دیکھی ان کی قدر ومنزلت جان گیا، اور یہ ان کی بڑی تصانیف میں سے ہے۔

......اور اس کی پہلی جلد میں انہوں نے اپنا عقیدہ ذکر کیا ہے۔ تو میں نے اسے اوّل سے آخر تک شیخ ابوالحسن اشعری کا عقیدہ پایا۔ اس میں ایسا کچھ نہ تھا جو ان کی رائے کے مخالف ہو۔ اسی کا انہوں نے مجھ سے صفد میں مطالبہ کیا تھا، اور میں قاہرہ میں تھا۔ تو میں نے اس کو (عقیدہ کو) ایک کاپی میں نقل کر لیا اور اس پر لکھا:

لیس في هذه العقیدة شيء   یقتضیه التکذیب والبرهان
لا ولا ما قد خالف العقل والنـ   ـقل الذي أتی به القرآن
وعلیها للأشعری مدار   وبها في مقاله إمکان
وعلی ما ادعاه یتجه البحـ   ـث ویأتي الدلیل والبرهان
بخلاف الشناع عنه ولکن   لیس یخلو من حاسد إنسان

Marfat.com

شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے، مختلف بلاد گھومنے اور بندوں کی ارشاد و رہنمائی کے بعد، دمشق میں سکونت اختیار کی، اور وہ علماء راسخین، حاذق متکلمین اور نطق کے طالب فقہاء سے بھرا ہوا تھا اور ہم تک یہ بات نہیں پہنچی کہ علماء عصر یا فقہاء دھر میں سے کسی ایک نے بھی ان کا انکار کیا ہو اور وہ کیسے ان کا انکار کرتے جبکہ وہ ان کے قائد تھے، یا وہ کیونکر ان کے تابع نہ ہوتے جبکہ وہ ان کا ذخیرہ تھے۔

ہم اپنے شیخ قاضی القضاۃ رحمۃ اللہ علیہ کے جواب کی طرف لوٹتے ہیں اور فقیہ کا یہ قول:

کہ شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کی تحصیل نہ جائز ہے اور نہ حلال، نہ ان کا پڑھنا اور نہ ان کا سنانا۔

یہ صریح جہالت اور قبیح قول ہے، ایسا بولنا مسلمان کے لیے ممکن نہیں، جب وہ شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کی سب کتابوں میں غور و تامل کرتا ہے تو وہ کتاب و سنت کے مخالف کوئی چیز نہیں پاتا بیشک شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کی کتب پانچ سو سے زائد ہیں اور التفسیر الکبیر کا ذکر گزر چکا اور وہ ننانوے جلدوں میں ہے، اس میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ سورہ کہف میں اس قول تک پہنچے "وعلمناہ من لدنا علماً" اور وہ مکمل نہ ہوئی۔

اور کتاب التفسیر الصغیر مفسرینِ عارفین کے طریق پر آٹھ جلدوں میں بھی مکمل نہ ہوئی۔ اس میں کوئی چیز ایسی نہیں جس کا انکار کیا جائے۔

ترجمہ: اس عقیدے میں ایسی کوئی چیز نہیں جو تکذیب و برہان کا تقاضا کرے۔ اور نہ ہی کوئی ایسی جو عقل کے خلاف ہو یا نقل کے، جسے قرآن لایا۔ اسی عقیدے پر اشعری کا مدار ہے اور اسی کا ان کے قول میں امکان ہے۔ اور جس کا انہوں نے دعویٰ کیا ہے اس پر بحث متوجہ ہے اور دلیل و برہان آتی ہے۔ ان کو برا بھلا کہنے والے کے برخلاف، لیکن کوئی انسان حسد سے خالی نہیں۔

میں نے اس کے کلام (شعر) سے کچھ نہیں دیکھا۔ پھر میں نے ان کی فصوص الحکم دیکھی۔ تو میں نے اس میں ایسی اشیاء دیکھیں جو ظاہر کے خلاف تھیں شرع سے موافق نہ تھیں۔ اس میں شک نہیں کہ انہیں اور ان جیسوں کو خلوتوں میں ریاضتوں کے دوران ایسے حالات آتے ہیں جن کے بیان کی انہیں حاجت ہوتی ہے تو الفاظ ان معانی کے بیان سے قاصر رہ جاتے ہیں جو انہوں نے ان حالات میں دیکھے۔ ...... مختصر یہ کہ وہ عظیم شخص تھے۔ ان کے کلام سے جو ہم سمجھ پائے ہیں وہ حسن بسن (اچھا) ہے، اور جس میں ہمیں اشکال ہے اس کے علم کو ہم ان کے سپرد کرتے ہیں، اور ہم ان کی اتباع اور ہر قول پر عمل کے مکلف نہیں ہیں۔"

Marfat.com

اوران میں سے کتاب المعلی علی المحلی ہےاور یہ کتاب فقہ میں ابو محمد بن حزم کی کتاب کا اختصار ہے، اور یہ فقہ کی عمدہ کتابوں میں سے ہے، بالکل نئی، حسنِ اختصار میں اور بڑے بڑے مجتہد صحابہ، تابعین اور ان کے زمانہ تک کے تبع تابعین، تمام کے مذاہب کے احاطہ میں، اس جیسی کتاب تصنیف نہیں ہوئی۔ تو کیا مسلم کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ کہے: کہ اس جیسی کتاب کی تحصیل حلال نہیں اور نہ اس کا پڑھنا اور نہ اس کا سنانا؟ اور جس نے علومِ شریعت کے ساتھ مشغولیت کو حرام ٹھہرایا تو بیشک اُس نے کفر کیا۔ اللہ ہمیں حفاظت میں رکھے ان فتووں، رسواکن نصیحتوں اور واضح قباحتوں سے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی کتنی ہی عمدہ تصانیف اور لطیف تالیفات احادیثِ نبویہ وغیرہ میں ہیں۔ ان میں سے:

''الریاض الفردوسیہ فی جمع الأحادیث القدسیہ'' ہے اس میں انھوں نے وہ تمام جمع کیا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ روایت کیا اور میں نے نہیں جانا کہ کسی نے شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے ان کے جمع کا اہتمام کیا ہو اور وہ ان کے حصر و احاطہ میں کامیاب ہوا ہو۔ کیا جائز ہے اُس شخص کے لیے جس نے اسلام کی خوشبو پائی، کہ وہ اس جیسی کتاب کی تحصیل اور اس کے پڑھنے اور سنانے اور حاصل کرنے اور اس کے پڑھانے اور اس کی تعلیم دینے سے روکے؟ ہاں مگر مشرک، اللہ اور اس کے رسول کے اعداء میں سے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کج رو جاہلوں کی جہالت سے حفاظت میں رکھے۔

تو یہ حال ہے اس کا جس نے کہا کہ شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کی تحصیل، ان کا پڑھنا، ان کا سنانا نہ جائز ہے اور نہ حلال۔ اس لیے کہ یہ بات گزر چکی کہ شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کی کتب تفسیر، حدیث، فقہ، اصول اور علمِ کلام وغیرہ میں مفید کتب پر مشتمل ہیں۔ صرف علم لدنی باقی ہے جس کا انھیں علمی احاطہ نہیں ہے ولہٰذا انھیں ذلت وخواری کافی ہے۔ اس لیے کہ انھوں نے ایسی راہ کی مذمت کی جس کے سالک نہ تھے، اور ایسے کام کی جس سے ان کا واسطہ نہ پڑا تھا تو کاش جب وہ حقیقت سے آگاہ نہ تھے، خاموش رہتے اور نہ بولتے اور وہ

Marfat.com

ہلاکت کی راہ چل پڑے اور نجات کی راہ سے ہٹ گئے۔ اس لیے کہ وہ دنیوی حیات کے ظاہر کو جانتے تھے۔ وہ عارفین کے مشرب سے محروم ہیں اور ذائقین کے ذوق سے موڑ دیے گئے ہیں اور سالکین کے سلوک سے منقطع ہیں اور علومِ ظاہر میں سے جو ان کے پاس ہے اُس پر خوش ہیں۔ اگر وہ عروہ وثقیٰ کو تھامنے والے ہوتے، سنت شریف کی اتباع کرنے والے ہوتے، اور اللہ تعالیٰ کے مقربین سے محبت کرنے والے ہوتے تو وہ شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ پر طعن نہ کرتے، جبکہ اُس زمانہ کے فقہاء، متکلمین، مشائخ، عارفین، محققین میں سے راسخ علماء کا اجماع ہے کہ وہ توحید میں اہلِ تحقیق کے امام ہیں، بیشک وہ تمام علومِ ظاہر و باطن میں فرید و یگانہ ہیں۔

ہمارے شیخ قاضی القضاۃ رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ عز الدین بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ کے خادم سے جو متصل سند سے روایت کی ہے، اس کا ذکر بابِ اول میں گزر چکا[1]۔ اور خادم کا بیان اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جواب کہ وہ مجلسِ فقہاء تھی۔ وہ ان سے اہلِ ظاہر مراد لیتے ہیں کہ مقالاتِ محققین میں جن کا کوئی حصہ نہیں، اور مقابلہ عارفین جن کا نصیب نہیں۔ وہ جو درست طبع والا اور عقلِ سلیم والا ہو اور اُس نے علومِ لدنی اور معارفِ ربانی کو بہت طلبگاروں کی طرح سیکھا ہو، وہ جانتا ہے کہ شیخ عز الدین بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ہم عصر کبار علماء یہ وہ لوگ ہیں کہ جو کسی کو نہیں مانتے تھے مگر اس کے خلافِ عادت احوال مشاہدہ کر کے اور اس کے اقوال و افعال پر نظر ڈال لینے کے بعد۔ ان جیسے لوگ شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کے لیے مسخر (تابع) تھے، اور ان کے اقوال، افعال اور احوال کے معترف تھے اور ان کی بلندیِ شان اور عظمتِ مقام کے ماننے والے تھے۔

کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ اس عظیم شہر اور شرافت و برکت والے قطعہ زمین کے باشندوں نے باوجود اپنے علماء کی کثرت اور فضلاء کی بہتات کے، اور شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ ص ۲۵ تا ۲۷

کی ان کے درمیان تیس سال سے زائد ایک طویل اقامت کے، اور ان میں مروج ان کی تصانیف کی کثرت کے یہ جانا کہ یہ تصانیف باطل ہیں اور وہ خاموش رہے؟......

جب انھوں نے مکہ مشرفہ میں مجاورت کی تو وہاں اس قدر راسخ علماء، مدقق فقہاء، جمہور متکلمین، مشائخ عارفین مرشدین اور اولیاء ابرار تھے کہ اتنے کسی زمانہ میں نہ پائے گئے اور ہر کوئی ان کا مقرب تھا اور خود پر ان کی افضلیت کا معترف تھا اور ان کے اقوال کو متبرک جانتا تھا اور ان کی تصانیف کو ہمیشہ پڑھنے والا تھا۔ ان کی تصانیف شریف اور بلند تالیفات ان کی کثرتِ علم اور کمالِ فضل پر شاہد ہیں۔ اور مکہ مشرفہ میں ان کا زیادہ تر اشتغال حدیثِ نبوی کے اسماع میں تھا اور ان کی اکثر تصانیف ان کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہیں۔

جب انھوں نے مکہ میں زبانی فتوحاتِ مکیہ تحریر کی، تو اس سے فراغت پر اس کے اجزاء کو جو نہ تو سلے ہوئے تھے اور نہ ہی جلد کیے گئے تھے، کعبہ مشرفہ کی چھت پر رکھ دیا اور ان کو ایک سال بعد اتارا تو نہ ہواؤں نے ان کو مٹایا اور نہ بارشوں نے ان کو بوسیدہ کیا، باوجود مکہ کی کثیر ہواؤں اور بارشوں کے۔ تو اب اس سے شک رفع ہو گیا، علماء نے اُسے لکھا اور یہ لوگوں میں عام ہو گئی۔ تو کاش مجھے علم ہوتا کہ کیا یہ علماء جو ان کے ہم عصر تھے اور انھوں نے ان سے علم حاصل کیا تھا وہ معتبرین تھے یا جاہل تھے؟ بلکہ وہ ان کے علم پر عمل کرنے والے تھے، اور ان کی برتری کو ماننے والے تھے، اور اپنے اوپر ان کی فوقیت کے معترف تھے۔ وہ متاخرین سے یعنی ان کے بارے میں خاموشی اختیار کرنے والے اور طعن کرنے والوں سے چھوٹا گروہ نہ تھے۔ اور اس کے علاوہ یہ کہ متقدمین کے اقرار کے بعد متاخرین کا انکار معتبر نہیں، اور نہ ہی عیب لگانے والے کے عیب کی کوئی توجیہ ہے، اس لیے کہ موجود وہ دیکھتا ہے جو غائب نہیں دیکھتا۔

تو اگر اللہ ان کی آنکھوں کو منور کرتا، اور ان کے دلوں اور ان کے ارادوں کو مطہر کرتا، اور ان کی اصلاح اور خیر کا ارادہ فرماتا تو انھیں خود اپنے نفسوں کی اصلاح میں مشغول کرتا نہ

Marfat.com

کہ دوسروں کے۔ اس لیے کہ جس نے اپنے نفس کو پہچانا [1] ...... اُس نے جان لیا کہ نفس عیوب کا منبع ہے اور خوشیوں کے طلوع کا مقام ہے، تو جو خیر بھی پائی جاتی ہے وہ محدث ہے مستفاد ہے نفس کے اصلاح سے اعراض اور فساد کی طرف میلان کے باعث، اس لیے کہ نفس کو ظالم و جاہل پیدا کیا گیا ہے، اور ہر لایعنی کی طرف مائل، تو جب انسان اس خسارہ میں ہو، اور وہ اپنے شر کو اپنی خیر سے نہ پہچانتا ہو، تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس کی اصلاح میں مشغول ہو نہ کہ دوسروں کی۔ اور کہنے والے [2] کی خوبی اللہ ہی کو ہے:

☆ اے دوسروں کو تعلیم دینے والے شخص، کیا تعلیم تمہارے لیے نہیں۔

☆ اپنے نفس سے ابتداء کرو اور اُسے اس کی سرکشی سے روکو، اگر وہ اس سے رک گیا تو تم دانا ہو۔

☆ تم کمزور و لاغر بیمار کے لیے دوا تجویز کرتے ہو، وہ اس سے کیونکر صحیح ہوگا جبکہ تم ہی بیمار ہو۔

☆ ایسی خصلت سے مت روکو جس کو تم خود کرتے ہو، جب تم کرو گے تو تم پر بڑی ندامت ہوگی۔

☆ تو عذر پیش کیے جائیں گے اگر تم نے نصیحت کی اور پیروی تم سے دیکھے ہوئے کی ہوگی اور سکھانا قبول کیا جائے گا۔

یہ تمام اشعار مولف عفا اللہ عنہ کے ہیں جو اُس نے بعض دوستوں کے لیے لکھے:

☆ جب تو یہ چاہے کہ موت سے محفوظ زندگی گزارے تو کوشش کرو کہ اپنے نفس کو ستھرا کر سکو۔

☆ پس نفس کے علاوہ اور کوئی رکاوٹ نہیں جو بندے کو روکے، پس اس کی تربیت کرو اور

۱۔ مخطوطہ میں نامکمل ہے۔

۲۔ ان اشعار کو کہنے والے ابو الاسود دؤلی ہیں، وہ اچھے شاعر، فقیہ اور بہادر شاہسوار تھے، جنگ صفین میں

اپنے کل کی مانند ابھی زندہ ہو جاؤ۔

☆ تو اگر اس نفس نے تربیت پالی تو خوشخبری ہے اور اگر یہ انکار کر دے تو تمھارے لیے اُس سے سوائے ذرائعِ احساس کے کچھ نہیں۔

☆ یہ درجہ کے لحاظ سے ملکیت کا سب سے ادنیٰ عالم ہے، پس تم ایسے گھر پر راضی نہ ہونا جو تمھاری قید کا گھر بن جائے۔

اسی لیے قرآن میں جس میں نہ کوئی شک ہے اور نہ شبہ، انسان کا ذکر صرف نقص وعیب کے ساتھ آیا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان:

''إن الإنسان خلق هلوعا''[1] بیشک آدمی بڑا بے صبرا حریص بنایا گیا ہے۔

''إن الإنسان لربه لكنود''[2] بیشک آدمی اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔

''إن الإنسان ليطغى''[3] بیشک آدمی سرکشی کرتا ہے۔

''إن الإنسان لفي خسر''[4] بیشک آدمی ضرور نقصان میں ہے۔

''وإذا أنعمنا على الإنسان أعرض ونأى بجانبه''[5] ور جب ہم آدمی پر احسان کرتے ہیں منہ پھیر لیتا ہے اور اپنی طرف دور ہٹ جاتا ہے۔

''وكان الإنسان عجولا''[6] ور آدمی بڑا جلد باز ہے۔

''وكان الإنسان أكثر شيء جدلاً''[7] ور آدمی ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے۔

''يريد الإنسان ليفجر أمامه''[8] آدمی چاہتا ہے کہ اس کی نگاہ کے سامنے بدی کرے۔

۱۔ سورۃ المعارج ۷۰ : ۱۹ ۲۔ سورۃ العادیات ۱۰۰ : ۶
۳۔ سورۃ العلق ۹۶ : ۶ ۴۔ سورۃ العصر ۱۰۳ : ۲
۵ سورۃ الإسراء ۱۷ : ۸۳ ۶۔ سورۃ الإسراء ۱۷ : ۱۱
۷۔ سورۃ الکہف ۱۸ : ۵۴ ۸۔ سورۃ القیامۃ ۷۵ : ۵

جب انسان کے وصف اس کے خالق کی شہادت کے ساتھ یہ ہیں تو بہتر ہے کہ وہ اپنی طبع کو ستھرا کرنے میں اور اپنی خواہشات کو چھوڑنے میں مصروف ہو۔

☆ اپنے اخلاق میں کمی کو نفس کی ریاضت سے پورا کیا جاتا ہے اور تربیت کی جاتی ہے۔

☆ پس نقص تو طبیعت کی اصل میں چھپا ہے، جیسے چقماق میں آگ کہ اس کا انکار نہیں کیا جاتا۔

☆ پس انسان کی خوش بختی اگر اس کے لیے سبقت کرے تو وہ انسان کو قابلِ ستائش امر میں مشغول پاتی ہے۔

☆ اور جب کسی شخص کی بدبختی قدم بڑھاتی ہے تو وہ اُسے کسی فسادی امر میں مشغول پاتی ہے۔

☆ پس انسان کے شواہد اس کے احوال میں ہیں، اور اس کا انجام بصیرت والوں کے لیے شاہد۔

☆ ......[1] رائی کی مقدار، یہ قول صحیح ہے پس دلیل مرشد کو تھامنے والے بن جاؤ۔

ان اشعار میں سے دو اشعار مؤلف عفا اللہ عنہ کے نہیں ہیں، باقی اسی کے ہیں اور وہ دو پہلا اور دوسرا ہیں۔

تو جس نے اپنے نفس اور اس کے نفسی نقائص سے اختلاط کو پہچان لیا، وہ عیوبِ خلق سے نفس کی اصلاح میں مشغول ہو گیا، اور جس نے اپنے نفس میں کوئی نقص و عیب نہ پایا وہ ظن و شک کی صورت میں لوگوں کے عیب میں پڑ گیا، اور کمال انسانیت سے جدا ہو گیا، اور وہ شیطانی گروہ کے گھاٹے سے مل گیا، تو اس کے علاج کی کوئی راہ نہیں کیونکہ وہ اپنی بیماری کا خود خواہاں ہے۔ اور مؤلف عفا اللہ عنہ کے اشعار ہیں:

☆ جب بیمار اپنی بیماری کو محبوب رکھے گا حکیم اپنی حکمت کو اس پر ضائع کرے گا۔

۱۔ مخطوطہ کی نامکمل عبارت۔

☆ پس ایسے شخص کی ارشاد و رہنمائی میں زیادہ مشقت نہ کی جائے جس کو اس کے رب نے اس کی ہدایت سکھائی ہے۔

تصوف ابنِ عربی رحمۃ اللہ کی نظر میں

شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "التدبیرات الإلهية فی إصلاح المملكة الإنسانية" میں کیا خوب ذکر کیا ہے اور یہ اس کا ترجمہ ہے:

تصوف اللہ تجھے چاہے، اس کا امر اور شان عجیب ہے، اور اس کا سِر لطیف ہے، یہ کثیف کو عطا نہیں ہوتا، بلکہ عنایت و تصریف قولِ حق اور قدمِ صدق رکھنے والے کو۔ اس کے کچھ امور اور اسرار ہیں، جن کو اقرار و انکار نے ڈھانپ رکھا ہے۔ ہم نے اس مقدمہ کو مطلقاً صرف علم تصوف کو بغیر کسی قید کے سہل و آسان کرنے کے لیے پیش کیا ہے، تو بیشک اس کا انکار شدید ہے اور شیطان اس کی مخالفت کرنے والے کا مرید ہے

تو جان لو، اللہ تمھارا شرحِ صدر کرے اور تمھارے سِر کو منور کرے کہ اس طریق کی بنا تسلیم و تصدیق پر ہے۔ یہاں تک کہ اس راہ کے رہبروں اور راہنماؤں میں سے کسی نے کہا: انسان حقیقت کے درجات تک نہیں پہنچتا، جب تک کہ ایک ہزار صدیق اس کے بارے میں گواہی نہ دے دیں کہ یہ زندیق ہے۔ امام زین العابدین کا قول ملاحظہ کریں:

☆ اے میرے رب کتنے ہی جوہر علم ہیں کہ اگر میں انھیں ظاہر کر دوں تو میرے بارے میں یہ کہا جائے گا کہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جو بتوں کی پرستش کرتے ہیں۔

☆ اور مسلمان میرے خون کو حلال قرار دیتے، اور اپنے کیے ہوئے بدترین عمل کو بھی اچھا سمجھتے۔

تو اس نفیس علم کے انکار کے لیے ایسے لوگ شرط ہیں جنھیں وہ مسلمانوں کا نام دیتا ہے، اور وہ گمان و اندازہ کے سہارے کھڑے ہیں۔ اس لیے وہ اس راہ کا انکار کیسے نہ کریں؟ کیا تحقیق کے ظہور پر باطل کا کوئی اثر باقی رہتا ہے؟ تو جو اس مقام کے سوا کی بات کرتا ہے وہ

Marfat.com

بے بنیاد امور کی بات کرتا ہے۔ کیا تم نے سید الطائفہ ابو القاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو ملاحظہ نہیں کیا؟:

''بیشک محدث کو جب قدیم کے ساتھ ملا دیا جائے تو اس کا کوئی اثر نہیں رہتا۔ اور کس قدر بعد ہے اس کے درمیان جو اپنے نفس اور درس سے بولے اور اس کے درمیان جو اپنے رب اور کشف سے بولے، ''وما ینطق عن الھویٰ'' اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ پس خارج سے طلبِ دلیل سے بچو، تم مدارج اور معارج کے محتاج ہو، پس اُسے اپنی ذات سے اپنی ذات کے لیے مانگو، تو حق کو اپنی ذات میں پاؤ گے۔ کیا تم آگاہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت جب مؤکد ہوگی اور عقلاء کے نفوس میں یہ بات ٹھہر گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے بولتے ہیں نہ کہ اپنے نفس کی خواہش کے سبب، تو وہ اتباع و تسلیم کی غلامی میں کس قدر داخل ہو گئے اور وظائف عبدیت و فرضیت ان پر کس قدر غالب آگئے۔ انھوں نے نہ تو آپ سے دلیل پوچھی اور نہ علت۔ بیشک صحابہ رضی اللہ عنہم آپ سے کچھ چیزوں کے بارے میں پوچھا کرتے تھے، تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں انھیں اس سے منع فرما دیا گیا: اے ایمان والو ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمھیں بری لگیں۔''

اور اے ہدایت کے طالب بھائی! اگر اس راہ میں تمھیں دشمن کی طرف سے یا دوست کی طرف سے کوئی روکنے والا روکے اور تم سے کہے کہ ان سے اس امر و شان پر برہان طلب کرو یعنی علماء طریقت اور رؤساء حقیقت سے، ان معارف الٰھی اور اسرار ربانی کے بارے میں، جن کے بارے میں وہ کلام کرتے ہیں تو اُس سے اپنا پہلو پھیر لو، اور اُس سے جواب و گفتگو کے طور پر کہو اور اسی پر اتفاق و اجماع سے ثابت رہو، حلاوتِ شہد اور لذتِ جماع پر کیا دلیل ہے؟ اور ان اشیاء کی ماہیت کے بارے میں مجھے خبر دو۔ پس لازماً وہ تم سے یہ کہے گا: یہ ایسا علم ہے جو صرف ذوق سے ملتا ہے، پس نہ تو یہ کسی حد میں داخل ہوتا ہے اور نہ ہی اس پر

کوئی دلیل قائم ہوتی ہے۔ پھر اس سے دوسری مثال ذکر کرو اور اس سے کہو: اگر تمھارا کوئی گھر ہو، تم اُسے اپنے ہاتھ سے تعمیر کرتے ہو، اور تمھارے علاوہ کوئی دوسرا اس پر مطلع نہیں، پھر اس کا ذکر پھیل جائے اور لوگوں کے کانوں تک اس کی خبر پہنچ جائے۔ پھر تم نے اپنے خواص میں سے کسی کو منتخب کیا اور اس کو گھر میں داخل کیا لوگوں کے سامنے، تو اُس گھر میں جو کچھ ہے اس کا اس نے مشاہدہ کیا، اور باہر نکل کر وہ لوگوں سے اپنے مشاہدہ کے بارے میں گفتگو کرنے لگا، تو کیا کسی شخص کے لیے یہ صحیح اور جائز ہوگا کہ وہ اس سے کہے: اس پر کیا دلیل ہے جو تم ذکر کر رہے ہو؟ اور اگر کسی نے ایسا کہا تو لوگ اُسے احمق جانیں گے اور بیوقوف۔ تو جس نے اس کے بارے میں حسن ظن رکھا تو اُس نے اس کی اس کے قول میں تصدیق کی۔ اور جس نے ایسا نہ کیا اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اس کا انکار کر دے۔ بلکہ جب وہ اس کی حقیقت سے آگاہی چاہے تو گھر کے مالک سے عرض کرے تا کہ وہ اس کو اسی میں لے جائے اور پھر وہ مشاہدہ کرے جو اُس نے کیا تھا۔

اے بھائی! اسی طرح سے یہ بلند مرتبہ علم ایک کشادہ گھر ہے اور یہ پرہیزگاری و تقویٰ کا نتیجہ ہے، تو جب ہم کسی ایسے شخص کو دیکھیں جو اللہ سے ڈرتا اور اس کی حدود میں رہتا ہے، اور وہ صفت حمیدہ سے بھی متصف ہے پھر اُس نے اس کے بعد کسی ایسے علم کی بات کی کہ ہماری عقلیں اس پر قادر نہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے صرف اسی کو عطا کیا ہے، تو ہم پر تسلیم و تصدیق، عدمِ انکار اور عدمِ اعتراض واجب ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اپنے علوم میں سے جس سے مرضی خاص کر دیتا ہے۔ ''یؤتی الحکمة من یشاء'' وہ جسے چاہے حکمت دیتا ہے۔

ہمیں یہ بات نہیں پہنچی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہو کہ اس کا کیا سبب ہے کہ صبح دو رکعت ہے اور ظہر، عصر چار، اور مغرب تین اور عشاء چار ہیں؟ لیکن جب ان کی عصمت مؤکد ہوگئی اور ان کا صدق واضح ہوگیا تو وہ ان کے اوامر کے

Marfat.com

متبع ہو گئے۔ پھر جب تمھیں ہم دلیل و علت طلب کرتا دیکھتے ہیں اُن سے جو آپ کے وارث ہیں اور تقویٰ کا التزام کرتے ہیں جو ان کے علم کی صحت پر ایسے ہی دلالت کرتا ہے جیسے نبوت پر معجزہ، ہم یہ جانتے ہیں کہ صفت صدق تم میں جاگزیں نہیں ہوئی۔ تو جب تمھارا یہ حال ہے تو اپنے احوال کو ان کے سپرد کر دو، اور ان کے اقوال میں شک نہ کرو، اور کہو اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما، قریب ہے کہ اللہ تمھارے لیے اپنے یہاں سے کوئی دروازہ کھول دے۔

کلامِ غیب پر ان کا انکار مت کر، باوجود اس کے کہ تو اُس مثالِ محسوس پر ایمان رکھتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے قائم کیا ہے، اور وہ یہ کہ شیشہ کو جب پالش کیا جائے اور اس کا زنگ جاتا رہے، تو کیا اس کی طرف دیکھنے والے کی صورت، خواہ اچھی ہو یا بری، اس میں ظاہر نہیں ہوتی؟ تو اگر کوئی شخص اس کے پیچھے آ گیا تو اس کی صورت بھی آئینہ میں ظاہر ہو گئی۔ اب اس نے اور اس کے ساتھ حاضرین نے بھی آئینہ کی طرف نظر کی تو اس نے کہا: میرے پیچھے کوئی انسان ہے یا اس صورت کی کوئی چیز، یہاں تک کہ جو وہ دیکھ رہا تھا وہ پوری طرح عیاں ہو گیا، اور حالانکہ اُس نے اس کو بعینہٖ رؤیتِ معہود (معروف) سے نہیں دیکھا اور تصدیق اس کی واجب ہے، کیونکہ وہ محسوس ہے اور معقول محسوس کی نظیر ہے۔ یونہی انسان جب اپنے دل کے آئینہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور وہ اسے ریاضات و مجاہدات سے جلا دیتا ہے، تو اس میں معقولات و مکاشفات کے غیب خوب ظاہر ہوتے ہیں، تو پھر وہ جو مشاہدہ کرتا ہے وہ بولتا ہے، جو دیکھتا ہے وہ بیان کرتا ہے۔

تو اے کاش مجھے علم ہوتا کہ کیا اس علم پر طالبِ دلیل کے علم نے کتاب و سنت کے تمام معانی کا احاطہ کر لیا ہے؟ تاکہ اُس سے یہ کہا جا سکے کہ دلیلِ عقل کی حالت میں یہ تو فلاں سے ہے۔ وہ عاقل جسے عقلِ تکلیف حاصل ہوئی اور وہ واجب، جائز اور مستحیل وغیرہ احکام سے آگاہ ہو، اس کی آخری منزل یہ ہے کہ وہ اس صوفی کے کلام کو جائز کی مد میں رکھے کیونکہ

Marfat.com

انھوں نے کوئی ایسی چیز پیش نہیں کی جو شریعت کے ارکان میں سے کسی رُکن کو ڈھائے، اور نہ ہی ارکانِ توحید سے، اور نہ ہی مقتضائے عقل میں سے کسی کو۔ پس منکر نے صرف اپنے نفس کو محروم کیا ہے، یوں کہ اُس نے خود سے کوئی صورت بنائی اور پھر اُس سے متصف ہوا۔ اور یہ ایسا انکار ہے کہ اس سے اٹھ کھڑا ہونے والا اسی پر رجوع کرتا ہے اور صوفی اس سے پاک و منزہ ہو جو اس کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

اور ہم رسالہ کو اس حکایت پر ختم کرتے ہیں یہ کہ عارفین کی آنکھوں کی ٹھنڈک، عاشقین کے دلوں کا میوہ، اس شان کے رئیس، شیخ قضیب البان الموصلی رحمۃ اللہ علیہ [1] .... [2] تو وہ موصل آ گئے تو ان کے اصحاب نے "قضیب البان" رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا اور ان پر اعتراض کیا، قاضی کمال الدین نے بھی ان سے اتفاق کیا، تو اس اثناء میں جب وہ اس میں مشغول تھے اور اُن کے بارے میں بحث کر رہے تھے تو اچانک قضیب البان رحمۃ اللہ علیہ ان کے پاس تشریف لے آئے، تو وہ سب حیران رہ گئے، جو کچھ ان کے ہاتوں میں تھا وہ گر گیا۔ تو وہ قاضی کمال الدین کی طرف متوجہ ہوئے، اور ان سے کہا: اے ابن یونس کیا تو وہ تمام جانتا ہے جو اللہ تعالیٰ جانتا ہے؟

انھوں نے کہا: نہیں۔

انھوں نے کہا: تو اگر میں اُس علم سے ہوں جسے تو نہیں جانتا؟

تو قاضی کمال الدین سکتہ میں آ گئے اور انھوں نے نہ جانا جو کہہ رہے تھے، تو وہ قضیب البان رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گر پڑے اور انھیں بوسہ دینے لگے اور رونے لگے اور کہنے لگے: مجھے معاف کر دیں، تو انھوں نے ان کو معاف کر دیا۔

رشک ہے اُس بندہ پر جو اجتہاد کی طرف آئے اور آخرت کے دن کے لیے زادِ راہ کی

۱۔ قضیب البان یعنی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ (۱۰۴۱-۱۱۲۰ھ) حنفی فقیہ تھے، ادب، شعر اور خوش نویسی غالب صفات تھیں، حلب میں پیدا ہوئے وہیں وفات پائی۔ دیار بکر کے قاضی رہے۔ "حل العقال" اور فقہ میں "نظم الاشباہ" لکھیں۔

۲۔ مخطوطہ میں عبارت نامکمل ہے۔

Marfat.com

تیاری کرے اور اپنے عیب کے باعث لوگوں سے غافل ہو، تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں شامل ہے ''وہ زہین وباادب لوگ ہیں''۔

اور حمد اللہ کے لیے ہے اور اس کے اُن بندوں پر سلام جنھیں اُس نے برگزیدہ کیا اور ان کی اولاد پر جو اہلِ صدق وصفا ہیں۔

''الدر الثمین فی محاسن الشیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ'' یہ شیخ کی تالیف ہے جو شیخ، کامل، مکمل، عالم، فاضل، مفضل، افضل، قدوۃ المحققین، سراج العابدین والزاہدین، شیخ شیوخ العارفین المحققین، قرۃ عین الصالحین، مفتاحِ معالمِ البدایہ، شرحِ صدورِ سر الهدایہ، کشاف المعضلات، حلال رموز المعانی المشکلات، شیخ مرشد، ابوالحسن ابراہیم بن عبداللہ بن ابراہیم بن یوسف قاری بغدادی ہیں۔ اللہ ان کی قبر کو منور کرے اور ان کی فتوح پر رحمت برسائے۔ (آمین)

وصلاته وسلامه على رسوله سيدنا محمد و آله النبى الأمى وعلى آله وصحبه وسلم ورضى الله عن الصحابة أجمعين

❀❀❀

Marfat.com

الدرّ الثمین

فی

مَناقِبِ الشیخ محییِ الدین

Marfat.com

الدُرُ الثَمِین فِی مناقِبِ الشَیخ محیُ الدِین

مناقِب ابنِ عربی

تالیف

الشیخ المرشد ابراهیم بن عبد الله القاری البغدادی

تحقیق

الدکتور صلاح الدین المنجد

کتاب محل
دربار مارکیٹ لاهور
0321-8836932

تمهيد

ابن عربي فيلسوف متصوف ، أندلسي – دمشقي ، كان من أكبر الوجوه الفلسفية الصوفية في الاسلام . أوتي من جودة العقل ، وتألّق الفهم ، وإبداع الخيال ، وغزارة العاطفة ، وسعة العلم ، وتعدّد الآفاق ، والقدرة على الاستنباط والمقايسة والاستشهاد ، ما ساعده على أن يفلسف التصوّف فيؤسّس مذهباً خاصاً كان له تأثير كبير ، ويقيم مدرسة ذات أتباع مختلفين ، ويخرج مئات من المؤلّفات قصّر عنها الكثيرون من الصوفية الفلاسفة ممن سبقه أو أتى بعده . انتهى به علمه إلى تقرير وحدة الوجود وإخراجها في مذهب فلسفي استمدّه من القرآن والحديث وعلم الكلام ، ومن مصادر فلسفية متنوّعة كالافلاطونية الحديثة والرواقية وغيرهما ، ومن آراء مَنْ سبقه من المتصوّفة وبعض الفِرَق الاسلاميّة ، الظاهرية والباطنية ، ثمّ طبعه بطـابعه الخاصّ .

اشتمل كتابه « فصوص الحكم » الذي ألّفه بدمشق ، على جِـماع مذهبه . وعرض فيه ، وفي سائر تصانيفه ، آراءه بلغة صوفيّة خاصّة فيها الكثير من الرّمز والتشبيه والاشارة والمجاز . وقد كان يكتب ما يُلْهَمُهُ أو يتَنَزّلُ عليه فيأتي ، أحياناً ، غامضاً . فكان لا بدّ لمن يقرأ مؤلّفاته أن يكون على علم أوّلاً بلغته الاصطلاحية وألفاظه ، وأن يكون متذوّقاً التصوّف ومعانيه . فالعلم والتذوق لا بدّ لهما لمن يودّ فهم أيّ صوفيّ . وكأن ابن عربي أدرك ذلك فألّف رسالة خاصة في اصطلاحات القوم ، كما أشار إلى هذا المع·

Marfat.com

في مواطن شتّى من تواليفه. وإذ كان كثير من الذين يقرأون كتب التصوّف لا يعرفون لغة التصوّف، ويفسّرون ألفاظه بالمعاني الشائعة عند عامة الناس فيصطدمون بظاهر الشرع، أو كانوا لا يتذوّقون ما يقرأون لأنهم لم يمرّوا بالتجارب الصوفيّة التي يمرّ بها المتصوّفة في الرياضات والمجاهدات، فقد نتج عن ذلك اتّهام المتصوّفة بالغموض والشطح والكفر والزندقة.

وهذا كان حال ابن عربي، تصدى له كثيرون، وخاصّة بعد وفاته، من الفقهاء، فطعنوا عليه واتّهموه بالزندقة، وذهبوا إلى تحريم قراءة كتبه كلها دون استثناء. ذلك لأنّهم فسّروا بعض ما جاء في تصانيفه بالمعاني المتداولة، ولم يرجعوا إلى معاني التصوف الاصطلاحية. فأخذوا بالظاهر ولم يُعنوا بما وراءه من الباطن، ثمّ أعوزهم التنوق لأنهم لم يمارسوا الرياضات ويدخلوا في المجاهدات التي لا بدّ منها لعرفان مرامي المتصوّفة. طعنوا عليه لأنهم جهلوه ولم يفهموه، وكانوا غرباء عن فنّ لم يسلكوا طرقه ولم يعرفوه.

لكنّ هذا الطعن على ابن عربي من الفقهاء أثار الحمية في نفوس علماء آخرين: بعضهم من المتصوّفة، وبعضهم من الفقهاء الذين عرفوا أسرار التصوّف واصطلاحاته، أو سلّموا لأهله بما قالوا. فهبّوا ينافحون عن ابن عربي، يظهرون مناقبه ومحاسنه، ويردّون على الفريق الأول الذي جهل فعادى، والمرء عدو ما جهل.

وهكذا نشأت المعركة بين الفريقين. وكانت معركة عنيفة قويّة توارثها الأتباع عدّة قرون، وما زلنا نشهدها في عصرنا. فالفقهاء بجمودهم وضيق تفكيرهم، لا يجدون شيئاً أقلّ من الزندقة والكفر يتّهمون به هذا الفيلسوف، وأتباع الفيلسوف يردّون عليهم بأنهم جهلة ضالون لم يفتح الله عليهم أبواب الفهم والعلم.

فممن طعن عليه وذهب إلى تكفيره: الواسطي، والبدر ابن جماعة،

والزين العراقي ، وابن تيمية ، وأبو حيّان الاندلسي ، وابن خلدون ، والبقاعي وغيرهم . وهم ليسوا من أهل الطريق . وممن أشاد به ودافع عنه القاضي الزملكاني ، والفيروزآبادي ، والقاري البغدادي ، والعز بن عبد السلام في آخر حياته ، والسيوطي ، والشعراني ، وعلي بن ميمون وغيرهم .

وقد كان من نتاج هذه المعركة رسائل ومؤلّفات كثيرة أُلّفت في الدفاع عن ابن عربي أو الردّ والطعن عليه .

• • •

من أوائل الذين ألّفوا في مناقب ابن عربي والدفاع عنه مؤلّف رسالتنا هذه أبو الحسن علي بن ابراهيم بن عبد الله بن ابراهيم بن يوسف القاري البغدادي . من متصوّفة القرن الثامن . لم نعثر له على ترجمة ، في الكتب التي بين أيدينا . على أن خاتمة الرسالة تشتمل على ألقاب كثيرة لقب بها ، نستدلّ منها أنّه كان من كبار المتصوّفة وكان شيخاً مرشداً . وتمدّنا الرسالة نفسها بنور ضئيل عن حياته ، فهو ينعت الفيروزآبادي بقوله « شيخنا » ويذكر أنّه سمع منه في دهلي المحروسة سنة أربع وثمانين وسبع مئة[1] . وكان الفيروزآبادي طاف في البلاد ودخل الروم والهند واليمن ودمشق ومات بزبيد[2] . وهذه الاشارة تدلّنا على أمرين . الأول أن القارىء كان في القرن الثامن ، والثاني أنّه زار الهند .

ويذكر القارىء أنّه أرسل برسالته هذه إلى « الصنو العزيز الشيخ أحمد ابن الرّدّاد الصوفي اليمني » وقد ترجم لابن الرداد هذا عدّة مؤلّفين[3] .

---

١ انظر صفحة ٢٠ من النص .

٢ الضوء اللامع ١٠ ٧٩ – ٨٢ .

٣ الضوء اللامع ١ ٢٦٠ – ابن حجر ، أبناء الغمر (مخطوطة دار الكتب) سنة ٨٢١ – الشرجي ، طبقات الخواص أهل الصدق والإخلاص ، ص ٣٠ (القاهرة ١٣٢١) .

Marfat.com

وكان « عارفاً عالماً انتهت إليه رياسة الصوفية باليمن » ، ولد سنة ٧٤٨ وطال عمره حتّى توفي سنة ٨٢١ هـ .[١] وقول القارىء عن الرداد انّه « الصنو » يدلّ على أنّهما أقران من طبقة واحدة . ولا ندري في أي سنة أرسلت الرسالة إليـــه .

وقد عقد رسالته هذه حول مناقب ابن عربي . فجعلها بابين يدور الأول حول أحواله ، أبان فيه طرفاً من سيرة ابن عربي ، وحياته . أما الثاني فذكر فيه موقف العلماء منه ، فصنفهم ثلاث فرق : الأولى مؤيّدوه ، والثانية الذين توقّفوا فيه فلم يثنوا ولم يطعنوا ، والثالثة الذين طعنوا عليه وكفّروه . وقـد حاول القارىء أن يردّ بحرارة على هذه الفرقة الثالثة ، ويبيّن مزاعمها ، وتعميمها الخاطىء في منع قراءة كتب ابن عربي . كما أنّه عجب أن تتوقف الفرقة الثانية فيه ولامها .

وقد ساق أقوال هذه الفرق الثلاث دعماً لدفاعه عن الشيخ محيي الدين . فأجمل ما للشيخ وما عليه .

وتفيدنا هذه الرسالة أموراً شتّى .

فهي أولاً معرض لآراء الفريقين في ابن عربي . تعكس الأثر الذي تركته أقوال هذا الفيلسوف في الحياة الفكرية عند الفقهاء والمتصوفة للأجيال التي أتت بعـــده .

وهي تمدّنا ثانياً بنصّ جديد عن تآليف ابن عربي ، يصحّح النصّين اللذين نشرهما كوركيس عوّاد وأبو العلاء العفيفي .

وهي ثالثاً وثيقة جديدة تضم إلى المصادر التي تفيد في دراسة هذا الرجل الكبير .

وهي تحدثنا رابعاً عن المنازعات التي حدثت في اليمن بسبب ابن عربي ،

---

١ الشرجي ، طبقات الخواص ، ص ٣٠ وما بعدها .

Marfat.com

بين الفيروزآبادي وابن الخياط ، مما أشارت اليه بعض المصادر .

• • •

لم نشأ هنا أن نتوسع في الكلام على ابن عربي . فهذه المقدمة أضيق من أن تستوعب حياته وفلسفته ومذهبه . لذلك اكتفينا بأن نحيل القارىء الذي يريد الدراسة إلى المصادر الهامة التالية ؛ ولم نستقص فيها بل عمدنا إلى الانتقاء .

١ – من تصانيف ابن عربي

١ – الفتوحات المكية (بولاق ١٢٩٣)

٢ – فصوص الحكم (نشرة أبي العلاء عفيفي ، القاهرة ١٩٤٦)

٣ – رسالة القدس (مخطوطة الاسكوريال)

٤ – رسائل ابن عربي (حيلر آباد ١٩٤٨)

٥ – إجازة ابن عربي للملك المظفر (نشرة عبد الرحمن بدوي)

٦ – فهرست كتب ابن عربي (مخطوطة الآصفية بحيدر آباد ، ونشرتا كوركيس عواد ، وأبي العلاء عفيفي)

٧ – ٨ترجمان الأشواق (نشرة نيكلسون ، لندن ١٩١١) وشرحه ذخائر الأعلاق (بيروت ١٣١٢)

٢ – من مصادر القرن السابع الذي عاش فيه

١ – ابن الدبيثي (–٦٣٧) ذيل تاريخ بغداد (مخطوط ، نقل عنه في رسالتنا . وانظر مختصر الذهبي) .

٢ – ابن النجّار (–٦٤٣) ذيل تاريخ بغداد (مخطوط ، نقل عنه في رسالتنا) .

٣ – سبط ابن الجوزي (– ٦٥٤) مرآة الزمان ٨ : ٧٣٦ (حيدر آباد) .

٤ – ابن الأبّار (–٦٥٨) تكملة الصلة ١ : ٣٥٦ (مدريد) .

Marfat.com

٥ – أبو شامة (– ٦٦٥) ذيل الروضتين ص ١٧٠ (القاهرة) .

٦ – النووي (– ٦٧٦) بستان العارفين (نقل عنه شذرات الذهب) .

٧ – القزويني (– ٦٨٢) آثار البلاد . ص ٣٣٤ (طبعة وستنفلد) .

٣ – من مصادر القرن الثامن وما بعده

٨ – الذهبي (– ٧٤٨) تاريخ الاسلام (مخطوط) .

٩ – » ميزان الاعتدال ٣ : ١٥٨ (القاهرة ١٣٥٠) .

١٠ – » المختصر المحتاج إليه من تاريخ بغداد لابن الدبيثي . ١ : ١٠٢ (بغداد) .

١١ – الصفدي (– ٧٦٤) الوافي بالوفيات (مخطوط) .

١٢ – ابن شاكر (– ٧٦٤) فوات الوفيات ٢ : ٣٠١ (بولاق) .

١٣ – اليافعي (– ٧٦٨) مرآة الجنان . (القاهرة) .

١٤ – ابن كثير (– ٧٧٤) البداية والنهاية . (القاهرة) .

١٥ – الخزرجي (– ٨١٢) العسجد المسبوك . (مخطوط) .

١٦ – ابن حجر (– ٨٥٢) لسان الميزان ٥ : ٣١١ – ٣١٥ (حيدر آباد) .

١٧ – ابن تغري بردي (– ٨٧٤) النجوم الزاهرة ٦ : ٣٢٩ . (القاهرة) .

١٨ – الشعراني (– ٩٧٣) الطبقات الكبرى ١ : ١٦٣ . (القاهرة) .

١٩ – » اليواقيت والجواهر ٦ : ١٤ . (القاهرة) .

٢٠ – المناوي (– ١٠٣١) الكواكب الدرّية في تراجم السادة الصوفيّة (مخطوط) .

٢١ – » طبقات الأولياء (مخطوط) .

٢٢ – ابن العماد (– ١٠٨٩) شذرات الذهب ٥ ١٩٠ – ٢٠٢ . (القاهرة) .

٢٣ – المقّري (– ١١٣٤) نفح الطيب (نشرة محيي الدين) .

Marfat.com

٢٤ — « أزهار الرياض . (مخطوط)

٢٥ — الخونساري (القرن الثاني عشر) روضات الجنات ٦٣٢ — ٦٣٧ (ايران)

٢٦ — العظم (— ١٩٢٧) عقود الجوهر ١٣ — ٣٩ (بيروت ١٣٢٦) .

٢٧ — طه عبد الباقي سرور . ابن عربي (القاهرة ١٩٥٥) .

٤ — رسائل في الدفاع عنه أو الطعن عليه

١ — الواسطي (— ٧١١) أشعة النصوص في هتك الفصوص (مخطوط) .

٢ — القاري البغدادي (القرن الثامن) الدر الثمين في مناقب محيي الدين. (رسالتنا هذه التي ننشرها) .

٣ — الفيروزآبادي (— ٨١١) رسالة باسم الملك الناصر في الردّ على الشيخ محيي الدين (مخطوط) .

٤ — التقي الفاسي (—٨٣٢) تحذير النبيه والغبي من الافتتان بابن عربي (مخطوط) .

٥ — الأهدل (— ٨٥٥) كشف الغطا عن حقائق التوحيد وعقائد الموحدين (مخطوط) .

٦ — البقاعي (— ٨٨٥) تنبيه الغبي إلى تكفير ابن عربي (طبع بالقاهرة) .

٧ — السيوطي (— ٩١١) تنبيه الغبي بتبرئة ابن عربي (مخطوط) .

٨ — ابن ميمون (— ٩١٧) تنبيه الغبي في تنزيه ابن عربي (مخطوط) .

٩ — « تنزيه الصديق عن صفات الزنديق (مخطوط) .

١٠ — الحلبي (— ٩٥٦) تسفيه الغبي في تنزيه ابن عربي (مخطوط) .

١١ — الشعراني (— ٩٧٣) القول المبين في الردّ عن محيي الدين (مخطوط) .

١٢ — القاري (— ١٠١٤) فرّ العون من مدّعي إيمان فرعون (مخطوط) .

١٣ — النابلسي (١١٤٣) الرّد المتين على منتقصي الشيخ محيي الدين (مخطوط) .

١٤ — النابلسي ، شرح جواهر النصوص في حلّ كلمات الفصوص (القاهرة ١٣٢٣)

Marfat.com

٥ – مصادر غربيّة

Asin Palacios, Mohidin. in Homenaje a Menendez y Pelayo. Madrid 1899 : II, 217-256

" " La Psicologia segun Mohidin Abenarabi Actes du XIV congres inter. des Orientalistes, Alger 1905. (vol 3, Paris 1907)

R. Nicholson, The Lives of Umar Ibnul Farid and Ibnul Arabi JRAS. 1906, P. 197

Asin Palacios. La Psicologia del extasis en dos grandes misticos musulmanes: Algazel y Mohidin Abenarabi en Cultura Espanola PP. 209-235. Madrid 1906

" " El Mistico murciano Abenarabi, in BRAH. Boletin de la Real Academia de la Histori

1. — Autobiografia cronologica. in vol LXXXVII, Madrid 1925 : pp. 96-173

2. — Noticias Autobiograficas de su " Risalat al Cods (Vol LXXXVII, PP. 512-611

3. — Caracteres generales de su sistema Vol LXXXVIII, 1926 PP. 582-637

4. — Su teologia y sistema del cosmos Vol XCII, 1928 PP. 654-751

" " El Islam cristianizado. Estudi del Sufismo a travers de las obras de Abenarabi de Murcia Madrid 1931

L'Islam christianisé – وترجمه الى الفرنسية باسم Padre Barea caractères de la spiritualité d'Ibn Arabi

De la Mystique d'Abenarabi, les états, les demeures et les charismes. Toulouse 1931

M. A. Ayni, La quintessence de la philosophie de Ibn i Arabi. Paris 1925 (Geuthner)

A. E, Afifi, The Mystical philosophy of Muhiy ed Din Ibn Arabi (Cambridge University Press, 1933)

A.Q. Husaini, Ibn al Arabi, the great Muslim mystic and thinker. La hore (Ashraf)

H. Corbin, L'imagination créatrice dans le Soufisme d'Ibn Arabi. Paris 1958 (Flammarion)

Brockelmann, GAL, S 1, 791

Marfat.com

وصف المخطوطة

اعتمدنا في نشر هذه الرسالة على نسخة مخطوطة في الهند ، محفوظة بمكتبة خدابخش بتنه ، (بانكبور) . برقم ٢٩٠٢ . كان معهد المخطوطات بجامعة الدول العربيّة صورها عام ١٩٥٢ . ومنه أخذنا صورتها .

وقد تبيّن لنا بعد البحث أنّ هذه المخطوطة وحيدة الآن ، ذكرها بروكلمن في تاريخه ولم يذكر سواها . ولم نعثر على ذكر نسخة أخرى في المراجع التي بين أيدينا .

وهي تقع في عشر ورقات ، كتبت بخطّ نسخي متأخّر ، من خطوط القرن التاسع . في الصفحة (٣١) سطراً، وفي السطر ما بين ١٥ ـ ١٧ كلمة . وليس عليها اسم الناسخ ولا تاريخ النسخ . وفي ثنايا سطورها بياض تركه الناسخ ، كما أن فيها كثيراً من أخطاء النسخ التي نتج عنها كثير من التحريف والتصحيف .

وليس في الرسالة المصورة بمعهد المخطوطات صفحة أولى . وتبدأ بما يلي :

« بسم الله الرحمن الرحيم وعليه نتوكّل ونستعين .

« الحمد لله العليم القدير الحكيم . . .

وتنتهي بما يلي :

« هذه الدر الثمين في محاسن الشيخ محيي الدين رضي الله عنه . تأليف الشيخ الكامل المكمل ، العالم الفاضل المفضل الأفضل ، قدوة المحققين .. .

Marfat.com

العابدين والزاهدين ، شيخ شيوخ العارفين المحققين ، قرة عين الصالحين ، مفتاح معالم البداية ، وشرح صدور سر الهداية ، كشاف المعضلات ، حلاّل رموز المعاني المشكلات ،الشيخ المرشد أبي الحسن علي بن ابراهيم بن عبد الله ابن ابراهيم بن يوسف القاري البغدادي ، نوّر الله < ضريحه >، ووالى من الرحمة فتوحــه . آمين . . . .

Marfat.com

نهج التحقيق

حققنا هذه الرسالة في حدود قواعدنا المعروفة . على أنه لا بد لنا من أن ننوه بأمرين :

الأول : أننا لاحظنا أن المؤلف قد استشهد بأقوال علماء كثيرين ، بعضها مطبوع وبعضها مخطوط . فلما قابلنا بعضها ببعض رأينا فروقاً وزيادات أو نقصاناً . فسمحنا لأنفسنا أن نذكر هذه الأقوال في الحواشي كما وجدناها في الكتب المخطوطة أو المطبوعة – خلافاً لمبدإنا في عدم تطويل الحواشي – وذلك حتى يستطيع القارىء أن يقارن الأقوال ، ويرى كيف تبدل وتحرف ، ويُزاد فيها ويُنقص منها ، حسب الهوى والمذهب . الأمر الذي يدعو المؤرخ والباحث إلى الأخذ بكثير من الشك والحذر عند دراسة نصوصنا القديمة .

الثاني : أننا صادفنا في الرسالة الكثير من أخطاء النحو ، ومن التصحيف والتحريف . وأغلب الظن أنها من الناسخ ، إذ لا يعقل أن يخطىء المؤلف في النحو وهو تلميذ الفيروزآبادي . لذلك صححنا ما اهتدينا إلى صوابه . ولم نشر أحايين كثيرة إليه ، لأننا لم نشأ أن نعدد في الحواشي أخطاء الناسخ . وما أشرنا إليه في الحواشي كان على سبيل المثال . أما الكلمات التي لم نهتد إلى صحيحها فأردفناها بإشارة الاستفهام . والشكر لمن يقومها إذا اهتدى إليها .

وكذلك اشتملت الرسالة على اشعار للقارئ وردت ركيكة ، وبعضها غير مستقيم الوزن . ولم نجدها في نص آخر لنقومها . فأثبتناها كما وجدناها ، بانتظار تصحيحها عند وجود نص آخر .

بيروت ١٩٥٩
سبتمبر

صلاح الدين المنجد

صورة رمزية للفيلسوف الكبير أبن عربي

Marfat.com

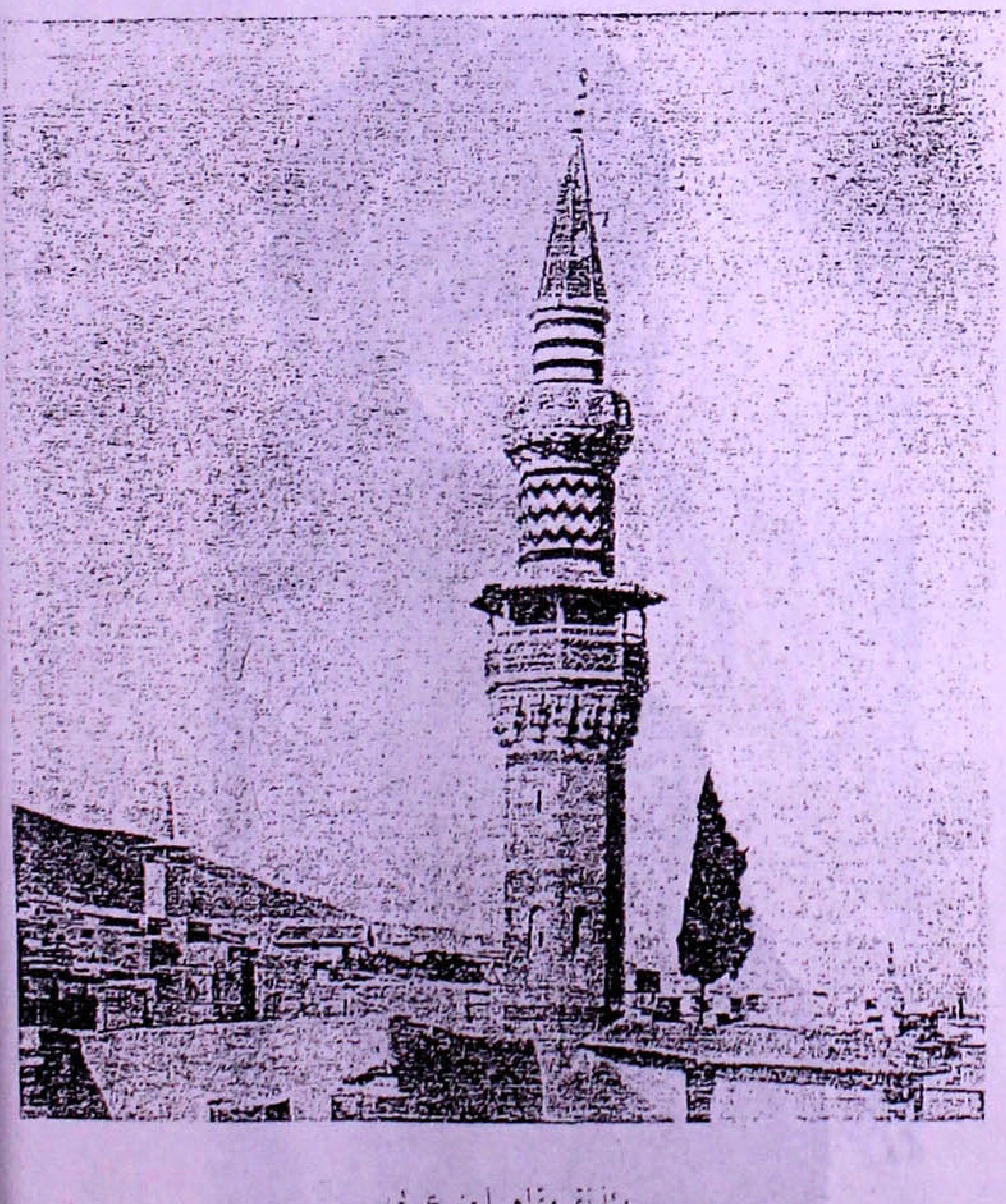

مئذنة مقام ابن عربي

بسفح قاسيون

بدمشق

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

وعليه نتوكل وبه نستعين

الحمدُ لله العليم الحكيم ، الخبيرِ ، المنزّهِ عن الشبيهِ والنّظير ، المقدّس عن التمثيل والتصوير ، ليس كمثله شيءٌ وهو السميع البصير .

أحمدُه على ما أولانا به من الخير الكثير والمنّ الغزير[1] ، وأشكرُه شكرَ معترفٍ بالتقصير عن القليل والنقير .

والصلاةُ على البشير النذير ، السراجِ المُنير ، الذي أقرّ بفضله كلّ نبيٍّ وسفير[2] ، وكان له في الخلق التقديمُ وفي البعث التأخير .

وَإنْ جاء بَعْدَ الأنبياءِ مؤخّراً ... لقد كان قَبْلَ الأنبياءِ مقدّما
فكانوا له الحُجّاب في موكب الهدى ... ولا غَرْوَ للحجّاب أنْ تتقدّما
أقامَ قناةَ الدينِ بعد اعوجاجها ... فمن بعده ما اعوجّ ما كان قوّما

---

١ ص « العزيز »

٢ ص « سفر »

Marfat.com

محمد وآله ، ما أدبر الليلُ البهيم ، وأسفر الصبحُ المنير .

وبعد : فهذه رسالةٌ سمّيتُها « الدرّ الثمين في مناقب الشيخ مُحيي الدين » وأرسلتُها إلى الصنوِ العزيز والحرزِ الحريز الشيخ شهاب الحق والدين أحمد بن الردّاد الصوفي اليمني ، لا زالت آياتُ فضله مسطورة ، وَرَايات علمه منشورة بالتمكين ، ما أسفر الصبح المبين ، أذكرُ فيها أحوالَه وَأقوالَه بإيجازٍ واختصارٍ دون إطنابٍ وإكثار . إذ أكثر سيرته العجيبة وآدابه الغريبة وما يسّر الله سبحانه وتعالى عليه من أسباب البرّ وغلّق عنه أبواب الشر مذكورٌ في مصنّفاته، مسطورٌ في مؤلّفاته، ومعظمها في الفتوحات المكيّة .

فأقولُ ،وَاللهُ المستعانُ ،وَمنه يُستمدّ العرفان: إن الذي يُحتاج إليه بابان :

الباب الأول : في أحواله .

الباب الثاني : في أقواله .

Marfat.com

الباب الاول

في أحواله

وهذا الباب قد اعتنى به جمٌّ غفير وجمعٌ كثير ، من فرسان أصحابه وأعيان أحبابه . أذكر منه اليسير ، معترفاً بالعجز والتقصير .

اعلم أيّدك الله بتوفيقه ، وأراك الحقّ بتحقيقه ، أنّ علماء التاريخ ذكروا أنّه الشيخُ الإمامُ ، قدوةُ الأنام ، عمدةُ الأحكام ، النورُ البسيط ، البحرُ المحيطُ ، ذو المواهب الإلهيّة ، والعطايا القدسيّة ، مُفتي الطريقين ، حجّةُ الفَريقَيْن ، سُلْطانُ العارفين ، برهانُ المحقّقين ، مُحْيي الملّة والدين ، أبُو عبد الله محمّد[1] بن عليّ بن محمد بن أحمد بن عليّ الحاتميّ الطّائيّ الأندلسيّ ، المشهورُ بابن العربي ، أفاض الله علينا من بركاتِ أسراره الطاهرة الزاهرة ، ما يبلغ بنا[2] صَلاح الأحوال وفلاح الأقوال في الدنيا والآخرة .

لم يكن بالطويلِ ولا بالقصير ، ليّن اللحم ، بطنُه بين الغلظة والرقّة ، أبيض ، مشرب بحمرة وصُفْرَة . معتدل الشعر طويله ، ليس بالسبط[3] ولا بالجعْد ، ولا بالقطط . أسيل الوجه ، أعيَن ، معتدل اللثة ، ليس في

---

١ ص « محمد بن محمد بن علي »

٢ ص « بها »

٣ ص « بالبسيط »

وركه ولا صلبه لحم ، خفيّ الصوتِ ، صافيه أغلظ منه ، وما ورق في اعتداله (؟) ، طويل البنان ، سبط الكفّ ، قليل الكلام والضحك إلاّ عند الحاجة ، ميَّلُ طباعه إلى الصفراء والسوداء ؛ في نظره قدع[1] ، ومشيه ليس بعجلان ولا بطيء . وقد أجمع علماءُ الفراسة على أنّ هذه الهيئة[2] أحسنُ الهيئات[3] وأعدل النشئات . ولم تصحّ هذه الهيئة[2] إلاّ لرسول الله صلى الله عليه وسلم وللشيخ مُحيي الدين رضي الله عنه .

وكان مَولدُه بِمُرْسِيَة[4] ، بلدة من بلاد الأندلس ، ليلة الاثنين سابع عشر رمضان المعظّم سنة ستين وخمس مئة . ونشأ بها ، ثم انتقل إلى إشْبيلية[5] ، وهي تَخْتُ بلادِ الأندلس ، سنة ثمانٍ وستين . فأقام بها إلى [سنة] ثمان وتسعين . ثم دخل إلى بلاد المشرق ، وطافَ جميعَها ، وحجّ وجاور بمكّة المشرّفة سنين[6] كثيرة . وصنّف بها كتبه كالفتوحات وغيرها كما سيأتي .

وكان من أبناءِ الملوكِ والأعيانِ ، ورؤساءِ ذلك الزمان . وكان أبوه وزير صاحب إشبيلية سلطان الغرب ، فدعاه بعض الملوك من أصحاب والده ودعا جماعة من أبناء الملوك . فلما حضر الشيخ مُحيي الدين رضي الله عنه وحضرتِ الجماعةُ وأخذوا حظّهم من الأكل دارت عليهم أقداحُ الراح . فوصل الدور إلى الشيخ مُحيي الدين رضي الله عنه وأخذ القدح بيده وأراد

---

١ ص « قرع » ولعلها كما اثبتنا . يقال قدعت عينه ضعفت من طول النظر .

٢ ص « الهيبة »

٣ ص « الهيبات »

٤ انظر عنها الروض المعطار ص ١٨٤ . واسمها الاسباني Murcia

٥ انظر الروض المعطار ص ١٨ . واسمها الاسباني Sevilla

٦ ص « سنياً » خطأ

شربه . فسمع قائلاً يقول : يا مُحمد ! ما لهذا خُلِقت ! فرمى بالقَدح وخرج مدهوشاً . فلما وصل إلى باب داره رأى بالباب راعي غنمِ الوزير قد وصل بالترابِ الذي عليه كلّ يوم ، فاستصحبه إلى ظاهر البلد وأخذ ثيابه فلبسها وأعطاه ثيابه ، وساح إلى أن وصل بعد ساعات إلى جبّانة . وكانت على نهر جار . فقصد الإقامة بالجبّانة ، فوجد في وسطها قبراً قد خسف به وانهدم ، وصارَ مثل المغارَة الصغيرة ، فدخله واشتغل بالذكر لا يخرج إلاّ وقتَ الصّلاة .

قال الشيخُ رضي الله عنه : فأقمتُ بتلك الجبّانة أربعة أيام . وخرجتُ بعدها بهذه العلوم كلّها .

ثمّ اجتمع بعد ذلك بعلماء [بلاد] الغرب[1] وصلحائها وأوليائها ،فأقرّ الكلُّ بجلالةِ[2] قدره ، وانقادوا لنهيه وأمره ، واعترفوا بعلوّ شأنه ،وارتفاع مكانه . ولو وقف الإنسانُ على ما جرَى بينه وبين علماءِ ذلك الزمان من المحاضراتِ والمجالساتِ والمكاتباتِ والمراسلاتِ لحار قلبُه وطار لبّه من أحواله العجيبة وأقواله الغريبَة . وكلّ ذلكَ مذكورٌ في مصنّفاته ، مسطورٌ في مؤلّفاته .

ثمّ توجّه إلى مكّة شرّفها الله تعالى ، وحجّ ، ودخل بلاد الروم ، وتزوّج بأمّ قطبِ الوقتِ الشيخِ صدر الدين محمد بن اسحاق القونوي رضي الله عنه ، وعلى يده تخرّج . ثم انتقل إلى دمشق بعدما جاور بمكة المشرّفة مدّة من الزمان ، وكان بها رئيسَ هذا الشان .

ثم أقامَ بدمشق مدّة حياته إلى حين وفاته ، مشتغلاً بالتصانيفِ العجيبة والتواليف الغريبة ، التي لم يُنْسَجْ على منوالها ولا سمحت قريحةٌ بمثالها ، ما يزيد على خمس مئة مصنّف . وسيأتي ذكرُ مصنّفاته في الباب الثاني .

---

١ ص « العرب » .

٢ ص « بجمالة » لعلها كما أثبتنا .

Marfat.com

وله توفي ليلة الجمعة الثانية والعشرين من ربيع الآخر سنة ثمان وثلاثين وست مئة كان لجنازته يومٌ مشهود ووقتٌ مسعود ، وشيّعه صاحبُ دمشق راجلاً مع جمهورِ الأمراء والوزراءِ والعلماءِ والفقراءِ ، ولم يبق بدمشق أحد إلاّ شيّعه . وغلقت أهلُ الأسواق دكاكينهم ثلاثة أيام تعزيةً له ، ودُفن بجبّانة مُحيي الدين بن الزكيّ بصالحيّة دمشق ، بسفح جبل قاسيون . وبُني عليه بناءٌ عظيم ومزارٌ كريم . وهو إلى الآن مزارُ أعيان الزمان في كلّ عصرٍ وأوان ، يلوح منه لزوّاره ألوان الأسرار ، ويفوح منه لقُصّاده[1] تضوّع الأعطار بالأقطار ، تُستجاب فيه الدّعوات ، لذوي الحاجات ، في سائر الأوقات .

وكان رضي الله عنه شيخاً جليلاً : عاليَ القدر ، واسعَ الصدر ، متمكّناً من العلوم الشرعيّة ، راسخاً في أسرار المعارف الحقيقيّة ، وفي سائر العلوم التي حارَتْ فيها الأفهامُ والحلوم . وكان أوْحَدَ أهلِ زمانه ، وأسْعَدَ أقرانه ، وأنجدَ إخوانه . لم يكن في عصره من يُوازيه ، ولا في دهره من يُدانيه . وكان في عصره من العلماءِ الأبرارِ والمُتكلّمين النُّظّار ، والفقهاءِ الأحبَار ، والمشايخ الكبار ما لم يوجد في عصرٍ من الأعصار . وكلّهم أقرّوا بعلمه واعترفوا بفضله . وما بلَغنا أنّ أحداً من فقهاء دهره وعلماءِ عصره اعترض عليه ، بل كانوا يرحلون من أقاصي البلاد إليه . إذْ ما من فنّ من فنونِ العلمِ المنقولِ منها والمعقولِ إلاّ وكان إماماً فيه ، ومُقْتَدَى أهله وطالبيه . وكانت القضاةُ والملوكُ في خدمته ، وأهل التصوف والسلوك يسيرون بسيرته[2] .

والناس فيه ثلاث فرق :

---

١ ص « لحضاء » لعلها كما أثبتنا أو تكون « لحضاره » .

٢ ص « يسرونه بسدته » .

Marfat.com

الفرقة الأولى

وهم الذين عاصروه وبكلّ فضلٍ وصفوه، وعلى أنفسهم ميّزوه، كالإمام فخر الدين محمد بن عُمَر بن حُسَيْن الرازي رضي الله عنه ، والشيخِ الإمامِ شيخ مشايخ الإسلام الشيخ عزّ الدين بن عبد السّلام رضي الله عنه ، وشيخ الشيوخ الشيخ شهاب الدين عمر بن محمد السُّهْرَوَرْدي رضي الله عنه ، والشيخ سعد الدين محمد بن المؤيّد الحموي رضي الله عنه ، والشيخ كمال الدين الزَّمْلَكانيّ رضي الله عنه ، وقاضي القضاة المالكيّة رضي الله عنه ، والحافظ ابن عساكر ، وابن النجّار ، وابن الدبيثي[1] ، وملك العلماء أقضى القضاة أبي يحيى زكريّا بن محمد بن محمود الأنَسي القزويني رضي الله عنه ، وغيرهم مما لا يُحصى ولا يُستَقْصى من العلماءِ والأخيارِ ، أضربتُ عن ذكرهم طلباً للاختصار ، ولو أخذتُ . . . .[2] وذكر أساميهم ، وما جرى له معهم من المحاضرات والمراسلات لخرجتُ عما التزمتُه من الإيجاز والاختصار إلى الإطناب والإكثار .

فأمّا الامامُ فخر الدين الرازي[3] رضي الله عنه فكان الشيخ مُحيي الدين

---

١ ص « ابن الديني » خطأ .

٢ كلمة ممحوة في الأصل .

٣ هو محمد بن عمر بن الحسين الرازي ، فخر الدين . صاحب التصانيف في علم الكلام والمنطق والتفسير . وهو صاحب التفسير الكبير . وكان له اختصاص بكتب ابن سينا في المنطق وشرحها . توفي سنة ٦٠٦ هـ (انظر النجوم الزاهرة ٦/١٩٧) .

Marfat.com

رضي الله عنه ، بإرشاده له ، الأساسَ في انقطاعه عن الخلق وانعزاله عن الناسِ . وذلك أن الشيخ مُحيي الدين رضي الله عنه بلغه أن الإمام فخر الدين الرّازي كان ذات يوم جالساً بين أحبّابه وخواصّ أصحابه ، فبكى بكاءً شديداً حتى كاد يُغشى عليه ، وخاف مَنْ كان لديه ، فلما أفاق وكفكف دمعه المِهْراق سأله بعضُ جلسائه عن سبب بكائه فقال : مسألةٌ اعتقدتُها منذ ثلاثين سنة تبيّن لي الساعةَ بدليلٍ لاح لي أن الأمر على خلاف ما كان عندي . فبكيت ، وقلتُ في نفسي : لعلّ الذي لاح لي الآن يكون مثل الأوّل. فلما بلغ الشيخَ مُحيي الدين رضي الله عنه ذلك انتهز الفرصة في إيقاظه بإعراضه عن العلوم النظرية والتعرّض للنفحات الإلهيّة ، وقطعِ كلّ رابطةٍ ، والأخذ عن الله تعالى بغير واسطة . فكتب له من علمه المكنون رسالةً من حقّها أن تُكتب بسواد العيون ، وتلك الرسالة عندي وبأيدي الناس ، ولولا خوف[1] الإطالة لذكرتُها . فكانت سبباً لاعتزاله وتبديلِ أقواله بأحواله ، وأثّرتْ فيه غاية التأثير ، وأفاضت عليه كلّ خيرٍ كثير ، حتى قال :

نهايةُ إقدامِ العقولِ عقالُ ... وأكثرُ سعْيِ العالمين ضلالُ
وأرواحُنا في وَحْشةٍ من جسومنا ... وحاصلُ دنيانا أذىً وَوَبال
ولم نَستفِدْ من بحثنا[2] طول عمرنا ... سوى ما جمعنا منه من قيلٍ وقال
وكم قد رأينا مِنْ رجالٍ وَدَوْلةٍ ... فبادوا جميعاً مُسْرِعينَ وزالوا
وكم من جبالٍ قد علَتْ شرفاتها[3] ... رجالٌ فزالوا ، والجبالُ جبالُ

---

١ ص « خلاف » خطأ .

٢ ص « بحث » ولا يستقيم بها الوزن .

٣ ص « قد علمت سرقاتها » خطأ .

وأمّا الإمامُ شيخُ مشايخ الاسلام الشيخ عز الدين [عبد العزيز] بن عبد السلام[1] رضي الله عنه فقد روى أقضى القضاة، مفيد الحاضر والبادي، مجد الدين الفيروزآبادي رضي الله عنه بإسناده المتّصل إلى خادم الشيخ عزّ الدين بن عبد السلام رضي الله عنه قال : كنّا بمجلس الدرس بين يدي الشيخ عزالدين . فجاء في باب الرّدّة ذكر لفظة الزنديق . فقال بعضُ الحاضرين : هل هي عربيّة أم عجميّة ؟ فقال بعضٌ : إنّما هي فارسيّةٌ معرّبة أصلُها زَنْ دين ، أي دين المراءاة .

قلتُ : هذا لا يصحّ . لأنّ لفظة زن فارسيّة ، ولفظة دين عربيّة . فكيف يصحّ ما ذكره ذلك الفاضل ؟ وإنّما الشأنُ فيها أنّ المجوس لهم كتابٌ اسمه زند . وهذه اللفظة تفسيرها موقوف على الواضع لها لم يعرف معناها . وذلك الكتاب أخرجه لهم زردشت ، وادّعى أنّه من الله تعالى ، وتلك الدعوى باطلة بالإجماع بدليل قوله صلى الله عليه وسلم « نزّلهم منزلة أهل الكتاب غير آكلي ذبائحهم ولا ناكحي نسائهم » أي المجوس . فالحاصلُ أنّ من اتّبع ذلك الكتاب سُمّي زندي، فزادت العرب في آخرها قافاً فقالوا: زنديق . فهذا سبب تعريبها[2] .

نرجع إلى كلام ذلك الفاضل : زن دين أي دين المراءاة ، فعُرّبت فقيل زنديق . وهو الذي يُظهر الإيمان ويُخفي الكفر .

قلتُ : وهذا أيضاً لا يصحّ . لأنّ مَنْ يُظهِر الإيمان ويُخفي الكفر

---

١ عالم دمشقي برع في المذهب الشافعي وبلغ رتبة الاجتهاد . تخرج به أئمة وقصده الطلبة من الآفاق . له تصانيف كثيرة . تولى قضاء مصر القديمة . توفي سنة ٦٦٠ هـ (النجوم الزاهرة ٢٠٨/٧) .

٢ انظر معاني هذه الكلمة واشتقاقها في المعرب للجواليقي ص ١٦٦ . ولم يرد فيها ما ذكره المؤلف هنا . وانظر كذلك شفاء الغليل .

لا يسمّى زنديقاً وإنّما يُسَمّى مُنافقاً . لأنّه مُشتَقّ من النفق . وهو بابُ بَيْتِ اليَرْبُوعِ . فإن له بابين أحدهما نَافِقَاء والآخر قَاصِعاء[1] . فإذا طُلب من نافِقاء خرج إلى قاصِعاء ، وإذا طُلب من قاصِعاء خرج إلى نافقاء . فكذلك المنافق إذا طُلب منه الكفر خرج من الإيمان ، وإذا طُلب منه الإيمان خرج من الكفر .

وأمّا الزنديقُ فهو الذي يقول بالنُّور والظُّلمة . وذلك مذهب الثَّنَويّة ، وهم الذين يقولون بيزدان وأهرمن[2] .

فلمّا قال ذلك الفاضل ما قال قال بعضُ الحاضرين : مثلُ مَنْ ؟ فقال رجلٌ كان جالساً إلى جانب الشيخ عز الدين : مثلُ ابن العربي بدمشق . فلم ينطق الشيخ عزّ الدين رضي اللهُ عنه ، ولم يردّ عليه .

قال الخادمُ : وكنت صائماً في ذلك اليوم ، وكان الشيخ عز الدين أيضاً صائماً . فاتّفق أن دعاني للإفطار معه . فحضرتُ ووجدتُ منه إقبالاً ولُطفاً . فقلتُ: يا سيدي . هل تعرفُ الغَوْثَ القطبَ الفَرْدَ الجامع في < الوقت > هذا ؟ فقالَ رَضيَ الله عنه : ما لَكَ ولهَذا . كُلْ . فعرفْتُ أنّهُ يعرفُهُ . فتركتُ الأكْلَ وقلتُ : لوجه الله عرّفْني مَنْ هو . فتبسّم وقال : هو[3] الشيخ محيي الدين ابن العربي رضي الله عنه . فأطرقتُ ساكتاً متحيّراً . فقال الشيخُ رضي الله عنه : ما لَكَ ؟ قُلتُ: قد تحيّرتُ . قالَ: لِمَ ؟ قلت : أليس اليوم قال ذلك الرجل الذي كان جالساً إلى جانبك في الشيخ مُحيي الدين ابن العربي رضي الله عنه ما قالَ وأنتَ ساكتٌ لم تردّ عليه ؟

---

١ انظر القاموس مادة « قصع » .

٢ ص « بر دان » خطأ ، والصواب يزدان . وهو إله الخير عند الفرس . وأهرمن هو الشيطان .

٣ ص « وهو » .

Marfat.com

فتبسّم الشيخُ عزّ الدين بن عبد السّلام رضي الله عنه وقال : اسكتْ . ذلك مجلسُ الفقهاء[1] .

قلتُ : إن الشيخ عز الدين بن عبد السلام رضي الله عنه بَسَطَ عذر الفقهاءِ في الطّعن بما لم يُحيطوا به علماً ، وحقّق للخادم حال الشيخ مُحيي الدين رضي الله عنه لما نبّهه على جلالة قدره وعلوّ شأنه .

وأمّا شيخُ شيوخِ الإسلام الشيخ شهابُ الدين عمر بن محمد السُّهْرَوَرْدي[2] رضي الله عنه لما اجتمع بالشيخ محيي الدين رضي الله عنه بمكّة المشرّفة تفاوضا قليلاً . فلمّا افترقا سُئِل الشيخُ شهابُ الدين رضي الله عنه : كيف وجدتَ الشيخ مُحيي الدين ؟ قال : وجدتُه بحراً لا ساحل له . وسُئل الشيخ محيي الدين رضي الله عنه عن الشيخ شهاب الدين رضي الله عنه : كيفِ وجدتَ الشيخ شهاب الدين ؟ قال : وجدتُه عبداً صالحاً .

وأمّا الشيخُ المحقّقُ المدقّق سعدُ الدين محمد بن المؤيّد [بن عبد الله ابن عليّ بن حمّويه] الحموي قدس الله روحه الزكيّة[3] لمّا رجع من الشام إلى

---

١ ذكر الصفدي في الوافي بالوفيات (مخطوطة أحمد الثالث ، الرابع ، ورقة ٨٣ ب) أن عز الدين بن عبد السلام قال : ابن عربي شيخ سوء ، كذاب ، يقول بقدم العالم ، ولا يحرم فرجاً . نقل هذا عن شمس الدين الذهبي عن ابن تيمية الحراني. وموقف ابن تيمية من ابن عربي معروف . ونقل في شذرات الذهب (٥ / ١٩٣) عن المناوي أن العز كان يطعن على ابن عربي أولا ثم وصفه بالولاية والقطبانية .

٢ عارف صوفي مسلك (بضم الميم وتشديد اللام مع كسرها) . صحب عبد القادر الجيلي.وكان له في التصوف قدم ثابتة . ولي عدة ربط لصوفية . أنفذه الخليفة الناصر رسولا إلى الملك العادل بدمشق سنة ٥٩٧ ، وإلى خوارزم شاه سنة ٦١٤ هـ . له تصانيف كثيرة مشهورة . (انظر : النجوم الزاهرة ١٦٥/٦ ، ١٦٦ ، ٢١٩ ، ٢٨٤) وتوفي سنة ٦٣٢ هـ .

٣ زاهد عابد من كبار المتصوفة . له مجاهدات ورياضات . سكن دمشق مدة وافتقر ثم عاد إلى خراسان ، وأسلم على يده خلق كثير من التتار . توفي سنة ٦٥٢ هـ (النجوم الزاهرة ٣١/٧) .

Marfat.com

بلاده سأله أشرافُ أترابه وخواصُّ أصحابه : مَنْ تركتَ بالشام من العلماء ؟ قال رضي الله عنه : تركتُ بها بحراً زخّاراً لا قعر له ولا ساحل . يعني الشيخ محيي الدين رضي الله عنه .

فأمّا شيخُ مشايخ الشام كمال الدين بن الزّملكاني فسيأتي ذكره في الفرقة الثانية وفي الباب الثاني .

وأمّا قاضي قضاة الشافعيّة القاضي شمس الدين الخُوَيي[1] رَحمه الله فكان يخدمُ الشيخ مُحيي الدين رضي الله عنه خدمة العبيد . وكان في طَوْعِه كما يريد . فكان يتصدّق عنه كلّ يوم بثلاثين درهماً قبل أن يدخل عليه ، ويرى وجهه المبارك ، ويقول : قال الله تعالى ﴿يا أيها الذين آمنوا إذا نَاجَيْتُمُ الرسُولَ فقدّموا بين يَدَي نجواكم صَدَقَة[2]﴾ .

وأمّا قاضي قضاة المالكيّة[3] فزوّجه بابنته ، وكان يتولّى خدمته بنفسه .

وأمّا الحافظ ابن عساكر صاحب « تاريخ دمشق » وغيره من التصانيف

---

١ ص « الخونجي » خطأ . والصواب ما أثبتنا . وهو أحمد بن الخليل الخويي (نسبة إلى بلدة خوي إحدى مدن أذربيجان) . كان من كبار العلماء وتولى قضاء القضاة بدمشق . (انظر قضاة دمشق (تحقيقنا) ص ٦٥) .

٢ سورة المجادلة ٥٨ ، الآية ١٢ .

٣ لعله زين الدين الزواوي قاضي قضاة المالكية بدمشق وأول من باشر القضاء المالكي بها . توفي سنة ٦٨١ . (انظر قضاة دمشق ص ٢٤٣) .

المستملحة فكان من جملة تلامذته والمواظبين لسدّته[1] .

وأمّا ابن النجّار[2] فقال: اجتمعت بالشيخ محيي الدين رضي الله عنه بدمشق فوجدته إماماً عالماً كاملاً متبحّراً في العلوم راسخاً في الحقائق . فأخذتُ عنه شيئاً من مصنّفاته ، وسألتُه عن مولده . فقال : وُلدت بمُرسيَة ليلة الاثنين سابع عشر رمَضَان سنة ستين وخمس مئة . وكتب إليّ الشيخ أبو عبد الله محمد بن عبد الواحد المقدسي[3]، وكنتُ يومئذ بالمقدس وكان بدمشق، أنّ الشيخ محيي الدين ابن العربي رضي الله عنه توفي ليلة الجمعة الثانية والعشرين من ربيع الآخر سنة ثمان وثلاثين وست مئة .

وكان الشيخ أبو عبد الله المقدسيّ من خواصّ أصحاب الشيخ محيي الدين رضي الله عنه والملازمين لمجلسه الشريف .

وأما ابن الدُّبَيْثي[4] صاحب التاريخ وغيره من المصنفات المستعذبة فقال :

---

١ هذا وهم من المؤلف . لأن الحافظ ابن عساكر صاحب التاريخ توفي بدمشق سنة ٥٧١ هـ . وابن عربي ولد سنة ٥٦٠ ،فكان عمره سنة وفاة ابن عساكر إحدى عشرة سنة . ولم يخرج ابن عربي إلى المشرق إلا في سنة ٥٩٨ . ولعل المؤلف يريد القاسم بن عساكر ، ابن الحافظ صاحب التاريخ ، المتوفى سنة ٦٠٠ هـ . والقاسم هذا كان من شيوخ ابن عربي لا من تلامذته . وقد ذكر ابن عربي أن القاسم هذا أجازه إجازة عامة (انظر إجازة ابن عربي للملك المظفر) .

٢ أبو عبد الله محمد بن محمود ، الحافظ محب الدين ابن النجار . أحد كبار علماء الحديث ، وصاحب تاريخ بغداد . كان ثقة متقناً كما وصفه الذهبي في العبر . له تصانيف كثيرة . توفي سنة ٦٤٣ (انظر شذرات الذهب ٥/٢٢٦) .

٣ هو الضياء المقدسي . أجل علماء الحنابلة المحدثين بدمشق . توفي سنة ٦٤٣ هـ (انظر شذرات الذهب ٥/٢٢٤ ، والنجوم الزاهرة ٦/٣٥٤) .

٤ محمد بن سعيد الدبيثي – نسبة إلى دبيثا بنواحي واسط – مؤرخ محدث . له ذيل على تاريخ السمعاني الذي جعله ذيلا على تاريخ بغداد للخطيب . توفي سنة ٦٣٧ هـ . (انظر الوافي بالوفيات ٣/١٠٢ . طبعة ديدرنغ ، دمشق ١٩٥٣) .

Marfat.com

قدم الشيخ مُحيي الدين ابن العربي بغداد ، فاجتمعتُ به فوجدتُه فوق ما يوصَفُ وأجلّ أن يُعرف . فأخذت عنه شيئاً من مصنّفاته. فذكر لي أنّه سمع الحديث النبويّ بإشبيلية من الحافظ أبي بكر محمد بن خلف اللخمي ، وبقرطبة من الحافظ أبي القاسم بن بشكوال[1] رضي الله عنهما .

وأمّا ملك العلماء أقضى القضاة أبو يحيى زكريا بن محمد بن محمود الأنَسي[2] [القزويني] رضي الله عنه، فإنّه ذكر في كتابه المسمّى «آثار البلاد وأخبار العباد» وهو في اثني عشر مجلداً[3] ، لمّا وصل إلى ذكر إشبيلية فقال : «مدينةٌ كبيرةٌ بالأندلس ما ثبت (؟) بلاد الأندلس بكل فضيلة، وتميزت [عنها] بكل مزيّة من طيب الهواء وعذوبة الماء وصحة التربة [والزرع والضرع] وكثرة الثمرات من كل نوع ، وصيد البرّ والبحر . يُنسب[4] إليها الشيخُ الإمامُ العالم الفاضل المكمّل سلطانُ العارفين مُحيي الحقّ والدين أبو عبد الله محمد بن علي بن محمد بن أحمد بن علي الحاتميّ الطائي الأندلسي رضي الله عنه، رأيتُه بدمشق سنة ثلاثين وست مئة . وكان شيخاً عالماً عارفاً متبحّراً في العلوم الشرعيّة والحقيقيّة . وكان مُقْتَدَى أهل زمانه ، ليس له نظير في شأنه وعلوّ

---

١ ص « بسكوال » .

٢ الأنسي نسبة إلى أنس بن مالك . وفي ص « الأيسي » خطأ . كان القزويني مؤرخاً جغرافياً قاضياً . توفي سنة ٦٨٢ هـ .

٣ طبع هذا الكتاب المستشرق الألماني وستنفلد عام ١٨٤٨م في مجلد واحد .

٤ من هنا يختلف النص المثبت هنا عن النص المطبوع . وفي المطبوع ما يلي :
« ينسب إليها الشيخ الفاضل محمد بن العربي الملقب بمحيي الدين . رأيته بدمشق سنة ثلاثين وست مئة . وكان شيخاً فاضلا أديباً حكيماً شاعراً عارفاً يطرأ عليه حالة . في تلك الحالة سمعت أنه يكتب كراريس فيها أشياء عجيبة . سمعت أنه كتب كتاباً في خواص قوارع (فواتح) القرآن . ومن حكاياته العجيبة ما حكي أنه كان بمدينة اشبيلية نخلة . . . » ثم يتفق النصان . (انظر آثار العباد ، ص ٣٣٤ ، طبعة وستنفلد) .

Marfat.com

مكانه . له التصانيفُ الكثيرةُ الفوائد والغلمان . أخبرني رضي الله عنه أنّه كان بمدينة إشبيلية نخلة في بعض طُرُقاتها فمالت على المارّين ، فتحدّث الناس في قطعها ، حتى عزموا على قطعها بالغد . قال الشيخُ مُحيي الدين رضي الله عنه : فرأيت النبيَّ صلّى الله عليه وسلّمَ تلك الليلة واقفاً عند النخلة وهيَ تشكو إليه وتقولُ : يا رسول الله إن < القوم > يريدون قطعي ، فإني منعتهم المرور. فمسح رسولُ الله صلى الله عليه وسلّم بيده المباركة تلك النخلة فاستقامت . فلما استيقظتُ ذهبتُ إلى النخلة فوجدتُها مستقيمةً . فذكرتُ ذلك للناسِ فتعجّبوا واتخذوها مزاراً متبرّكاً به » .

فهؤلاء العلماء الذين عاصروه ، وبكلّ فضلٍ وصفوه ، وإلى كلّ علمٍ نسبوه. ولم نذكر منهم إلاّ اليسير ، إذ هم جمٌّ غزير وجمع كثير . ولو ذكرتُ الكلّ مفصّلاً لطال هذا الباب ، وخرجنا عمّا التزمناه من الايجاز إلى الإطناب ، ولكن أذكرُ حكايةً على سبيل الإجمال دون التفصيل تدل على التفضيل ، وتنقّي له الدليل وتشفي الغليل .

ذكر بعض المعتنين بأخباره والمدقّقين لمحاسنِ آثاره : أنّ صاحب إشبيلية أرسل مالاً عظيماً إلى مكة ،شرّفها الله تعالى،وأوصى الوكيل أن لا يفرّق هذا المال إلاّ على أهل الأرض ، واتّفق أنّه اجتمع تلك السنة بمكة شرّفها الله تعالى من المشايخ والعلماء والفقهاء ومن كل ذي فنٍّ منَ العلوم ما لا يجتمع في عصرٍ من الأعصار ،وهي السنة التي اجتمع فيها الشيخ شهاب الدين السهروردي بالشيخ محيي الدين رضي الله عنهما وقال كل واحد منهما في شأن صاحبه ما قال.فأجمع الكلّ على الشيخ محيي الدين رضي الله عنه ، وأن لا يفرّق المال سواه . ففرّقه . فلما فرغ من تفريقه قال رضي الله عنه : لولا خوف خرق الاجماع لامتنعت . فقال بعض أصحابه المدليين (؟) به: لم يا

Marfat.com

سيّدي ؟ قال رضي الله عنه : ممّا أريدَ به وجه الله تعالى ، بل أُريدَ به التفاخر . فقال له : بيّن لي ذلك. فقال رضي الله عنه: إنّ صاحب الغرب أرادَ أن يفتخرَ بي على سائر ملوك الأرض ، إذ قد علم أنّه لا يفرقه سواي . فما أراد به وجه الله تعالى بل أراد به التفاخر . فبلغ ذلك المجلس إلى صاحب إشبيلية، فبكى وقال : صدق الشيخُ رضي الله عنه . هذا أردت .

Marfat.com

الفرقة الثانية

وَهُم الذين توقّفوا فيه إذ لم يقفوا على حقائق معانيه ومقاصد مبانيه .
وهم جمٌّ غفير ، أذكرُ منهم اليَسير ، كالشيخ أبي الحسن علي بن الحسن الخزرجي[1] الزبيدي اليَمني ، والشيخ عماد الدين بن كثير الدمشقي ، والشيخ عبد الله بن أسعد اليافعي ، والشيخ مُحيي الدين سبط أبي الفرج بن الجوزي البغدادي رحمهم الله تعالى .

فأما أبو الحسن الخَزْرَجي[2] فذكر في كتابه المسمّى « بالعسجد المسبوك » لما وصل إلى ذكر الشيخ مُحيي الدين رَضي الله عنه قال : هو الشيخ الإمامُ العالمُ الفاضلُ الكاملُ البارعُ وليّ الله تعالى أبو عبد الله محمد بن عليّ بن أحمد الحاتميّ الطائيّ الأندلسي الملقّب بمُحيي الدين، المشهور بابن العربي، رَضي الله عنه . كان وَحيد زمانه وفريدَ أقرانه . شيخ أهلِ الوحدة . وُلد بمُرْسِيَة من بلاد الأندلس ليلة الاثنين سابع عشر رَمضان سنة ستين وخمس مئة ونشأ بها، ثم انتقل إلى إشبيلية سنة ثمان وستين وخمس مئة. فأقام بها إلى سنة ثمانٍ وتسعين وخمس مئة . ثم دخل بلاد الشرق ، وطاف أكثر البلاد كمصر والشام والمَوْصِل وديار بكر وخرُاسان . ودَخل بغداد مرّتين . مرّة أقام بها اثنى عشر يَوماً ، ومَرّة دخلَها حاجّاً . وسكنَ الروم وتزوّج بوالدة الشيخ صدر الدين القونوي محمد بن اسحاق بن يوسف بن علي القونوي رضي الله

---

١ ص « الخزرمي » خطأ .

٢ علي بن الحسن الخزرجي النسابة . مؤرخ يمني . ما يزال تاريخه « العسجد المسبوك » مخطوطاً . وتوفي سنة ٨١٢ هـ . (انظر بروكلمن ، الذيل الثاني ص ٢٣٨) .

Marfat.com

عنه ، صاحب العلوم اللدنية والأسرار الربانية ، وعلى يد الشيخ مُحيي الدين رضي الله عنه تخرّج ، وكان من فرسان ميدانه وشجعان وسانه[1]. ثم انتقل إلى مكة شرّفها الله تعالى وجاور بها ، وصنّف بها تصانيف كثيرة لا حاجة إلى ذكرها، لما فيها من الاضطراب المخالف للجمهور، سيما كتابه المسمى «بفصوص الحكم». هذا بعض سيرته والله أعلم بسريرته. ومذهبي فيه التوقف.

وأمّا الشيخُ عمادُ الدين بن كثير[2] فإنّه ذكر في كتابه المسمّى «بالبداية والنهاية» لما وصل إلى ذكر الشيخ مُحيي الدين رضي الله عنه فقال في ترجمته:

هو[3] الشيخ الإمامُ مُحيي الدين أبو عبد الله محمد بن علي بن أحمد بن علي الحاتمي الطائي الأندلسي المعروف بابن العربي رضي الله عنه ، كان

---

١ كذا ، ولعلها «فرسانه».

٢ أبو الفداء اسماعيل بن عمر بن كثير البصروي الدمشقي. فقيه محدث مؤرخ كبير. وكان له صلة بابن تيمية. توفي سنة ٧٧٤ هـ (انظر شذرات الذهب ٦/٢٣٢).

٣ انظر البداية والنهاية ١٣/١٥٦. والنص المثبت هنا يخالف النص المطبوع. وفي المطبوع ما يلي:

محيي الدين بن عربي

«صاحب الفصوص وغيره ، محمد بن علي بن محمد بن عربي أبو عبد الله الطائي الأندلسي ، طاف البلاد وأقام بمكة مدة ، وصنف فيها كتابه المسمى : «بالفتوحات المكية»، في نحو عشرين مجلداً ، فيها ما يعقل وما لا يعقل ، وما ينكر وما لا ينكر ، وما يعرف وما لا يعرف. وله كتابه المسمى «بفصوص الحكم» ، فيه أشياء كثيرة ظاهرها كفر صريح ، وله كتاب «العبادلة» ، وديوان شعر رائق ، وله مصنفات أخر كثيرة جداً. وأقام بدمشق مدة طويلة قبل وفاته ، وكان بنو الزكي لهم عليه اشتمال وبه احتفال ولجميع ما يقوله احتمال. قال أبو شامة : وله تصانيف كثيرة ، وعليه التصنيف سهل ، وله شعر حسن وكلام طويل على طريق التصوف. وكانت له جنازة حسنة ، ودفن بمقبرة القاضي محيي الدين بن الزكي بقاسيون، وكانت جنازته في الثاني والعشرين من ربيع الآخر من هذه السنة. وقال ابن السبط: كان يقول إنه يحفظ الاسم الأعظم ويقول إنه يعرف الكيمياء بطريق المنازلة لا بطريق الكسب ، وكان فاضلا في علم التصوف ، وله تصانيف كثيرة». اه

لاحظ أن النص المطبوع غير محقق علمياً ، ولم يقابل بمخطوطات متعددة.

Marfat.com

شيخاً جليلاً عاليَ القَدْرِ رَفيعَ الشأنِ ،راسخاً في العلوم الشرعيّة ،متمكّناً في الأسرار الحقيقية . وكان يومى إليه بالتقدّم في سائر العلوم ، وكان له قدمٌ ثابتة في الرياضات والمجاهدات وكثرة الأسفار . وكان له جموع وحفدة ومهابة في القلوب . طاف البلاد وأقام بمكّة شرّفها الله تعالى وصنّف بها كتباً كثيرة أعظمها[1] كتابه المسمّى « بالفتوحات المكيّة » في نحو عشرين مجلّداً ، منه ما يُعقل وما لا يُعقل ، وما يُنكر وما لا يُنكر ، وما يُعرف وما لا يُعرف. ثم انتقل إلى دمشق وصنّف بها تصانيف كثيرة أجودها كتابه المسمى « بفصوص الحكم » منه مقبولة ومردودة. له مصنفات كثيرة وديوانٌ من الشعر رائق جدّاً على طريق أهل التصوّف . وتوفي بدمشق في الليلة الثانية والعشرين من ربيع الآخر سنة ثمان وثلاثين وست مئة . ودُفن بمقبرة القاضي مُحيي الدين بن الزكيّ بصالحيّة دمشق بسفح جبل قاسيون . وكانت له جنازة حسنة ويوم مشهود . ومذهبي فيه التوقف .

وأما عبد الله بن أسعد اليافعي[2] رحمه الله تعالى فإنّه ذكر في تاريخه حاكياً عن الشيخ شمس الدين بن الذهبي حافظ الشام وصاحب « تاريخ الإسلام » لمّا ذكر الشيخ محيي الدين رضي الله عنه أنّه قال في ترجمته[3] :

---

١ ص « معظمها » .

٢ صوفي كان شيخ الحرم المكي . له تاريخ بدأ فيه من أول الهجرة . توفي سنة ٧٦٨ هـ . (انظر النجوم الزاهرة ١١/٩٣ ؛ وبروكلمن الملحق الثاني ص ١٧٧) .

٣ انظر مرآة الجنان ٤ / ١٠٠ . والنص المثبت هنا يختلف مع المطبوع . وفي المطبوع ما يلي :
« وفيها توفي محيي الدين ابن العربي أبو بكر محمد بن علي الطائي الحاتمي المرسي الصوفي نزيل دمشق صاحب التصانيف . قلت : هذه ترجمة الذهبي ثمّ زاد قال : قدوة القائلين بوحدة الوجود (ولد) سنة ستين وخمسمائة . روى عن ابن بشكوال وطائفة، وتنقل إلى البلاد وسكن الروم مدة . ثم قال: وقد اتهم بأمر عظيم. قلت: فترجمته هذه وكلامه فيها إشارة إلى ما يعتقد فيه كثير من الفقهاء من الطعن العظيم والقدح وبضد ذلك مدح طائفة من الصوفية »

Marfat.com

هو الشيخُ الإمامُ الزاهدُ الوَليّ بحرُ الحقائق والفنون ، ذو العلوم المفيدة ، والتصّانيف السعيدة ، أبو عبد الله محمد بن علي بن محمد بن أحمد بن علي الحاتمي الطائي الأندلسي المُلقّب بمُحيي الدين ، المعروف بابن العربي رضي الله عنه . كان طوداً في العلوم سفحهُ راسخٌ وأوْجهُ شامخ . لم يكن له في فنّه نظير ولا في عصره شبيه . انتقل إلى بلاد الروم بعد حجّته وتزوّج بأمّ قطبِ الوقت الشيخ صدر الدين محمد بن اسحاق القونوي رضي الله عنه صاحب العلوم اللدنية والأسرارِ الربّانية ، وعلى يده تخرّج . وكان من أعيان أصحابه المختصّين بجنابه . وقد اتُّهم بأمرٍ عظيم – أي الشيخ محيي الدين رضي الله عنه – وما أظنّ أنّ الشيخ مُحيي الدين رضي الله عنه يتعمّد الكذب أصلاً .

انتهى كلام الحافظ شمس الدين الذهبي الذي حكاه عنه الشيخ عبد الله اليافعي رَحمهما الله تعالى .

قلتُ : الأمرُ العظيمُ الذي اتُّهِم به الشيخُ مُحيي الدين رضي الله عنه هو أنّه ذكر في ديباجة الفصوص ما هذا ترجمته[1] : أما بعد فإنّي رأيتُ رسول الله صلى الله عليه وسلم في مبشّرة رأيتُها في العشر الأواخر من المحرم سنة

له ، وقليل من الفقهاء فخموه تفخيماً عظيماً ومدحوا كلامه مدحاً كريماً،ووصفوه بعلو المقامات،وأخبروا عنه ما يطول ذكره من الكرامات.وله أشعار لطيفة غريبة،وأخبار ونوادر طريفة عجيبة . وأعظم ما يطعن الطاعنون فيه بسبب كتابه الموسوم « بفصوص الحكم ».وبلغني أن الامام العلامة ابن الزملكاني شرح كتابه المذكور ووجهه توجيهاً نفى عنه ما يظن من المحظور . ويخشى من الوقوع في المحظور .

وأخبرني بعض العلماء الصالحين ممن لهم ذوق وفهم حميد: أن كلام ابن العربي المذكور له تأويل بعيد ، وقد قيل إنه اجتمع هو والإمام شهاب الدين السهروردي ونظر كل واحد إلى صاحبه وافترقا من غير كلام . فسئل عن الشيخ شهاب الدين فقال: مملوء سنة من قَرْنه إلى قدمه . وسئل عنه شهاب الدين فقال : بحر الحقائق . قلت : وقد ذكرت له في بعض كتبي أن كل من اختلف في تكفيره فمذهبي فيه التوقف ووكول أمره إلى الله تعالى » .

١ انظر مقدمة فصوص الحكم .

Marfat.com

سبع وعشرين وست مئة بمحروسة دمشق وبيده صلى الله عليه وسلم كتاب فقال لي : هذا كتاب فصوص الحكم خذه واخْرُج به إلى الناس ينتفعون به . فقلتُ : السمعُ والطاعة لله ولرسوله ولأولي الأمر منّا كما أُمرنا . فحقّقتُ الأمنيّة وأخلصتُ النيّة وجرّدْتُ القصد والهمّة في إبراز هذا الكتاب كما حدّه لي رسول الله صلى الله عليه وسلم من غير زيادةٍ ولا نقصان . وسألتُ الله تعالى أن يجعلني فيه وفي جميع أحوالي من عباده الذين ليس للشيطان عليهم سُلطان، وأن يخصّني ، في جميع ما يرقمه بناني وينطق به لسّاني وينطوي عليه خيالي بالإلقاء السبوحي والنفث الروحي في الروع النفسي ، بالتأييد الاعتصامي ، حتى يكون مترجِماً لا متحكماً، ليتحقّق من يقف عليه من أهل الله أرباب القلوب أنه من مقام التقديس، المنزّه عن الأعراض النفسية التي يدخلها التلبيس . وأرجو أن يكون الحقّ لما سمع دعائي قد أجاب ندائي. فما أُلْقِي إلا ما يُلْقى إليّ، ولا أنزل في هذا المسطور إلا ما ينزّل به عليّ. ولست بنبيّ ولا رَسول، ولكِنّي وارث ، ولآخرتي حارث .

انتهى كلام الشيخ رَضي الله عنه .

فأخذ الجمهورُ من أهل الظاهر في تهمة الشيخ رضي الله عنه إذ لم يجدوا سبيلاً لطعن الرؤيا لأنّها تقتضي القبول فطعنوا في الرأي . وهذا معنى قول الحافظ شمس الدين بن الذهبي الذي حكاه عنه الشيخ عبد الله اليافعي رحمهما الله تعالى .

قلتُ : لعمري ما أنصفوه ، لأنّهم لم يعرفوه . فإنّ الشيخ مُحيي الدين رضي الله عنه يجتمع بالنبي صلى الله عليه وسلم ومن شاءَ من المنقلبين إلى الدار الآخرة متى شاءَ من ليلٍ أو نهار . هكذا ذكر عنه قطب الوقت صدر الدين القونوي رضي الله عنه في فكوك النصوص تصنيفه .

قالَ رضي الله عنه : وجربتُ ذلك غير مرّة . وكان يشهد الاستعدادات

التي للناس جزئياتها وكلياتها، ويشهد نتائجها ، وما سينمو كل استعدادٍ منها، إلى منتهى أمر كلّ إنسانٍ في مرتبةِ شقاوته أو سعادته . وكان إخباره لذلك تابعاً لنظرة مخصوصة ينظر بها إلى الشخص أيّ شخص كان ، والاستشراف على كنه حاله، وما يستقبله إلى حين مستقرّه في مآله، في مرتبة نقصه أو كماله، ثم يخبر ولا يخطي . شاهدتُ منه ذلك في غيرِ واحدٍ، وفي غير قضيّة من القضايا الالهية في الأمور الكونية ، واطلعتُ بعد فضل الله تعالى ببركته على سرّ القدرِ ومحتد الحكم الإلهي على الأشياء ، فبشّرني بالإصابة في الحكم بعد ذلك فيما أحكم به . نسبت هذا الاطلاع ونيل ما تتعلّق الإرادة بوقوعه بموجب هذا الكشف الأعلى، فلم ينخرم الأمرُ عليّ، ولم يُنسخ هذا الحكم. والحمد لله المنعم المُفْضِل المكرم .

انتهى كلام الشيخ صدر الدين القونوي رضي الله عنه .

نرجع إلى كلام الشيخ عبد الله اليافعي رحمه الله . قال :

وللشيخ محيي الدين رضي الله عنه تصانيفُ في التصوف وفي سائر العلوم، وأشعارٌ لطيفة ، وأخبار عجيبة . وأكثر ما طعن الطاعنون في كتابه المسمّى « بفصوص الحكم » .

وبَلَغَني أنّ الإمام شيخ شيوخ الإسلام كمال الدين الزملكاني رضي الله عنه شرحه شرحاً وافياً وبيّنه بياناً كافياً ، ووجّهه توجيهاً وافياً . وأخبرني بعض العلماء الصالحين أنّ كلام الشيخ محيي الدين رضي الله عنه له تأويل بعيد .

قال الشيخ عبد الله اليافعي رحمه الله تعالى : ومذهبي فيه التوقف .

وأمّا الشيخُ سبط أبي الفرج ابن الجوزي فقال : الكاملُ الفاضل شيخ زمّانه وفريد عصره وأوانه . لم يوجد له نظيرٌ في سائر العلوم الشرعية والحقيقية وغيرها من سائر فنون العلم . وله تصانيف كثيرة ، وتواليف غزيرة لم ينسج

Marfat.com

على منوالها ناسج. وكان يحفظ الاسم الأعظم. وبلغني أنّه يعلم الكيمياء بطريق المنازلة لا بطريق الكسب . وكان فاضلاً بطريق التصوف وفي غيره ، للناس فيه أقوالٌ كثيرة . ومذهبي التوقف . والله أعلم .

قلتُ : ما أنصفه في قوله كان يحفظ الاسم الأعظم ، إذ كان هو بذاته رضي الله عنه هو الاسم الأعظم . فإنّ الانسان إذا كَمُل صار الاسم الأعظم . إذ المرادُ من الاسم الأعظمَ سُرعة الإجابة . وقد ذكر قطبُ الوقت الشيخ صدر الدين القونوي رضي الله عنه عن الشيخ محيي الدين رضي الله عنه أنّه قال : رأيتُ رسول الله صلى الله عليه وسلم في مبشرة فقال لي : يا محمد . إنّ الله تعالى أسرعُ إلى جانبك مِن دعائكَ إيّاه . وهذه الحكايةُ في نصوص الفصُوص تصنيف الشيخ صدر الدين رضي الله عنه .

قلتُ : وما أنصفه أيضاً في قوله : يعلم الكيمياء ، فإنّه رضي الله عنه كان ذاته كيمياء . فإنّ حقيقة الكيمياء عند أرباب الصناعة تقليبُ الأعيان حتى ينقلب الرصاص فضّة والنحاسُ ذهباً بواسطة الإكسير . وقد كان رضي الله عنه إكسيرَ زمانه وكيمياء عصره وأوانه . طال ما انقلبت بإرشاده أعيان الأعيان من خساسَة الحيّوان إلى نفاسة الانسَان .

وللمؤلّف عفا الله عنه :

الكيمياء بتحقيقٍ وعرفانٍ تبديلُ أخلاقِ حيوانٍ بإنسَانِ
فإن كن غير ذا ضيعت عمرك في طير ماءٍ وتصعيد نيرانِ[1]

نرجع إلى العجب العجيب ،والسبَب الغريب ،في شأن هؤلاء الهُداةالأعلام، وحماة الإسلام، كيف توقّفوا في مثل هذا الإمام ، بعدما وصفوه بالجلال

---

١ هذا البيت غير مستقيم الوزن .

Marfat.com

والإكرام ، والإعظام والاحتشام ، إذ ما منهم إلاّ من أقرّ بولايته ، واعترف بكرامته . فما هذا التوقيف بعد ذلك التعريف ؟ وما هذا الإنكار بعد ذلك الإقرار ؟ وهل بعد الجنّة إلاّ النار ؟ وإنّما هم في ذلك كما قال أمير المؤمنين عليّ بن أبي طالب رضي الله عنه في الذين تخلّفوا عنه وعن معاوية رضي الله عنه : ما قاموا مع حقّ ولا قعدوا مع باطل .

الفرقة الثالثة

وهم الذين لم يوطنوا الأشياء مواطنها ، ووقفوا مع ظواهرها وتركوا بواطنها . فلا حاجة إلى الاستشهاد بالآيات البيّنات على قبائحهم ، ولا بالأحاديث الصحيحات على فضائحهم . إذ القرآن مشحون بهتك أستارهم ، والحديث مسنون بكشف أسرارهم . كقوله تعالى ﴿ بل كذبوا بما لم يحيطوا بعلمه[1] ﴾ وقوله تعالى : ﴿ وإذا لم يهتدوا به فسيقولون هذا إفكٌ قديم[2] ﴾ .

وقوله صلى الله عليه وسلّم : إنّ من العلم كهيئة المكنون لا يعلمه إلاّ العلماء بالله ، فإذا نطقوا به لا ينكره إلاّ أهل العزّة بالله .

لأن البراهين القاطعة ، والحجج الساطعة ، مسلّطة مع الظواهر بغير لبس ، وليس الأمر عند العلماء الراسخين بالعكس . فالحكمُ المعتاد مطّردٌ بين العباد ، لأنّ لكلّ قومٍ لساناً واصطلاحاً في سيرهم تفرّدوا وتميّزوا به عن غيرهم ، فإذا سمعهم من لم يكن منهم أنكرهم . وربّما أدّاه الجهلُ إلى أن كفّرهم . ولا ينبغي إذ يكون لزيدٍ لسان واصطلاح لا يفهمه عمرو أن يكون ذلك باطلاً في نفسه . فهذه الفرقة نبّهها الله تعالى عن سنتها وأيقظها من غفلتها كما قيل :

وكم من عائبٍ قولاً صحيحاً وآفتُه من الفهم السّقيمِ [3]

---

١ سورة يونس ، ١٠ ، الآية ٣٩ .

٢ سورة الأحقاف ، ٤٦ ، الآية ١١ .

٣ الشعر للمتنبي .

Marfat.com

فليتهم إذ لم يعرفوا وقفوا ، وليتهم إذا عرفوا أنصفوا ، ولكنهم كما قال حجة الإسلام أبو حامد الغزالي رضي الله عنه وأرضاه وجعل الحضرة المقدسة منقلبه ومثواه : «إنهم كصخرة في فم واد ، فلا هي شربت الماء ولا تركت غيرها يشرب» .

وما أحسن ما قال بعضُ المشايخ رضي الله عنهم : «إذا عجزت عن شيء فلا تعجز عن رؤية العجز والتقصير عنه .»

وللمؤلف عفا الله عنه شعر :

لوْ كنتَ شاهدتَ يومَ البَيْنِ ايش جرى ... ما كنتَ أنكرتَ دمعَ العينِ حين جرى
ولو تجرّدْتَ من ثوْبِ الحدوثِ لما ... جهلتَ ما في سرّ غارِ حيرا
لكن حُجبْتَ عن المعنى بظاهره ... فلستَ معنا فأبدت قلبك الحجرا (كذا)
ولا تكن قافياً ما لست تعلمُه ... واحذر فؤادك ثم السمع والبَصرا
فأنت فؤادك مسؤول ومحتبس ... في موقفِ عَنْهُمُ لا يقبل العُذُرا
فاجهد لنفسكَ في تحصيلها عجلاً ... وسِرْ بها خلف من بالسالكين سرَى
إلى المقام الذي منه بدايتُنا ... إليه يرتاح ما الاقدام الحزرا (كذ)
ذاك الذي قطُّ لم يَشغله شاغلُه ... عن ذكرِ مولاه بل يصغي لما أمرَا
أفناهُ عن نفسه من كلّ شائبةٍ ... ولم يبقِ لها رَسْماً ولا أثرَا
وإن يَعْمَ هلالُ القومِ عنك فلم ... تَنْظرْ إليه فسلّم للّذي نَظرَا

Marfat.com

الباب الثاني

في

اقواله ومصنفاته رضي الله عنه

وهذا الباب بحرٌ لا ساحل له . إذ مصنّفاته تزيد على خمس مئة مصنّف. فمن ذلك ما ذكره الشيخ رضي الله عنه في رسالة كتبها لبعض المريدين ما هذا ترجمتها[1] :

الحمدُ لله وسلامٌ على عباده الذين اصطفى . أمّا بَعْدُ : فقد سألني بعض الإخوان أن أُقيّد له في هذه الأوراق ما صنفتُه وأنشأتُه في علم[2] الحقائق والأسرار على طريق التصوّف ، وفي غير هذا الفنّ. فقيّدتُ له وفّقه[3] الله تعالى [في هذا الفهرست] ما سأل. إلاّ أنّ بعض هذه الكتب إنْ طُلِبَتْ فهي قليلة ، لأني كنت قد أودعتها لشخصٍ لأمرٍ طرأ[4] ، فلم يردّها عليّ ذلك

---

1 قابلنا هذا النص بالفهرست الذي نشره كوركيس عواد لابن عربي في مجلة المجمع العلمي بدمشق (المجلد ٢٩ ،سنة ١٩٥٤ ،ص ٣٥٥).وقد رمزنا إليه بحرف م. وبنسخة الهند المخطوطة من الفهرست ورمزنا اليها بحرف هـ. وما كان في النص بين [ ] فهو مضاف من م أو هـ.

2 هـ ، م « طريق » .

3 ص « وفقنا » .

4 م « إلا أن بعض هذه الكتب التي ذاكرها هاهنا إن شاء الله تعالى وهي قليلة، منها كتب أودعتها».

الشخص [إلى الآن] ، ومنها ما كمل وهو الأكثرُ ، ومنها ما لم يكمل وهو الأقلُ. وما قصدتُ في كل ما ألفته مقصد المؤلفين ولا التأليف، وإنما كانت تَرِدُ عليَّ من الحقّ موارد تكاد العقول تحترق منها[1] فكنتُ أتشاغل عنها بتقييد ما يُمكن منها. فخرجتْ مخرجَ التأليف لا من حيث القصد. ومنها ما ألقته عن أمرٍ إلهي يأمرُني به الحقّ سبحانه وتعالى في نومٍ أوْ في مكاشفة.

وها أنا[2] أبتدىء بذكر الكتب التي أودعناها[3]. وليست بيدي ولا بيد غيري [فيما أظن] ، وما[4] اطلعتُ لها على خبر من ذلك الوقت إلى الآن. ثم أذكرُ الكتب التي بأيدي الناس اليوم ، و [التي] بيدي [وما خرجت إلى الناس لانتظاري في إظهارها ما عوّدنيه الحق من صدق الخاطر الرّباني وهو الأمر الإلهي الذي عليه العمل عندنا] مستعيناً بالله تعالى[5].

فمنهـا :

فصل في ذكر الكتب التي أودعناها

١ – كتاب في الحديث اختصرتُ فيه المسند الصحيح لمسلم بن الحجاج [لنفسي].

٢ – وكتاب في الحديث أيضاً[6] اختصرتُ فيه مصنّف أبي عيسى الترمذي.

---

١ م « موارد تكاد تحرق فؤادي وتفتت أكبادي » . ه « تكاد تحرقني » .
٢ ه ، م « وأنا » .
٣ ه « أودعتها » .
٤ ه ، م « فإني ما » .
٥ ه ، م « وبالله أستعين » .
٦ ه ، م « وكذلك اختصرت » .

Marfat.com

٣ ـ وكنت بدأت[١] كتاباً سميته المصباح [في الجمع بين الصحاح].

٤ ـ وكنت بدأت[٢] في اختصار المحلّى لابن حزم[٣] .

٥ ـ [وكتاب الاحتفال فيما كان عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم من سنن الأحوال] .

وأما ما كان منها في علوم الحقائق في طريق الصوفية[٤] فمن ذلك :

٦ ـ كتاب « الجمع والتفصيل في أسرار معاني التنزيل » أكملتُ منه إلى سورة مريم[٥]، وجاء بديعاً في شأنه . وما أظنّ في البسيطة مَنْ نَزَعَ في القرآن ذلك المنزع ، وذلك أني رتّبتُ الكلام فيه على كلّ آية في ثلاث مقامات : مقام الجلال أوّلاً ، ثم مقام الجمال ، ثم مقام الاعتدال . وهو البرزخ ، حسب الوزن الكامل[٦] المحمّدي وهو[٧] مقام الكمال . فآخذُ الآية من مقام الجلال والهيبة فأتكلم عليها [حتى أردّها لذلك المقام بألطف إشارة وأحسن عبارة. ثمّ آخذها بعينها وأتكلم عليها] من مقام الجمال ،وهو يقابل المقام الأوّل ،حتى أوردها المقام كأنها إنّما أُنزلتْ في ذلك المقام خاصّة . ثم آخذ تلك الآية بعينها فأتكلم عليها من مقام الكمال بكلام لا يشبه [الوجهين] المتقدمين . وفي هذا المقام أتكلّم على ما فيها من أسرار الحُروف الكبار والحروف الصغار التي هي الحركات وسكون الحي وسكون الميت[٨] إن كان فيها شيء من ذلك ،

---

١ هـ ، م « ابتدأت » .
٢ هـ ، م « كذلك ابتدأت » .
٣ هـ ، م « لابن حزم الفارسي » وقال كوركيس عواد إن « الفارسي » وهم . وهو صحيح ، لأن ابن حزم كان ينسب إلى الفرس .
٤ هـ « في الطريق الصوفي » .
٥ هـ ، م « اكملت منه الى قوله « واذ قال موسى لفتاه لا أبرح » .
٦ هـ ، م « من حيث الورث الكامل » .
٧ هـ « فهو » .
٨ هـ « والسكون الحي والسكون الميت » .

Marfat.com

والنسب والإضافات والإشارات وما أشبهَ ذلكَ . فإذا فرغتُ من ذلك انتقلتُ إلى الآية التي تجاورُها . وما فيه لأحدٍ كلمة أصلاً إلاّ إن كان استشهاداً وَهو قليل[1] .

٧ – وكتاب الجذوة المقتبسَة والخطْرة المختلسَة .

٨ – وكتاب مفتاح السعادة في معرفة المدخل إلى طريق الإرادة .

٩ – وكتاب المثلّثات الواردة في القرآن مثل قوله تعالى : ﴿لا فارضٌ ولا بِكرٌ عوَانٌ بين ذلك﴾ ومثل قوله تعالى : ﴿ولا تَجهَرْ بصلاتك ولا تُخافتْ بها وابْتَغِ بين ذلك سَبيلاً﴾ .

١٠ – وكتاب المسبّعات الواردة في القرآن مثل قوله تعالى: ﴿سبع بقرات سمان[2]﴾ و ﴿سبع سمٰوات[3]﴾، و ﴿سبعة إذا رجعتم﴾ .

١١ – وكتاب الأجوبة على المسائل المنصورية. وهو نحو مئة سؤال سألني [عنها] صاحب لي اسمه منصور .

١٢ – وكتاب مُبَايعة[4] القطب بحضرة القرب . يحتوي على مسائل جمّة من مراتب الأملاك والمرسلين والنبيّين والعارفين والروحانيّين ، ما سُبقت في علمي إليه .

١٣ – وكتاب مناهج الارتقاء إلى افتضاض أبكار البقاء [المخدّرات بخيمات اللقاء]. رتّبتُه على ثلاث مئة[5] باب في كل باب[6] عشر مقامات .

---

١ ﻫ « إلا إن كان استشهاد فيكن قليل » .

٢ قوله « سبع بقرات سمان » ساقط من ﻫ ، م .

٣ ﻫ ، م « خلق سبع سموات » .

٤ ص « متابعة » .

٥ ﻫ ، م « يحوي على ثلاث مئة باب » .

٦ كلمة « باب » ساقطة من ﻫ .

Marfat.com

وهو يتضمّن ثلاثة آلاف مقام .

١٤ – وكتاب [كنه] ما لا بدّ للمريد منه .

١٥ – وكتاب المُحكم في المواعظ والحِكم وآداب رسولِ الله[١] صلى الله عليه وسلّم .

١٦ – وكتاب الحلى في أسرار[٢] روحانيّات الملإ الأعلى .

١٧ – وكتاب كشف المعنى عن سرِّ أسماءِ الله الحُسْنَى .

١٨ – وكتاب الدليل في ايضاح السبيل[٣] ، في الوعظ .

١٩ – وكتاب عُقلة المستوفز [في أحكام الصنعة الانسانية] .

٢٠ – وكتاب جلاء القلوب . اتفق لي في هذا الكتاب عجيبة. وذلك [أني] لما وضعتُه أخذ [منه] كلّ واحدٍ من إخواننا كراسة أو [اثنتين] ليطالعها . وأخذتُ أنا صدر الكتاب[٤] ، وكان في نحو عشرين ورقة . فخرجنا إلى خارج البلد مع جملةٍ [من] أصحابنا. فقعدنا في ربوة نطالعُ فيه . وكان من أبدعِ الموضوعات . فلما فرغنا من قراءته وضعناه في الأرض فاختُطف ، فما أدري اختطفه الجنّ أم البشر[٥] ممن يحتجب عن الأبصار . وما عرفت له خبراً إلى الآن . وأمّا بقيّة الكتاب فما جمعته بعد ذلك . ولا[٦] رَدّ عَلَيّ كلّ مَنْ كان عنده شيءٌ منه . وهذا ما كان من شأنه .

---

١ ص « الحكم والآداب لرسول الله » .

٢ هـ ، م « في استنن إلى » ؟

٣ سماه في هـ ، م « شفاء العليل في إيضاح السبيل » .

٤ هـ ، م « ولما صدر الكتاب » .

٥ هـ ، م « جن أم بشر » .

٦ هـ ، م « ولا رده إلي كل من كان عنده منه شيء » .

٢١ ـ وكتاب التحقيق في بيان[1] السرّ الذي وقر في نفس أبي بكر[2] الصديق رضيّ الله عنه .

٢٢ ـ وكتاب الإعلام بإشارات أهل الإلهام .

٢٣ ـ وكتاب السراج الوهّاج في شرح كلام الحلاّج قدس الله روحه[3] .

٢٤ ـ وكتاب الإفهام في شرح الإعلام[4] .

٢٥ ـ وكتاب المنتخب في ساير القُرَب[5] .

٢٦ ـ وكتاب نتائج الأذكار وحدائق الأزهار .

٢٧ ـ وكتاب الميزان في صفة الانسان[6] .

فهذه أسماء الكتب المودوعة [ما أدري] هل خرج عن ذكري منها شيء أم لا . فإن العهد متقدّم[7] والخاطر غير مصروف لما كان في الزمان الماضي حذراً من فوْت الوقت .

قلت : هذه الكتب المودوعة الآن بأيدي الناس ولا أعلم هل ظهرت في حياة الشيخ رضي الله عنه أم بعد وفاته . فإني وقفتُ على معظمها وبعضها عندي . وهذه التذكرة إنّما كتبها الشيخ رضي الله عنه بمكة في أيام كان بها مجاوراً ، والله تعالى أعلم .

---

١ هـ ، م « شأن » .

٢ قوله « أبي بكر » ساقط من هـ ، م .

٣ قوله « قدس الله روحه » لا يوجد في هـ ، م .

٤ هذا الكتاب ذكر في هـ ، م مع كتاب الأعلام .

٥ هـ ، م « من مآثر العرب » .

٦ هـ ، م « في حقيقة الانسان » .

٧ هـ ، م « يقام » ولا معنى لها .

Marfat.com

فصل في الكتب التي بأيدي الناس

[اليوم مما ينسب إلينا]

فمنها في الحديث :

٢٨ – كتابُ المحجّة البيضاء . صنّفتُه بمكة شرّفها الله تعالى على طريق الفقهاء[١] أكملتُ فيه كتاب الطهارة والصلاة في مجلدين ، وبيدي المجلد الثالث ، وأنا[٢] في كتاب الجمعة منه .

٢٩ – وكتاب مفتاح السّعادة . جمعتُ فيه بين متون مسلم والبخاري وبعض أحاديث [من] الترْمِذي .

٣٠ – وكتابُ كنز الأسرار[٣] فيما رُوِي عن النبي المختار[٤] من الأدعية والأذكار .

٣١ – وكتاب مشكاة الأنوار فيما روي عن الله سبحانه وتعالى من الأخبار .

٣٢ – وكتاب الأربعين المتقابلة .

٣٣ – وكتاب الأربعين الطوال[٥] .

٣٤ – [وكتاب العين][٦] .

[ولا أدري هل خرج عن ذكري منها في هذا الفن شيء أم لا ، لانشغال الخاطر وعدم الالتفات للماضي]

---

١ قوله « على طريق الفقهاء » لا يوجد في هـ ، م .

٢ م « أتى في » خطأ .

٣ هـ « الأبرار » .

٤ قوله « المختار » لا يوجد في هـ ، م .

٥ هـ ، م « الطوالات » .

٦ الزيادة من هـ . وفي م « العين في خصوصية سيد الكونين » .

[وأما ما بأيدي الناس من كتبنا في طريق الحقائق فمنها]

٣٥ ـ كتاب التدبيرات الإلهية في [إصلاح] المملكة[١] الإنسانية. حذوتُ فيه حذو الحكيم أرسطو في كتابه المسمّى «بسرّ الأسرار»[٢] الذي صنّفه لاسكندر، [وبسبب ذلك الكتاب وضعتُ هذا السرّ إلى أخينا أبي محمد عبد الله ابن الأستاذ المورروري في ذلك].

٣٦ ـ وكتاب سبب عشق النفس للجسم[٣] وما تُقاسي من الألم عند فراقه بالموت.

٣٧ ـ وكتاب [إنزال] الغيوب على مراتب القلوب [فيما لنا من سجع وشعر].

٣٨ ـ وكتاب الإسرا إلى المقام الأسرى.

٣٩ ـ وكتاب مشاهد الأسرار القدسية ومطالع الأنوار الإلهيّة[٤].

٤٠ ـ وكتاب الجلا[٥].

٤١ ـ وكتاب المنهج السّديد الى ترتيب أحوال الإمام البُسْطامي أبي يزيد رضي الله عنه [٦]أمرني الحقّ سبحانه وتعالى بشرحها [في النوم] بساحل سَبْتَة بلدة من بلاد المغرب. فقمتُ مبادراً قبل طلوع الفجر[٧]. وكان لي

---

١ ﻫ «ملكة».
٢ ﻫ، م «في كتاب سر الأسرار».
٣ ﻫ «سبب تعشق النفس بالجسم».
٤ ص «مشاهدة.. مطلع».
٥ م «الجلي في الكشف عن الولي».
٦ سمي هذا الكتاب في م «مفتاح اقفال الإلهام الوحيد، وإيضاح اشكال اعلام المريد، في شرح أحوال الامام البسطامي أبي يزيد».
٧ ﻫ «قبيل الفجر».

ناسخان فأمليت عليهما فكتبا ، فما طلعتِ الشمسُ حتى تقيّد منهما كراسان .

٤٢ ـ وكتاب أنس المنقطعين برب العالمين . وضعته لنفسي ولغيري .

٤٣ ـ وكتاب الموعظة الحسنة . وضعته بمكة شرفها الله تعالى[١] .

٤٤ ـ وكتاب البغية في اختصار كتاب الحِلْيَة لأبي نُعَيْم الاصفهاني[٢] الحافظ . وضعته لنفسي[٣] .

٤٥ ـ وكتاب الدرة الفاخرة في ذكر من انتفعت به في طريق الآخرة.

قال[٤] ابن الدبيثي : هذا الكتابُ يشتملُ على ذكر أخبار مشايخ الغرب ولم يصحبه معه إلى الشرق . فلما ورد إلى الشام اختصره من خاطره من غير مراجعة إلى الأصل .

٤٦ ـ وكتاب المبادىء والغايات فيما تحتوي عليه حروف المعجم من العجائب والآيات .

٤٧ ـ وكتاب مواقع النجوم ومطالع أهلّة الأسرار والعلوم[٥]. في جزأين، وهو كتابٌ عزيزُ الوجود لم يُصنَّف في فنّه مثله[٦] .

٤٨ ـ وكتاب الانزالات الوجوديّة من الخزائن الجودية .

٤٩ ـ وكتاب حلية الأبدال وما يظهر منها[٧] من المعا[رف والأحوال]. وهو كتاب ساعة وضعته بالطائف بدرب آل أميّة[٨]. في زيارتي لعبد الله بن عباس

---

١ قوله : « وضعته بمكة . . » ساقط من هـ ، م .

٢ قوله : « الاصفهاني » ساقط من هـ .

٣ هـ « وضعته في حق نفسي » .

٤ هذا كلام مؤلف الرسالة .

٥ م « النجوم » خطأ .

٦ قوله « في جزأين . . . مثله » ساقط من هـ ، م .

٧ هـ « وما يظهر عليها » ، م « وما يظهر عنها وعليها » .

٨ هـ ، م « بدرب أبي أمية » .

Marfat.com

رضي الله عنه[1] . تكلمت فيه على الجوع والصمت والسهر والخلوة .

٥٠ – وكتاب أنوار الفجر في معرفة المقامات والعاملين على الأجر [وعلى غير الأجر] . وإنّما سميتُه بهذا الاسم لأنّني لا أقيّد منه حرفاً إلاّ في وقت الفجر[2] إلى أن يكاد يبدو حاجب الشمس .

٥١ – وكتاب الفتوحات المكية . وهو كتاب كبير في مجلدات كثيرة[3] ، مما فتح الله سبحانه وتعالى به عليّ في مكّة شرّفها الله تعالى ، يحتوي على خمس مئة وخمسة وستين باباً في أسرارٍ عظيمةٍ[4] ، في مراتب العلوم والمعارف والسلوك والمنازل والمنازلات[5] والأقطاب وشبه هذا الفن[6] .

٥٢ – وكتاب تاج الرسائل ومنهاج الوسائل . مخاطبات بيني وبين الكعبة شرّفها الله تعالى . وهو سبع رسائل .

٥٣ – وكتاب روح القدس في مُناصحة النفس .

٥٤ – وكتاب التنزلات الموصليّة في أسرار الطهارات والصلوات والخمس والأيام المقدّرة الأصليّة .

٥٥ – وكتاب إشارات القرآن في عالم الانسان .

٥٦ – وكتاب القَسَم الإلهي بالاسم الربّاني .

٥٧ – وكتاب الجلال والجمال .

---

١ قوله « في زيارتي . . . رضي الله عنه » ساقط من هـ ، م .

٢ ص « لأني لا قيدته حرفاً إلى وقت الفجر . . . » صححنا العبارة من هـ .

٣ كلمة « كثيرة » ساقطة من هـ ، م .

٤ في م زيادة « أسرار عظيمة وحكم جسيمة » .

٥ م « المتأولات » تصحيف .

٦ في م وحدها زيادة : « وأظن والله أعلم ما صنف مثله ولا يصنف . لأني حلوت فيه حنواً غريباً وأسلوباً عجيباً » .

Marfat.com

٥٨ – وكتاب المدخل إلى العمل بالحُروف[1] .
٥٩ – وكتاب المقنع في السهل المُمْتنِع .
٦٠ – وكتاب الأمر[2] المربوط في معرفة ما يحتاج أهل طريق الله من الشروط .
٦١ – وكتاب رسالة الأنوار فيما يمنح صاحب الخلوة [على] الترتيب مِن الأسرار .
٦٢ – وكتاب عنقاء مَغْرِب .
٦٣ – وكتابُ المعلوم في عقائد علماء الرسوم .
٦٤ – وكتاب الإيجاد الكوني والمشهد العَيْني ، بحضرة الشجرة الانسانية والطيور الأربعة الروحانيّة .
٦٥ – وكتاب إنشاء الجداول والدوائر في[3] الرقائق والحقائق .
٦٦ – وكتاب الأعلاق في مكارم الأخلاق .
٦٧ – وكتاب روضة العاشقين .
٦٨ – وكتاب ستة وتسعين . تكلّمنا فيه على الواو والميم والنون لانعطاف أوائلها على أواخرها[4] [هكذا : م ي م ، واو ، نون]
٦٩ – وكتاب الإشارات في أسرار الأسماء الإلهيات والكنايات .
٧٠ – وكتاب الحجب المعنوية في الذات الهوية .
٧١ – وكتاب الرسالة أرسلتها لفخر الدين الرازي .
فهذا ما بأيدي الناس .

---

١ في م « السر المكشوف في المدخل إلى العمل بالحروف » .
٢ في م « الأمر المحكم المربوط » .
٣ ه ، م « و » .
٤ ه ، م « أواخرها على أوائلها » .

Marfat.com

٧٢ – كتاب المبشّرات. ذكرت فيه ما تذكرته[1] من رؤيا رأيتها تفيد علماً وتحرّض على الخير .

٧٣ – كتاب ترتيب الرحلة ذكرتُ فيه ما لقيته في رحلتي إلى بلاد المشرق، وفيه ذكر مشايخنا[2] الذين لقيناهم وسمعنا عنهم . أذكر الشيخ رضي الله عنه وأذكر عنه حديثاً عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وحكاية مفيدة وأبياتاً من الشعر إمّا له أو من روايته .

٧٤ – [كتاب فيه مما رويتُه من الأحاديث العوالي، ولم أشترط فيه الصحة.]

وأما الكتب التي أمرني الحق سبحانه وتعالى بوضعها ولم يأمرني[3] بإخراجها للنّاس وبثّها[4] في الخلق فمن ذلك

٧٥ – كتاب الأحديّة. وهو كتاب يتضمّن الأحَديّة والوحدانية والفردانية [والأوليّة ، والوتريّة] ، ونفي الكثرة من الوجود العددي ، وأنّ الواحد مظهر في مراتب الأعداد فتنشأ الأعداد وتغيب [فيبقى .]

٧٦ – وكتاب الهوّ . ويتضمّنُ هذا الكتاب معرفة [الضمائر وإضافات النفس] .

٧٧ – كتاب الجامع . يتضمن معرفة الجلال بما يدل عليه من الجمع والإطلاق ، وبما يدلّ عليه من [التقييد] عند[5] قول الملهوف : يا الله اغني[6] .

---

١ م « يذكر به » خطأ .

٢ ه ، م « وجردت جزءاً فيه ذكر مشايخنا . . . »

٣ ه ، م « . أمرني الحق تعالى في قلبي لوضعها ولم يأمر إلى الآن بإخراجها » .

٤ م « تبيينها » .

٥ ه « مثل » .

٦ قوله « اغني » ساقط من ه ، م .

Marfat.com

٧٨ ــ وكتاب الرحمة . ويتضمن معرفة التخصيص فيها والتعميم والعطف والحنان والرأفة[1] والشفقة .

٧٩ ــ وكتاب العظمة . وهو كتاب يتضمّن إشاراتٍ من الجلال والكبرياء والجبروت والهيبة .

٨٠ ــ وكتاب المجد .

٨١ ــ وكتاب الديموميّة. ويتضمّن هذا الكتاب مسائل من السرمديّة والخلود والأبد والبقاء .

٨٢ ــ وكتاب الجُود . يُشَارُ فيه إلى العطاء والوهب والمنح والكرم والسخاء ، [والرُّشا ، والهدايا] .

٨٣ ــ وكتاب القيّوميّة .

٨٤ ــ وكتاب الاحسان .

٨٥ ــ وكتاب الفلك والسماء .

٨٦ ــ وكتاب الحكمة المحتوية[2] .

٨٧ ــ وكتاب العزّة . يُشار فيه إلى المنع والقهر والغلبة والحمد؟[3] والعجز والقصور .

٨٨ ــ وكتاب الأزل .

٨٩ ــ وكتاب النور. يُشار فيه إلى الضياء والظلال والظلمة[4] والإشراق والظهور .

٩٠ ــ وكتاب السرّ .

---

١ ص « الألفة » أثبتنا رواية هـ ، م .

٢ هـ « المحبوبة » .

٣ هـ « الحما » .

٤ هـ ، م « الظل » .

٩١ ـ وكتاب الابداع[١] والاختراع .

٩٢ ـ [وكتاب الأمر والخلق

٩٣ ـ وكتاب الصادر والوارد

٩٤ ـ وكتاب القدم

٩٥ ـ وكتاب الملك

٩٦ ـ وكتاب القدس

٩٧ ـ وكتاب الحياة

٩٨ ـ وكتاب العلم]

٩٩ ـ وكتاب المشيئة يُشار فيه إلى التمنّي والإرادة والشهود والهاجس والعزم والنية والقصد والهمة[٢] .

١٠٠ ـ وكتاب الفهوانية ،وربّما يقع اسمه كلمة الحضرة، وربّما وقع اسمُه القول . يُشار فيه إلى الكلام والنطق والحديث والسمَر وشبه ذلك .

١٠١ ـ وكتاب الرقم. يُشار فيه إلى الخطّ والكتابة والإشارة والحروف الرقمية

١٠٢ ـ [وكتاب الرقيم]

١٠٣ ـ [وكتاب العين . يُشار فيه إلى الرؤية والمشاهدة والمكاشفة والتجلّي واللمح واللمع والطالع والذوق والشرب والباده والهاجم وشبه هذا]

١٠٤ ـ وكتاب الباه . يُشار فيه إلى التوالد والتناسل .

١٠٥ ـ وكتاب كُنْ . يُشار فيه إلى حضرة الأفعال والتكوين .

١٠٦ ـ وكتاب المبادىء . يُشار فيه إلى أن الإعادة مبدأ، وأن العالم في

---

١ ه ، م « الابداء » .

٢ قوله : « يشار فيه . . . الهمة » ساقط من م .

كل نفس في مبدأ .

١٠٧ ـ وكتابُ الولاية[1] .

١٠٨ ـ وكتاب [الدعاء و]الإجابة .

١٠٩ ـ وكتابُ الرَّمْز في حروف أوائل السور .

١١٠ ـ وكتاب الرقية[2] .

١١١ ـ [وكتاب البقاء] .

١١٢ ـ وكتاب القدرة .

١١٣ ـ وكتاب الحكم والشرائع الصحيحة والرئاسة[3] والسياسة .

١١٤ ـ وكتاب [مفاتيح] الغيب .

١١٥ ـ وكتاب الخزائن[4] .

١١٦ ـ وكتاب الرياح اللواقح .

١١٧ ـ [وكتاب الريح] العقيم .

١١٨ ـ وكتاب الكتب : القرآن والفرقان وأصناف الكتب كالمسطور والمرقوم والحكيم المبين [والمحصي والمتشابه] وغير ذلك .

١١٩ ـ وكتابُ التدبير والتفصيل .

١٢٠ ـ وكتابُ اللذة والألم .

١٢١ ـ وكتاب الحق .

١٢٢ ـ وكتاب الحمد .

١٢٣ ـ وكتاب [المؤمن و] المسلم والمحسن .

---

١ كذا في ص . وفي هـ ، م « كتاب الزلفة » .

٢ في م « الرتبة » هـ « الرقبة » .

٣ كلمة « الرئاسة » ساقطة من هـ .

٤ هـ « الخزائن العملية » ، م « الخزائن العلمية » .

Marfat.com

١٢٤ — وكتاب القدر .

١٢٥ — وكتابُ الشأن[١] .

١٢٦ — وكتاب الوجود .

١٢٧ — وكتاب التحويل .

١٢٨ — وكتاب الحياة[٢] .

١٢٩ — وكتابُ الوحي .

١٣٠ — وكتابُ الانسان .

١٣١ — وكتاب يشتمل على ذكر التحليل والتركيب .

١٣٢ — وكتاب المعراج .

١٣٣ — وكتاب الروائح والأنفاس .

١٣٤ — وكتاب الملك .

١٣٥ — وكتاب الأرواح .

١٣٦ — وكتاب الهيأ [كل] .

١٣٧ — وكتاب التحفة والطرفة .

١٣٨ — وكتاب الغرفة والخرفة[٣] .

١٣٩ — وكتاب الأعراف .

١٤٠ — وكتاب زيادة كيد القول[٤] .

١٤١ — وكتاب الإسفار [عن نتائج الأسفار] .

١٤٢ — وكتاب الأحجار المتفجرة والمتشقّقة والهابطة .

---

١ ص « البشارة » خطأ ، أثبتنا ما في ه ، م .

٢ كذا في ص ، وفي ه ، م « الخبرة » .

٣ كذا في ص و ه . وفي م « الفرقة والحرقة » ؟

٤ م « زباد كبد النون » ه « زيادة كيد البول » ؟

Marfat.com

١٤٣ – وكتاب الجبل[1] .

١٤٤ – وكتاب الطور[2] .

١٤٥ – وكتاب أدب النمل[3] .

١٤٦ – [وكتاب البروج] .

١٤٧ – وكتاب الحشرات .

١٤٨ – وكتاب القسطاس .

١٤٩ – وكتاب القلم[4] .

١٥٠ – وكتاب اللوح .

١٥١ – وكتاب العرش .

١٥٢ – وكتاب الكرسي .

١٥٣ – وكتاب الفلك[5] .

١٥٤ – [وكتاب الهباء] .

١٥٥ – وكتاب الجسم .

١٥٦ – وكتاب الزمان .

١٥٧ – وكتاب المكان .

١٥٨ – وكتاب الحركة .

١٥٩ – وكتاب العالم .

١٦٠ – وكتاب الآباء العلويات والأمهات السفليات [والبنات] والمولّدات .

---

١ هـ « الجبال » م « الخيال » .

٢ هـ ، م « الطير » .

٣ هـ « كتاب النمل » .

٤ هـ « العلم » .

٥ هـ « كتاب الفلك وكتاب الفلك المشحون » .

Marfat.com

١٦١ – وكتاب النجم والشجر[١] .
١٦٢ – [وكتاب سجود القلب] .
١٦٣ – وكتاب الأسماء .
١٦٤ – وكتاب النحل .
١٦٥ – وكتاب الرسالة والنبوّة والولاية [والمعرفة] .
١٦٦ – [وكتاب الغايات] .
١٦٧ – وكتاب العشق .
١٦٨ – وكتاب السبعة عشر[٢] .
١٦٩ – وكتاب النار .
١٧٠ – وكتاب الجنّة .
١٧١ – وكتاب الحضرة .
١٧٢ – وكتاب المناظرة بين الانسان والحيوان .
١٧٣ – وكتاب المفاضلة .
١٧٤ – وكتاب الانسان الكامل والاسم الأعظم .
١٧٥ – [وكتاب المبشّرات] .
١٧٦ – وكتاب محاضرة الأبرار ومسامرة الأخيار .
١٧٧ – وكتاب الأولين .
١٧٨ – وكتاب ترجمان الأشواق .
١٧٩ – وكتاب العبادلة[٣] .
١٨٠ – وكتاب تاج التراجم .

---

١ م « السحر » خطأ .
٢ ه ، م « التسعة عشر » .
٣ م « العباد » .

١٨١ – وكتاب ما لا يعوَّل عليه في طريق الله]
١٨٢ – وكتاب ايجاز البيان في الترجمة عن [القرآن] .
١٨٣ – [وكتاب المعرفة .
١٨٤ – وكتاب شرح الأسماء .
١٨٥ – والذخائر والأعلاق في شرح ترجمان الأشواق] .
١٨٦ – وكتاب النصايح فيما يتقرب في طريق الله تعالى .
١٨٧ – وكتاب اللوايح في شرح النصايح .
١٨٨ – وكتاب الوسائل في الأجوبة عن عيون المسائل .
١٨٩ – [وكتاب النكاح المطلق .
١٩٠ – واختصار سيرة النبي صلى الله عليه وسلم] .
١٩١ – وكتاب المنبع الحمى البصير فيه أعمىً فكيف حلّ به العمى .
١٩٢ – وكتاب فصوص الحكم[١] . . .

جميع هذه الكتب التي لم تخرج إلى الناسِ ولم تبثّ في الخلق، خرج[٢] بعضها في حياته وبعضها بعد وفاته رضي الله عنه .

وأنا ما طابت من[٣] إيراد هذه التذكرة إلا فرح المحبين ونوح الحاسدين، وما قصدتُ بذلك حصر كتبه، فإنّ كتبه رضي الله عنه لا تكاد أن تحصَر. فقد ذكر شيخُنا شيخُ كلّ حاضرٍ وبادٍ الشيخُ مجدُ الدين محمد [بن يعقوب] الفيروزابادي[٤]، قدّس الله روحه وروّى بالرحمة ضريحه، أنّه وقف على إجازةٍ

---

١ لم تنته فهرست الكتب وفي هـ ، م خمسون كتاباً أو أكثر بعد .

٢ ص « خرجت » .

٣ ص « وإما إذا طلبت في » .

٤ محمد بن يعقوب الفيروزابادي الشيرازي. من كبار العلماء الفقهاء اللغويين. ارتحل إلى العراق والشام ومصر والروم والهند واليمن. توفي بزبيد سنة ٨١١ هـ. (الضوء اللامع ١٠/٧٩) .

Marfat.com

كتبها الشيخُ مُحيي الدين رضي الله عنه للملك الأعظم[1] صاحب دمشق فقال في آخرِها: وأجزتُ له أن يروي عني مصنفاتي ومن جملتها كذا وكذا، وعدّ نيّفاً وخمس مئة كتاب[2]. وهذا الذي ذكره شيخنا أقضى القضاة رضي الله عنه سمعتُه من لفظه المبارك سابع عشر شهر رمضان المعظم سنة أربعٍ وثمانين وسبع مئة بدهلي المحروسة.

ووقفتُ عليه مرّةً أخرى في جوابِ استفتاء السُّلطان الأعظم ذي الرأفة والجاه الناصر لدين الله، خلّد الله ملكه، وجعل بَسيط الأرض ملكه، المنعم على البسيطة أحمدا، لا زال بالفتح المبين مؤيّداً، وجعل بالنصر العزيز مؤيّداً، وذلك أنّه اجتمع في خزانته السعيدة على ما بلغني من مصنّفات الشيخ مُحيي الدين رضي الله عنه ما لم يجتمع في خزانة غيره من آبائه السلاطين المتقدّمين رضوان الله عليهم أجمعين، كالأشرف والأفضل والمُجاهد والمؤيد والمظفّر والمنصور طيّب الله ثَراهم وجعل الجنّة مُنْقَلَبهم ومثواهم.

قوم محاسن جودهم مبثوثةٌ يبلى الزمانُ وذكرُها يتجدّدُ

فتكلّم الفقهاء فيها لقصور عقلهم في إدراك معانيها. فاستفتى السلطانُ الأعظم أعزّ الله أنصاره، وضاعف ملكه واقتداره، شيخنا أقضى القضاة رضي الله عنه ما هذا ترجمته:

ما[3] تقول السادةُ العلماءُ شدّ اللهُ بهم أزر الدين، ولَمّ بهم شَعَثَ

---

1 الصحيح أنه الملك المظفر الأيوبي. وقد نشرها الدكتور عبد الرحمن بدوي في مجلة الأندلس. (المجلد العشرون، ١٩٥٥).

2 عدد الكتب الذي ورد في الإجازة حسب تعداد بدوي هو (٢٩٠) كتاباً.

3 نقل المقري في نفح الطيب صورة هذه الفتوى من كتاب الفيروزابادي المسمى «الاغتباط بمعالجة ابن الخياط» وقد قابلنا النص هنا بنص المقري. (٣/٣٧٥).

Marfat.com

المسلمين في الشيخ مُحيي الدين ابن العربي رضي الله عنه، وفي كتبه المنسوبة كالفتوحاتِ وفصوص الحكم وغير ذلك ، هل يجوز[1] قراءتُها وإقراؤها ؟ وهل هي من الكتبِ المسموعةِ المقروءةِ أم لا ؟

أفتونا مأجورين جواباً شافياً فيها لتحوزوا جزيلَ الثواب من الله الكريم الوهّاب .

فأجاب شيخُنا أقضى القضاة[2] رضي الله عنه ما هذا ترجمته :

اللهم أنطقنا بما فيه مرضاتك[3] .

الذي اعتقده من حال المسؤول عنه وأدين الله به أنّه كان شيخ الطريقة حالاً وعلماً ، وإمام التحقيق حقيقةً ورسماً ، ومحيي رسوم المعارف فعلاً واسماً .

إذا تَغَلْغَلَ فِكْرُ المرءِ في طَرَفٍ من بَحْرِهِ غَرِقَتْ فيه خواطرُه

عُبابٌ لا تكدّره الدِّلاء ، وسحاب تتقاطر عنه الأنواء[4] ، دعواته تخترق السبع الطّباق ، وتتفرّق بَرَكاته فتملأ الآفاق . وإني أصفُه وهو فوق ما وصفتُه ، وغالب ظني بل يقيني أني ما أنصفته

وما عليّ إذا ما قلتُ مُعْتَقَدي دعِ الجهولَ يَظُنّ العذلَ عُدوانا

واللهِ واللهِ واللهِ العظيمِ ومَنْ أقامه حُجّةً لله[5] بُرْهَانا

إنّ الذي قلت بعضٌ من مناقبه ما زدتُ إلاّ لعلّي زِدْتُ نُقْصانا

---

١ مقري « تحل » .

٢ يعني مجد الدين الفيروزابادي .

٣ مقري « رضاك » .

٤ المقري « وسحاب لا تتقاصر عنه الأنواء » .

٥ المقري « للدين » .

Marfat.com

وأما كتبه ومصنّفاته فهي البحارُ الزواخر التي لكثرة جواهرها[1] لا يُعرف لها أوّلٌ ولا آخر . وما وضع الواضعون مثلها،وإنّما خصّ الله سبحانه وتعالى بمعرفة قدرها أهلَها . ومن خواصّ كتبه أنّه مَنْ واظب على مطالعتها والنظر فيها والتأمّل في معانيها[2] انشرح صدره لحلّ المشكلاتِ وكشف[3] المعضلات . وهذا الشأنُ لا يكون إلاّ لمن خصّه الله تعالى بالعلوم اللدنية والمعارف الربّانية فمن جملتها :

التفسير الكبير في تسعة وتسعين مجلداً .

بلغ رضي الله عنه فيه إلى تفسير سورة الكهف عند قوله تعالى : « وعلّمناهُ من لَدُنّا عِلْماً . »[4]

فاستأثر تعالى به فتوفي الشيخ محيي الدين رضي الله عنه ولم يكمل . وهذا التفسير كتاب عزيز[5] ، كل سفر منه بحر لا ساحل له . ولا غرو فإنّه صاحبُ الولاية العُظْمَى والصدّيقيّة الكبرى فيما نعتقد وندين الله تعالى به .

قلت : هذا التفسير لم يذكره الشيخ رضي الله عنه في التذكرة التي تقدم ذكرها . لأنّ التذكرة كتبت بمكّة شرّفها الله تعالى . ثمّ إنّه رضي الله عنه انتقل إلى دمشق وسكنها برهة من الزمان قريباً من ثلاثين سنة ، وصنّف بها كتباً كثيرةً بعد تلك التذكرة . وكان آخر ممّا صنفهُ رضي الله عنه هذا التفسير. والله أعلم لو أكمله إلى ما كان يبلغ من المجلدات. وهذا ليس من الكسب الانساني بل من العطاء السبحاني والوهب الربّاني .

---

١ مقري « لجواهرها وكثرتها » .

٢ « « وتأمل ما في مبانيها » .

٣ « « فك » .

٤ سورة الكهف ، ١٨ ، الآية ٦٥ .

٥ المقري « عظيم » .

Marfat.com

نرجع إلى كلام شيخنا رضي الله عنه وقوله :

وثَمَّ طائفة من جهلهم وغيهم يُبَالغون على الشيخ محيي الدين رضيَ الله عنه في التنكير وربما يَبلغ بهم الغيّ والجهلُ إلى التكفير . وما ذلك إلاّ لقصور أفهامهم عن مدارك مقاصد أحواله وأقواله ، ولم تصل أيديهم إلى اقتطاف ثمار معانيه[1] ، فلذلك تكلّموا فيه . ولله درّ القائل حيث يقول :

عليّ نحتُ القوافي من مَعَادِنِهَا وما عليّ إذا لم تفهم البقرُ

هذا الذي نعلم ونعتقد [وندين الله تعالى به في حقّه] والله أعلم .

كتبه الملتجي إلى حرم الله[2] الصدّيقي . عفا الله عنه .

انتهى جوابُ شيخنا أقضى القضاة رضي الله عنه .

ثم عُرِض هذا الجواب على السلطان الأعظم ملّكه اللهُ من البلاد أقاصيها ، ومن العباد نواصيها ، فاستفتى الفقيه أبا بكر بن محمد بن الخيّاط المِخْلافي الجِبْلي[3] – تابَ الله عليه – إن كان قد رجع إليه ما هذا ترجمته :

ما يقولُ الفقيهُ في الكتب المنسوبة إلى الشيخ محيي الدين ابن العربي رضي الله عنه : كالفتوحات المكيّة وفصوص الحِكَمِ وغير ذلك . هل يجوز تعلّمها وإظهارها بين الناس واعتقاد ما فيها أم لا ؟ وهل هي من العلوم

---

١ مقري « . . عن إدراك مقاصد أقواله وأفعاله ومعانيها . ولم تصل أيديهم لقصرها إلى اقتطاف بجانيها » وقوله « فلذلك . . . » ساقط من المقري .

٢ في الضوء ٨١/١٠ « وكان يحب الانتساب إلى مكة مقتدياً بالرضى الصغاني فيكتب بخطه : « الملتجي إلى حرم الله . »

٣ أبو بكر بن محمد بن صالح الهمذاني الجبلي – بكسر الجيم بعدها باء ساكنة نسبة إلى ذي جبلة – التعزي اليمني . أحد كبار الفقهاء في اليمن . وكان المعول على فتواه في اليمن بتعز وذي جبلة . قال السخاوي : « جرى بينه وبين المجد الشيرازي مراجعات بسبب إنكاره على المشتغلين بكتب ابن عربي . وصنف في المنع جزءاً رد عليه المجد . توفي سنة ٨١١ هـ . » (الضوء اللامع ٧٨/١١ – ٧٩) .

Marfat.com

النافعة . فإنّ شيخنا شيخ الاسلام أقضي القضاة مجد الدين نفع الله به الاسلام والمسلمين لما سُئل عن ذلك أجاب بما يقتضي تفضيل كتب الشيخ مُحيي الدين رضي الله عنه على ما اشتهر من كتب العلوم النافعة ، ولم يقرّ ذلك في القلب فأوضح لنا الجواب .

فأجاب الفقيه المذكور

الجواب وبالله التوفيق :

قد آن لابن الخياط أن لا تأخذه في الله لومة لائم .

قلتُ : هذا أوّل خطاه في خطإه في فتواه . إذ آن بمعنى قَرُبَ ودَنَا . فقد أقرّ بفتواه واعترف بأنّه كان بعيداً عن الله تعالى ، وقد كان تأخذه في الله لومة اللائم . هذا فيما مضى من زمانه ثم الداعي الآن والحال بما ادّعى . وبقي عليه إقامة البيّنة ، وبيّنة قوله :

لا يجوزُ ولا يحلّ تحصيلُ كتب الشيخ مُحيي الدين رضي الله عنه ، لا قِراءتها ولا إقراؤها ، فإنّها مردودةٌ على مصنفها .

قلتُ : انظر أيّها الناظر إلى فضيحة هذا الجائر الذي ما يدري ما يقول ، ولا كلام نفسه إلى ماذا يؤول ، الذي شواهد دعواه تشهد على بُطلان ما ادّعاه . فإنّ كتب الشيخ مُحيي الدين رضي الله عنه تزيد على خمس مئة . وقد سبق ذكرُ بعضها كالتفسير الكبير على تسعة وتسعين مجلداً .

والتفسير الصغير في ثمانية مجلّدات .

وكذا الجمع والتفصيل في أسرار معاني التنزيل ، أكمل منه إلى سورة مريم .

واختصاره لمحلّى ابن حزم .

وكذا كتابه المسمّى بالمحجّة البيضاء على طريق الفقهاء ،الذي صنّفه بمكة شرّفها الله تعالى .

قال رضي الله عنه : أكملتُ منه كتاب الطهارة وكتاب الصلاة في

مجلدين، وبيدي المجلد الثالث . وأنا في كتاب الجمعة . وهذا الكتاب لو تمّ كان مجلّداً .

وكذا كتاب مفتاح السعادة الذي جمع فيه بين متون المسلم والبخاري والترمذي .

وكذا الكتاب المسمى بكنز الأسرار فيما يُروى عن النبيّ المختار صلّى الله عليه وسلم من الأدعية والأذكار .

وكذا كتابٌ يُسمّى بمشكاة الأنوار فيما يُروى عن الله سبحانه وتعالى من الأخبار .

وكذا كتاب الأربعين المتقابلة .

وكذا الأربعين الطوال .

وكم له رضي الله عنه من تصنيفٍ شريف في التفسير والحديث والفقه وأصول الفقه وأصولِ الكلام ، بعضها مشهورٌ وبعضها مستور ، وما بقي بيننا وبين الفقيه إلا التسفيه في العلوم الحقيقية والمعارف الربّانية التي لم يُحِطْ بها علماً ولم يُدرك لها حقيقة ولا رسماً . فما يقول العالمُ النحريرُ والعارفُ الخبير بمن يقول للأصحاب بالإضراب عن طريق الهُدى والصَّواب ؟ فهذه بيّنةُ ما ادّعاه في فتواه .

وللمؤلّف عفا الله عنه شعر :

قولوا لأعمى عاب شَمْسَ الضُّحى وَظَلّ من جهلٍ بها يَزْدري
إذا لم تكن مُشْتَرِياً ضوءَها فسائر الناسِ له مشتري

وللمؤلف عفا الله عنه شعر :

فقد فَتَقْنَا خياطَةَ الخيّاطِ بخيوطٍ نعلت (؟) بخيــاط

وكسرنا مقصّه وحرمناه ابر استهـا بغير اختيـاط

وله عفا الله عنه :

كلامُ الشيخ محيي الدين صكٌ بوجه المدّعي وقفاه سكٌ

كلامٌ ليس فيـه قطّ شكٌ وإن كان الأعـادي فيـه شكّوا

نرجع إلى كلام الفقيه وما فيه من التسفيه وقوله :

وما أظنّ الشيخ مجد الدين أقدم على ما أقدم إلاّ لعدم إمعان النظر في كتب الشيخ محيي الدين رضي الله عنه .

ثم ذكر في الفتوى كلاماً يُناسب مثله لا يليق لمثلي نقله ولا حكايته ، إذ كلّ يعمل على شاكلته . وكل ذلك قد أجابَ شيخنا أقضى القضاة رضي الله عنه بأجوبة طبقت الآفاق ، ووقع عليه الاجماع والاتفاق ، ولم يبق في سوق النفاق نفاق، أذكر منها ما يسّر الله ذكره ونشر عطره ما هذا ترجمته:

الحمد لله على كلّ حال، اللهم أرِنا الحقّ حقّاً وارزُقْنا اتبّاعه وأرِنا الباطلَ باطلاً ووفقّنا اجتنابَه .

قد ذكرتُ معتقدي في الشيخ محيي الدين رضي الله عنه بعد مواظبتي على مطالعة كتبه التي يَشرحُ صدورَ العارفين ويُنوّر قلوبَ العاشقين، النظرُ فيها، والتأمّلُ في حقائقها ومعانيها، واقتطافُ لطائف ثمراتها ومجانيها. وهو رضي الله عنه، شيخ المحققين ، وإمام العارفين ، وقطب الأولياء والصالحين . هذا الذي نعرفه ونتحققه وندينُ الله تعالى به . ومَنْ نظر في أوّل كتاب الفتوحات ومعتقده واتباعه للسُّنّة الشريفةِ النبويّة ، واقتفائه الأحاديث ، وبناءِ أبوابه عليها، عرف، إنْ كان ممّنْ شَرح الله صدره بنور العلم اللّدنّي، مقدارَ الشيخ محيي الدين وجلالة قدره .

وقولُ الفقيه إنّ كتب الشيخ محيي الدين رضي الله عنه لا يجوز ولا يحلّ تحصيلها ولا قراءتها ولا إسماعها فإنها مردودة على مصنفها إلى آخر مقالته ليس هو منفردٌ به ، بل قولُ جماعة من فقهاء الظاهريين الذين ينطقون بهذا . وأكثرهم يعتقدون خلافَه . وإنّما ينطقون بما يوافق عقولَ العامة العاجزين عن فَهْمِ شيءٍ من معاني كلام الشيخ مُحيي الدين رضي الله عنه ودقائقه . فإنهم متى سمعوا خلافه أنكروا وبدّعوا وشنّعوا . أليس حافظُ الأمة أبو هُرَيْرَةَ رضي الله عنه يقول : حفظتُ من رسول الله صلى الله عليه وسلم وعائين من العلم بَثَثْتُ أحدهما فيكم : والآخر لو بَثَثْتُهُ لقُطع مني هذا البلعوم ؟ هكذا ذكره الإمام أبو عبد الله البخاري رضي الله عنه في صحيحه . أراد به علوم الحقيقة التي ليست من شأن أهل الظاهر الذي لا يفهم شيئاً من ذلك، لأن ذلك خاصّ بمن خصّه الله تعالى به من الصدّيقين ، فإنّ الظاهريّ المنكر معذور من هذا الوجه .

وأما مبالغتُه في تكفير الشيخ محيي الدين رضي الله عنه فقد بسطنا عُذره في ذلك .

قلتُ : لا أدري لبسط عُذر المُخالف وجهاً مع وضوح الدلالات بالآيات البيّنات ، والأحاديثِ الصحيحات ، والبراهينِ القاطعات ، والحججِ الساطعات ، ويفتح علينا باباً ويقطع منّا جواباً في تكفير الكفّارِ الأنبياءَ والرسل ، ويقطع الطرق ويسدّ السبُل ، إذ لو كان كلّ مَنْ أبطل حقّاً أو كذّب صدقاً فهو معذور لا يبقى الحقّ والصدقُ ،ويثبتُ الباطلُ والزور .

ونرجع إلى كلام شيخنا أقضى القضاة رضي الله عنه قوله : كان الشيخ كمال الدين الزَّمْلَكاني رضي الله عنه من أجلّ مشايخ الشام . وكان يقول : ما أجهلَ هؤلاء الذين يُنكرون على الشيخ مُحيي الدين رضي الله عنه لأجلِ

كلماتٍ وألفاظٍ وقعتْ في كتبه ، قد قصرت أفهامُهم عن إدراك معانيها ، فليأتوني لأحلّ لهم مشكلهم ، وأبيّن مقاصد الشيخ محيي الدين رضي الله عنه من تلك الكلمات والألفاظ ، بحيث يظهر لهم الحقّ ويزول عنهم الوهم .

وقد سبق في الباب الأول أنّ الشيخ كمال الدين الزملكاني رضي الله عنه شرح كتاب فصوص الحكم شرحاً شافياً وبيّنه بياناً كافياً ، ووجّهه توجيهاً وافياً .

وهذا[1] الشيخ صلاح الدين الصفدي رحمة الله عليه له كتاب وضعه في تاريخ علماء العالم في مجلّداتٍ كثيرة لما وصل إلى حرف الميم كيف ذكر الشيخ محيي الدين رضي الله عنه وكيف أثنى عليه وعلى مصنفاته وكيف ردّ على الطاعنين[2] فيه .

---

١ هذا كلام الفيروزابادي .

٢ انظر ما كتبه الصفدي عن ابن عربي في الوافي بالوفيات (مخطوطة أحمد الثالث ، الجزء الرابع ورقة ٨٣ ب إلى ٨٦ آ) وقد أنصف الشيخ ابن عربي في كلامه فمما قاله :

« وقفت على كتابه الذي سماه الفتوحات المكية لأنه صنفه بمكة . وهو في عشرين مجلدة بخطه . فرأيت أثناءه دقائق وغرائب وعجائب ليست توجد في كلام غيره . وكأن المنقول والمعقول ممثلان بين عينيه في صورة محصورة يشاهدها . متى أراد أتى بالحديث أو الأمر ونزله على ما يريده . وهذه قدرة ، ونهاية اطلاع ، وتوقد ذهن ، وغاية حفظ وذكر . ومن وقف على هذا الكتاب علم قدره . وهو من أجل مصنفاته .

« . . . وقد ذكر فيه في المجلدة الأولى عقيدته . فرأيتها من أولها إلى آخرها عقيدة الشيخ أبي الحسن الأشعري . ليس فيها ما يخالف رأيه . وكان الذي طلبها مني بصفد ، وأنا بالقاهرة ، فنقلتها – أعني العقيدة لا غير – في كراسة وكتبت عليها :

ليس في هذه العقيدة شيء ... يقتضيه التكذيب والبرهان
لا ولا ما قد خالف العقل والنقـ ... ـل الذي أتى بـه القرآن
وعليها للأشعري مدار ... وبها في مقاله إمكان
وعلى ما ادعاه يتجه البحـ ... ـث ويأتي الدليل والبرهان
بخلاف الشناع عنه ولكن ... ليس يخلو من حاسد إنسان ←

Marfat.com

ثمّ إنّ الشيخ محيي الدين رضي الله عنه كان مسكنه بدمشق بعدما طاف البلاد وأرشد العباد ، وكانت مشحونةً بالعلماء الراسخين، والمتكلّمين الحاذقين ، والفقهاء المستنطقين . وما بلغنا أنّ أحداً من علماءِ عصره ولا من فقهاء دهره أنكر عليه ، وكيف يُنكرون عليه وهو صدرهم ، أم كيف لا ينقادون لديه وهو ذُخْرُهم .

نرجع إلى جواب شيخنا أقضى القضاة رضي الله عنه وقول الفقيه بأنّ كُتب الشيخ مُحيي الدين رضي الله عنه لا يجوزُ ولا يحلّ تحصيلها ولا قراءتها ولا إسماعها :

هذا جهلٌ صريح وقول قبيحٌ لا يمكن النطق به لمسلم ، ولا يجد إذا وقف على كتب الشيخ محيي الدين رضي الله عنه جميعها ما يخالف الكتاب والسنّة. فإن كتب الشيخ محيي الدين رضي الله عنه تزيد على خمس مئة كتاب، وقد سبق ذكر كتاب التفسير الكبير وأنّه تسعة وتسعون مجلداً بلغ فيه رضي الله عنه إلى سورة الكهف إلى قوله ﴿ وعلّمناه من لدنّا علماً ﴾ ولم يكمل .

وكتاب التفسير الصغير ، ولم يكمل في ثمانية مجلدات على طريقة المفسرين العارفين ، ليس فيه شيء مما ينكر عليه .

ومنها كتاب المعلّى على المحلّى ،وهو كتاب في الفقه مختصر أبي محمد بن

ولم أكن وقفت على شيء من كلامه .

« ثم إني وقفت على فصوص الحكم التي له . فرأيت فيها أشياء منكرة الظاهر لا توافق الشرع . وما فيه شك أنه يحصل له ولأمثاله حالات عند معاناة الرياضات في الخلوات . يحتاجون إلى العبارة عنها فيأتون بما تقصر الألفاظ عن تلك المعاني التي لمحوها في تلك الحالات .

« . . . وعلى الجملة فكان الرجل عظيماً . والذي نفهمه من كلامه حسن بسن ، والذي يشكل علينا نكل علمه إلى الله . وما كلفنا باتباعه ولا العمل بكل ما قاله . اهـ » (عن الوافي بالوفيات) .

Marfat.com

حزم . وهو من أحسن كتب الفقه ، بديعٌ لم يصنّف مثله في حسن الاختصار وإحاطته على جميع مذاهب المجتهدين الكبار من الصحابة والتابعين وتبع الأتباع إلى زمانه . وهل يجوز لمسلم أن يقول : مثل هذا الكتاب لا يحلّ تحصيله ولا قراءته ولا إسمَاعهُ؟ ومن حرّم الاشتغال بعلوم الشريعة فقد كفر. أعاذنا الله من هذه الفتاوى والنصائح الفاضحة والقبائح الواضحة . وكم للشيخ محيي الدين رضي الله عنه من تصنيف شريفٍ ، وتأليف لطيف ، في الأحاديث النبوية وغيرها منها :

الرياض الفردوسية في جميع الأحاديث القدسيّة،حوى فيه جميع ما روى النبي صلى الله عليه وسلم عن الله تعالى بلا واسطة . ولم أعلم أنّ أحداً اعتنى بجمعه وظفر بحصره قبل الشيخ محيي الدين . وهل يجوز لمن شمّ رائحة الإسلام أن يَتَنْهى عن تحصيل مثل هذا الكتاب وقراءته وإسماعه وتحصيله وإقرائه وتعليمه إلاّ مشرك من أعداء الله تعالى ورسوله . أعاذنا الله تعالى من جهل الجاهلين الزايغين .

فهذا حال من قال لا يجوز ولا يحلّ تحصيل كتب الشيخ محيي الدين رضي الله عنه ولا قراءتها ولا اسماعها لأنّه قد سبق أنّ كتب الشيخ محيي الدين رضي الله عنه تشتمل على التفسير والأحاديث والفقه والأصولِ وعلم الكلام وغير ذلك من الكتبِ النافعة ، ولم يبق إلاّ العلم اللّدنيّ الذي لم يحيطوا به علماً ، وكفاهم بذلك فضيحة وخِزياً ، حيث ذمّوا طريقاً ما سلكوه ، وعدلاً ما باشروه . فليَتْهم إذ لم يتحققوا سكتوا وما نطقوا ، وسلكوا طريق الهلاك، وحادوا عن سبيل النجاة، لكونهم يعلمون ظاهراً من الحياة الدنيا، وهم عن مشرب العارفين محرومون ، وعن ذَوْقِ الذائقين مصروفون ، وعن سلوك السالكين منقطعون ، وبما لديهم من العلوم الظاهرة فَرِحون . فلو كانوا بالعُرْوة الوثقى متمسّكين ، وللسنّة الشريفة متّبعين ، ولخواصّ

Marfat.com

جناب الله تعالى محبّين، لما طعنوا في الشيخ مُحيي الدين، مع إجماع علماء عصره الراسخين، من الفقهاءِ والمتكلّمين، والمشايخ والعارفين المحقّقين، بأنّه إمامُ أهلِ التحقيق في التوحيد. فإنّه في جميع العلوم الظاهرة والباطنة الفريدُ والوحيد.

وقد سبق في الباب الأول ما رواه شيخنا أقضى القضاة رضي الله عنه بإسناده المتصل عن خادم الشيخ عز الدين بن عبد السلام رضي الله عنه، وايرادُ الخادم ما أورد، وجواب الشيخ رضي الله عنه بأنّ ذلك مجلس الفقهاء. يريد أهل الظاهر الذين ليس لهم حظ في مقالات المحققين ومقابلة العارفين. ومن كان له طبعٌ مستقيم وعقلٌ سليم وشَرِبَ من العلوم اللدنية والمعارف الربّانيّة شُرب الهيم، عَلِمَ أنّ مثل الشيخ عز الدين بن عبد السلام والذين عاصروه من العلماء الأعلام و< الذين > لا يقرّون لأحد إلاّ بعد مشاهدة خوارق حاله، ومُعاينة أقواله وأفعاله، قد كانوا للشيخ محيي الدين رضي الله عنه مُسَخّرين، ولأقواله وأفعاله وأحواله مُعترفين، ولتفخيم شأنه وتعظيم مكانه مُذْعِنين. أفتَرى أنّ أهل تلك البلدة العظيمة والبقعة المباركة الكريمة، مع كثرة علمائها وغزارة فضلائها، وطولِ إقامةِ الشيخِ محيي الدين رضي الله عنه بين أظهرهم أكثر من ثلاثين سنة، وكثرة مصنّفاته المتداولة بينهم، علموا أنها باطلة وسكتوا، ولم ينفق عليه من أحل الأموال. ولما جاور بمكّة شرّفها الله تعالى كان فيها من العلماءِ الراسخين، والفقهاءِ المدقّقين، وجمهورِ المتكلّمين، والمشايخ العارفين المرشدين، والأولياءِ الأبرار ما لم يوجد في عصرٍ من الأعصار، والكلّ كانوا له مُقَرّبين، وبفضله عليهم معترفين، وبأقواله متبرّكين، وعلى قراءة مصنّفاته مواظبين. ومصنّفاتُه الشريفة ومؤلفاتُه المنيفة تشهدُ بوفور علمه وكمالِ فضله. وكان أكثر اشتغاله بمكّة المشرّفة في إسماع الحديثِ النبويّ. وأكثرُ مصنّفاته بخطه.

Marfat.com

ولما صنّف بها الفتوحات المكيّة من ظهر قلبه وضعها بعدما فرغ منها أجزاء غير مخيطة ولا مجلّدة على سطح الكعبة ، شرّفها الله تعالى ، ولم ينزلها إلاّ بعد سنة . فلم تلعب بها الرياحُ ، ولم تبلها الأمطار ، مع كثرة رياح مكّة وأمطارها . فعند ذلك ارتفع الالتباس وكتبها العلماءُ وانتشرت بين الناس . فيا ليت شعري أكان[1] هؤلاء العلماء الذين عاصروه وأخذوا عنه العلم مسلّمين أم كانوا جاهلين ؟ بل كانوا بعلمه عاملين وبفضله مقرّين وبرجحانه عليهم معترفين ، غير شرذمة من المتأخّرين ، المتوقّفين فيه والطاعنين . ومع ذلك فلا اعتبار لإنكار المتأخّرين بعد إقرار المتقدّمين . فلا وجه لعيب العائب لأنّ الحاضر يرى ما لا يرى الغائب . فلو نوّر الله تعالى بصائرهم ، وطهّر قلوبهم وسرائرهم ، وأراد صلاحهم[2] وخيرهم ، لأشغلهم بإصلاح أنفسهم دون غيرهم ،لأن من عرف نفسه . .[3] علم أن النفس منبع العيوب ومطلع السرور . فكلّ خير يوجد فهو محدثٌ مستفادٌ لإعراضها عن الصلاح وإقبالها على الفساد . فإنها خُلقت ظالمةً جاهلةً ، وإلى كلّ ما لا يعنيها مائلة ، فإذا كان الانسان بهذا النقصان وأنه لا يعرف شرّه من خيره فليشتغلْ بإصلاح نفسه دون غيره . ولله درّ القائل :

يا أيّها الرجلُ المعلّم غيرَه هلاّ يكون لنفسك التعليمُ
ابدأ بنفسك فانههَا عن غيّها فان انتهتْ عنه فأنتَ حكيمُ
تصفُ الدواءَ لذي السقام من الضنا كيْما يَصِحّ به وأنتَ سقيمُ
لا تَنْهَ عن خلقٍ وتأتي مثله عارٌ عليك إذا فعلْتَ عظيمُ

---

١ ص « أكانوا » .
٢ ص « بصلاحهم »
٣ بياض في الأصل مقدار كلمة . والعبارة مضطربة .

فهناك تُعذرُ إنْ وعظْتَ ويُقتَدى   بالرأي منك ويُقبَلُ التعليمُ

وللمؤلّف عفا الله عنه مِن جملة أبياتٍ كتبها إلى بعض الإخوان :

إذا شئت أن تحيا حيـاةً سليمةً   من الموت فاجهدْ أن تُصَمّمَ لنفسكْ
فما من[1] حجابٍ يمنعُ العبدَ غيرها   فرُضْها تكنْ حيّاً الآن كأمسكْ
فإنْ هي ارتاضت فبُشْرى وإن أبتْ   فما لك منها غير أطوارِ حِسّكْ
ذلك أدنى عـالم الملك رتبةً   فلا ترضَ داراً تكن داراً لحبسكْ

ولهذا لم يذكر الانسان في القرآن الذي لا شك فيه ولا ريب إلاّ مقروناً بالنقص والعيب . كقوله تعالى: ﴿ إنّ الإنسان خُلق هَلُوعاً[2] ﴾ ، ﴿ إنّ الانسانَ لربّه لكنود[3] ﴾ ، ﴿ إنّ الإنسانَ ليطغى[4] ﴾ ، ﴿ إنّ الإنسانَ لفي خُسْرٍ[5] ﴾ ، ﴿ وإذا أنعمنا على الانسان أعْرَض ونأى بجانبه[6] ﴾ ، ﴿ وكان الإنسانُ عجُولاً[7] ﴾ ، ﴿ وكان الانسانُ أكثرَ شيءٍ جدَلاً[8] ﴾ . ﴿ بريدُ الانسانُ ليَفْجُرَ أمامَه[9] ﴾ .

---

١ ص « فمات من حجاب » .
٢ سورة المعارج ، ٧٠ ، الآية ١٩ .
٣ سورة العاديات ، ١٠٠ ، الآية ٦ .
٤ سورة العلق ، ٩٦ ، الآية ٦ .
٥ سورة العصر ، ١٠٣ ، الآية ٢ .
٦ سورة الإسراء ، ١٧ ، الآية ٨٣ .
٧ سورة الإسراء ، ١٧ ، الآية ١١ .
٨ سورة الكهف ، ١٨ ، الآية ٥٤ .
٩ سورة القيامة ، ٧٥ ، الآية ٥ .

Marfat.com

وإذا كانت هذه صفاتُ الانسان بشهادة خالقه فالأولى أن يشتغل بتصفية خلائقه ، وترك علائقه .

ويكمل النقصان من أخلاقه برياضةٍ في نفسه ويسدّدُ

فالنقصُ في أصلِ الطبيعة كامنٌ كالنار في زَنْدٍ وذا لا يُجْحَدُ

فسعادةُ الانسان إنْ سبَقَتْ له تلقاه مُشْتغِلاً بأمر يحمدُ

وإذا تقدم لامرىءٍ بشقاوةٍ تلقاه مشغولاً بأمر يُفْسِدُ

فشواهدُ الانسان في أحواله ومآله لذوي البصائر يشهد

. . . مقدار خردلة هذا هو القول الصّحيح فكن متمسكاً بالدليل المرشد (؟)

بيتان من هذه الأبيات ليسا للمؤلّف عفا الله عنه ، والباقي له ، وهما الأول والثاني .

فمن عرف نفسَه والتباسها بالنقائص النفسية اشتغل بإصلاحها من عيوب البريّة ،ومن لم ير لنفسه نقصاً ولا عيباً وقع في عيوب الناس ظنّاً وريْباً،وانخلع من كمال الانسانية ، والتحق بنقصان العصبة الشيطانيّة ، وهذا لا سبيل إلى دوائه إذ هو كَلَفٌ بدائه . وللمؤلّف عفا الله عنه :

إذا أحبّ العليلُ عِلتَهُ أضاعَ فيه الحكيمُ حكمتَهُ

فلا يبالَغْ في اهتدا رَجُلٍ أعلمه ربُّه هِدايتَهُ

وما أحسن ما ذكر الشيخ محيي الدين رضي الله عنه في كتابه المسمّى بالتدبيرات الإلهية في إصلاح المملكة الانسانيّة ، وهذا ترجمته :

التصوّف[1] صافاك الله تعالى أمره عجيب ، وشأنه غريب ، وسرّه لطيف ، لا يمنح لكثيف ، بل لصاحب عناية وتصريف ، وقول حقّ ، وقدَم صِدْقٍ . له أمور وأسرار غطى عليها إقرار وإنكار . وإنّما سقنا هذه المقدمة توطئة لعلم التصوف على الاطلاق دون التقييد ، فإنّ الانكار عليه شديد ، وشيطان المخالف له مريد .

فاعلم شرح الله تعالى صدرك ونوّر سرّك أنّ مبنى هذا الطريق على التسليم والتصديق ، حتى قال بعضُ السادة القادة من أهل هذا الطريق : لا يبلغ إنسان دَرَجَ الحقيقة حتى يشهد فيه ألف صديق أنّه زنديق . وانظر إلى قول الامام زين العابدين رضي الله عنه :

يا رُبَّ جَوْهَرِ علمٍ لو أبوحُ به ... لقيلَ لي أنتَ ممّن يعبدُ الوَثَنَا
ولاستحلّ رجالٌ مسلمونَ دمي ... يرون أقبح ما يأتونه حَسَنَا

فاشترط في [إنكار] هذا العلم النفيس رجالاً سمّاهم مسلمين . قد وقفوا مع الظنّ والتخمين . وكيف لا ينكر على هذا الطريق ، وهل يبقى أثرٌ للباطل عند ظهور التحقيق ؟ فمن تكلّم في غير هذا المقام فإنّما يتكلّم على أضغاث أحلام . ألم ترَ إلى قول سيّد الطّائفة أبي القاسم الجنيد رضي الله عنه : إنّ المُحْدَثَ إذا قورن بالقديم لم يبق له أثر . وشتّان بين من ينطق عن نفسه ودرسه ، وبين من ينطق عن ربّه وكشفه ، [وما ينطق عن الهوى] ، فإيّاك

---

١ عارضنا هذا النص — وهو مقدمة كتاب التدبيرات — على مخطوطتين : الأولى في الظاهرية ٣٦٢ تصوف ، والثانية في معهد المخطوطات العربية . وقد لاحظنا أن هنا نقصاً عن نص المخطوطتين كما فيه زيادة عليهما . وأن كثيراً من العبارات اختلفت ألفاظها ورويت بالمعنى . لذلك صعب ذكر الفروق اللفظية ، واكتفينا بالتوكد من سلامة المعنى واتفاقه .

Marfat.com

وطلب الدليل من خارج ، فتفتقر إلى المَدارج والمَعارج . واطلبه من ذاتك لذاتك، تجد الحقّ في ذاتك. أرأيت لما ثبتت نبوّة رسول الله صلى الله عليه وسلم واستقرّ في نفوس العقلاء أنّه صلى الله عليه وسلم ينطق عن الله تعالى لا عن هوى نفسه كيف دخلوا في رقّ الانقياد والتسليم وتصرّفت عليهم وظائف التعبُّد والتكليف ، ولم يسألوا ما الدليل ولا ما العلّة . ولقد كان الصحابة رضي الله عنهم يسألونه عن أشياء حتى نُهوا عن ذلك في قوله تعالى ﴿يا أيّها الذين آمنوا لا تسألوا عن أشياءَ إنْ تُبْدَ لكم تَسُؤْكُمْ .﴾

وإن عرض لكَ أيّها الأخ المسترشد في هذا الطريق عارض من عدوّ أو صديق وقال لك : طالبهم بالبرهان على هذا الأمر والشان — يعني لعلماءِ الطريقة ورؤساءِ الحقيقة فيما يتكلمون به من المعارف الإلهيّة والأسرار الربّانيّة — فأعرض عنه جانباً وقل له جواباً محاوراً يلزمه بالاتفاق والاجماع : ما الدليلُ على حلاوةِ العسل ولذةِ الجماع ؟ [وخبرني عن الماهية لهذه الأشياء . فلا بدّ أن يقول لك : هذا علم لا يحصل إلاّ بالذوق ، فلا يدخل تحت حدّ ولا يقوم عليه دليل] . ثم اضرب له مثالاً آخر وقل له: لو كان لك دار تبنيها بيدك وما اطّلع عليها أحدٌ غيرك. ففشا ذكرُها ، واتصل بأسماعِ الناس خبَرُها . ثم اصطفيتَ أحداً من خواصك فأدخلتَه الدار بمرأى من الناسِ فشاهد ما فيها وخرج يُحدّثُ النّاسَ بما شاهد ، فهل يصحّ أو يجوزُ لأحدٍ أن يقولَ له : ما الدليلُ على ما تذكره ؟ ولو قال ذلك قائل حمّقه الناسُ وسفّهوه . فمنْ أحسن به الظنّ صدّقه في قوله . ومن لم فلا يحلّ له أن ينكر عليه . بل إذا أراد الوقوف على حقيقة ذلك ترغّب إلى صاحب الدار ليدخله إيّاها فيشاهد ما شاهد .

فكذلك يا أخي هذا العلم السنيّ دار رحبٌ وهو نتيجة التقوى . فإذا رأينا رجلاً اتقى الله ووقف عند حدوده، وقد اتصف بالصفات الحميدة، ثم نطق

Marfat.com

بعد ذلك بعلم لا تسعه عقولنا وهبه الله سبحانه إيّاه ، فالواجب علينا التسليم والتصديق وعدم الانكار والاعتراض، لأن الله تعالى يخص مَنْ يشاءُ من عباده بما شاء مِن علومه . ﴿ يؤتي الحكمة مَنْ يَشاء ﴾. وما بلغنا أن الصحابة رضي الله عنهم سألوا رسول الله صلى الله عليه وسلم ما العلّة في أنّ الصبح ركعتان والظهر والعصر أربع والمغرب ثلاث والعشاء أربع ؟ ولكن لما ثبتت عصمته وبان صدقه انقادوا لأوامره . فلمّا رأيناك تطلب الدليل والعلّة ممّن ورثه ولازم التقوى التي تدلّ على صحة علمه كدلالة المعجزة على النبوة علمنا أنّ صفة الصدق ما استقرّت فيك ، فإذا كنت كذلك فَسَلّم لهم أحوالهم ولا تشكّ في أقوالهم وقل ربّ زدني علماً عسى الله أن يفتح لك باباً من عنده .

ولا تنكر عليهم النطق بالغيب مع إيمانك بالمثال المحسوس الذي نصبَه الله تعالى لك، وذلك أنّ المرآة إذا صُقلتْ وزال عنها الصدأ أليس تتجلّى فيها صورة الناظر إليها حسناً أم قبيحاً . فإن جاء أحدٌ خلفه تجلّت صورته في المرآة . فعندما نظر إليها والحاضرون معه قال : خلفي إنسان أو شيء على صورة كذا وكذا حتى يستوفي ما رأى. وهو لم يره بعينه الرؤية المعهودة . والتصديق هذا واجب فإنّه محسوس . والمعقول نظير المحسوس . فكذلك الانسان إذا عمد إلى مرآة قلبه فجلاها بالرياضات والمجاهدات أظهر فيها المغيّبات من المعقولات والمكاشفات فنطق بما شاهد ووصف ما رأى .

فيا ليت شعري طالبُ الدليل على هذا العلم هل أحاط علمه بجميع معاني الكتاب والسنّة حتى يقال له هو من كذا على حالة دليل العقل . فغايةُ العاقل الذي حصّل له عقلُ التكليف ووقف عند احكامه من واجب وجائز ومستحيل أن يجعل ما نطق به هذا الصوفيّ من قبيل الجائز لأنّه ما أتى بشيء يهدم ركناً من أركان الشريعة ولا من أركان التوحيد، ولا قضيته من قضايا العقل، فالمنكر إنّما أحرم نفسه حيث صوّر صورة من نفسه واتصف بها، وهو الانكار الناشىء

Marfat.com

منه الراجع عليه ، والصوفي منزّه عما نُسب إليه . » اه

ونختم الرسالة بهذه الحكاية وذلك أن قرة عين العارفين وثمرة فؤاد العاشقين رئيس هذا الشان الشيخ قضيب البان الموصلي . . . . . [1] عليه في الاستغراق .

. . . . . [2] عليه كنت عند الاستار العمه (؟) شارح التنبيه القاضي . . .

. . . . . [3] سلّمه الله .

فقدم الموصل فذكر أصحابُه قضيبَ البان ووقعوا فيه، ووافقهم القاضي كمال الدين. فبينما هم يخوضون فيه ويتناولونه إذ دخل عليهم قضيب البان رضي الله عنه، فبُهتوا وسقط ما في أيديهم . فالتفت إلى القاضي كمال الدين وقال له : يا ابن يونس أنت تعلم كلّ ما يعلمه الله تعالى ؟

قال : لا .

قال : فإن كنت أنا من ذلك العلم الذي لا تعلمه ؟

فانقطع القاضي كمال الدين ولم يدر ما يقول. فانكبّ على أقدام قضيب البان يقبّلها ويبكي ويقول : اعفُ عني . فعفا عنه .

فطوبى لعبدٍ أقبل على الاجتهاد ، والاستعداد بالزاد ، ليوم المعاد ، واشتغل بعيبه عن الناس فدخل في قوله صلى الله عليه وسلم أولئك الأكياس . والحمد لله ، وسلام على عباده الذين اصطفى، وآله أهل الصدق والصفا.

---

١ بياض في الأصل مقدار ست كلمات .
٢ » » » كلمتين .
٣ » » » ثلاث كلمات . ولعلها « ابن يونس » .

Marfat.com

هذه الدر الثمين في محاسن الشيخ محيي الدين رضي الله عنه
تأليفُ الشيخِ الكاملِ المكمّل ، العالمِ الفاضل المفضّل ، الأفضل
قدوةِ المحقّقين ، سراج العابدين والزاهدين ، شيخ
شيوخ العارفين المحقّقين ، قرّة عين الصالحين ، مفتاح
معالم البداية ، وشرحِ صدورِ سرّ الهداية ، كشّافِ
المعضلاتِ ، حلّالِ رموز المعاني المشكلات
الشيخ المرشد أبي[1] الحسن ابراهيم
ابن عبد الله بن ابراهيم بن يوسف
القارىء البغدادي نوّر الله ضريحه
ووالى من الرحمة فتوحه آمين
وصلاته وسلامه على رسوله
سيدنا محمد وآله النبي الأمي
وعلى آله وصحبه وسلّم
ورضي الله عن
الصحابة أجمعين

---

١ ص « ابو » خطأ .

الفهارس

Marfat.com

١ - فهرس الأعلام

أ

ابن بشكوال : ٣٢
ابن تيمية : ٢٩ ، ٣٦
ابن حزم : ٤٧ ، ٦٨ ، ٧٤
ابن حمّويه : ٢٥ ، ٢٩
ابن الخياط : ٦٤ ، ٦٧
ابن الدبيثي المؤرّخ : ٢٥ ، ٣١
ابن الزكيّ : ٢٤ ، ٣٦
ابن سينا : ٢٥
ابن عبد السلام=العزّ بن عبد السلام
ابن عساكر ، الحافظ : ٢٥ ، ٣٠ ، ٣١
ابن عساكر ، القاسم : ٣١
ابن كثير : ٣٥ ، ٣٦
ابن النجّار المؤرّخ : ٢٥ ، ٣١
أبو ابن عربي : ٢٢
أبو نُعَيْم الاصفهاني : ٥٣
أبو هُرَيْرَة : ٧١
أحمد بن الردّاد : ٢٠
أرسطو : ٥٢
الأشرف : ٦٤
الأشعري : ٧٢
أم الصدر القونوي : ٢٣ ، ٣٥ ، ٣٨
أهرمن : ٢٨

ب

البخاري ، صاحب الصحيح : ٥١ ، ٧١
بلوي ، عبد الرحمن : ٦٤
البسطامي : ٥٢

ت

التتار : ٢٩
الترمذي : ٤٦

Marfat.com

ج

الجواليقي : ٢٧

الجيلي : ٢٩

ح

الحلاّج : ٥٠

الحموي = ابن حمّويه

خ

خادم العزّ بن عبد السلام: ٢٧، ٢٨

الخزرجي : ٣٥

خوارزم شاه : ٢٩

الخويّي : ٣٠

ذ

الذهبي : ٢٩ ، ٣٧ ، ٣٩

ر

الرازي، الفخر : ٢٥ ، ٢٦، ٥٥

ز

زردشت : ٢٧

الزملكاني: ٢٥ ، ٣٠ ، ٤٠ ، ٧١ ، ٧٢

الزواوي : ٣٠

س

سبط ابن الجوزي : ٣٥ ، ٤٠

السهروردي : ٢٥ ، ٢٩ ، ٣٣

ص

صاحب اشبيلية : ٣٣ ، ٣٤
صاحب دمشق : ٢٤
صاحب الغرب : ٣٤
الصغاني : ٦٧
الصفدي : ٢٩ ، ٧٢

ع

العادل : ٢٩
عبد الله بن عبّاس : ٥٣
عبد الله الموروري : ٥٢
العزّ بن عبد السلام: ٢٥ ، ٢٧، ٢٨ ، ٢٩

غ

الغزالي : ٤٤

ف

الفيروزآبادي: ٦٣، ٦٤، ٧٠، ٧٢

ق

قاضي قضاة المالكيّة بدمشق: ٣٠
القزويني : ٢٥ ، ٣٢
القونوي ، صدر الدين : ٢٣، ٣٥، ٣٩

ل

اللخمي = محمد بن خلف

Marfat.com

م

المجاهد : ٦٤

محمد بن خلف اللخمي : ٣٢

محمد بن عبد الواحد المقدسي : ٣١

مسلم ، صاحب الصحيح : ٤٦، ٥١

المظفر اليمني : ٦٤

المظفر الأيوبي : ٦٤

المقدسي = محمد بن عبد الواحد

المقّري : ٦٤

المناوي : ٢٩

منظور ، صاحب ابن عربي : ٤٨

المنصور اليمني : ٦٤

الموروري = عبد الله

المؤيد اليمني : ٦٤

ن

الناصر لدين الله اليمني: ٢٩ ، ٦٤

ي

اليافعي : ٣٥ ، ٣٧ ، ٣٩ ، ٤٠

يزدان : ٢٨

Marfat.com

٢ - فهرس الأماكن

أ

اذربيجان : ٣٠
اشبيلية : ٢٢ ، ٣٢ ، ٣٣
الأندلس : ٢٢ ، ٣٥

ب

بغداد : ٣١ ، ٣٢ ، ٣٥
بلاد الروم : ٣٥،٢٣ ، ٣٨، ٦٣
بلاد الغرب : ٢٣ ، ٥٢
بلاد المشرق : ٢٢ ، ٥٦

ت

تعز : ٦٧

ج

جبانة ابن الزكي: ٣٦،٢٤ ، ٣٧

خ

خراسان : ٣٥
خوى : ٣٠

د

دُبَيْثا : ٣١
درب آل أمية : ٥٣
دمشق : ٢٣ ، ٢٤ ، ٢٩ ، ٣٠، ٣١ ، ٣٢ ، ٣٩ ، ٦٦
دهلي : ٦٤

Marfat.com

ذ

ذو جبلة : ٦٧

ز

زبيد : ٦٣

س

سبتة : ٥٢

سفح قاسيون : ٢٤ ، ٣٧

ش

الشام : ٢٩ ، ٣٥ ، ٦٣

ص

صالحية دمشق : ٢٤ ، ٣٧

صفد : ٧٢

ط

الطائف : ٥٣

ع

العراق : ٦٣

ق

قاسيون : ٢٤ ، ٣٦

قرطبة : ٣٢

القاهرة : ٧٢

Marfat.com

ك

الكعبة : ٥٤

م

مرسية : ٢٢ ، ٣١ ، ٣٥
مصر : ٣٥ ، ٦٣
مصر القديمة : ٢٧
مقبرة ابن الزكي بدمشق=جبّانة ابن الزكي
المقدس : ٣١
مكّة : ٢٢ ، ٢٣ ، ٢٩، ٣٣ ، ٥٤ ، ٦٨ ، ٧٥ ، ٧٦
الموصل : ٣٥

هـ

الهند : ٦٣

و

واسط : ٣١

ي

اليمن : ٦٣

Marfat.com

الفهرس العام

مقدمة المحقق ٥

مقدمة المؤلف ١٩

الباب الأول :

أحوال ابن عربي وموقف العلماء منه ٢١

الفرقة الأولى : مناصروه ٢٥

الفرقة الثانية : المتوقفون فيه ٣٥

الفرقة الثالثة : الطاعنون عليه ٤٣

الباب الثاني :

أقواله ومصنفاته ٤٥

استفتاء الناصر ملك اليمن للفيروزآبادي بشأن كتب ابن عربي . . ٦٤

استفتاء الناصر لابن الخياط ، والرد عليه ٦٧

التصوّف في رأي ابن عربي ٧٩

فهرس الأعلام ٨٧

فهرس الأماكن ٩١

Marfat.com

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کا شمار عالم اسلام کے ان رجالِ عظیم میں ہوتا ہے جن کی فکر رسا نے عقل وفکر سے لبریز ذہنوں کو جلا بخشی، وہاں عام ذہن شکوک کا شکار ہو کر حضرتِ شیخ سے بدگمان ہو گئے۔ مگر حضرت شیخ کی تعظیم وتوقیر اور مراتب کی بلندی میں کوئی فرق نہ آیا۔ علم کلام، علم تصوف اور علم حقائق میں آپ کی تصانیف ہر دور میں مقبول ہو کر تشنگانِ علوم عقلیہ ونقلیہ کو فیض یاب کرتی رہیں۔ ہر چند کہ حضرت شیخ کی حمایت ومخالفت میں بہت کچھ لکھا گیا، ان کے نظریہ ''وحدت الوجود'' سے متاثر عظیم القدر صوفیاء فاضل ترین علماء رہے، وہاں درجاتِ علم کے منتہی ''وحدت الوجود'' عوامی حلقوں کے لیے خطرناک تصور کرتے رہے۔ ان کی نیت کا اخلاص شک وشبے سے بہت بلند ہے۔ مگر ایک حلقہ مخالفین حضرت شیخ میں ایسا بھی ہے جو تصوف کا مخالف، وارداتِ قلب سے ناآشنا ادراکِ حقائق سے نابلد، فکر ونظر کے رجالوں سے محروم، ہجومِ کتب میں بیٹھا شہرت اور نفس کی بندگی میں سراپا غرق ہے۔

حضرت شیخ قدس سرہٗ کے مقامات پر گفتگو کرنا عامیوں کا کام نہیں۔

بس یوں سمجھ لیجئے:

خدا جسے توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں

زیر نظر کتاب ''مناقب ابن عربیؒ''، مصنفہ حضرت شیخ ابراہیم بن عبداللہ بغدادی رحمہ اللہ مترجم محترمہ ڈاکٹر سلمہ فردوس سیہول صاحبہ اور تحقیق ڈاکٹر صلاح الدین المنجد زیور طبع سے آراستہ ہو رہی ہے۔ خدا کرے ارباب ذوق اس سے پوری طور مستفیض ہو کر فکر ونظر میں چارسو اجالا بکھیر سکیں۔

محمد کاشف رضا

کتاب محل
دربار مارکیٹ لاہور
0321-8836932

Marfat.com